المهند علی المفند

یعنی

عقائدِ علماءِ اہلِ سنت دیوبند رحمہم اللہ

تالیف

فخر المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری قدس اللہ سرہ العزیز

المتوفی ۱۳۴۶ھ

باضافہ

عقائدِ اہل السنۃ والجماعۃ

از

حضرت مولانا مفتی سید عبدالشکور ترمذی مدظلہم

مع

تصدیقاتِ قدیمہ وجدیدہ



ادارہ اسلامیات ۰ ۱۹۰- انارکلی لاہور

پہلی بار عکسی طباعت : رجب ۱۴۰۴ھ ، اپریل ۱۹۸۴ء
باہتمام : اشرف برادران سلّمہم الرحمٰن
مطبع :
قیمت گلیز کاغذ :

اِدارہ اِسلامیات
پبلشرز، بک سیلرز، ایکسپورٹرز

★ دینا ناتھ مینشن، مال روڈ، لاہور
فون ۷۲۴۴۱۲ ـ فیکس ۹۲-۴۲-۷۳۲۴۸۵

★ ۱۹۰، انارکلی، لاہور، پاکستان
فون ۷۲۴۹۹۱ ـ ۷۳۵۲۲۵۵

★ ارحین بلڈنگ، موہن روڈ
چوک اُردو بازار، کراچی فون ۷۷۲۴۳۰۱

ملنے کے پتے

اِدارہ اسلامیات، ۱۹۰، انارکلی، لاہور ۲
اِدارۃ المعارف دار العلوم، کراچی ۱۴
دار الاشاعت، اُردو بازار، کراچی ۱
مکتبہ دار العلوم، دار العلوم، کراچی ۱۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیمؒ

عرضِ ناشر

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہٖ الکریمؐ - امابعد!

"المہنّد علی المفنّد" فخر المحدثین قطب الواصلین حضرت مولانا خلیل احمد صاحب محدّث سہارنپوری قدس اللہ سرّہٗ کی وہ مشہور تصنیف ہے۔ جس میں بعض متعصّب گمراہ لوگوں کے مکروہ پروپیگنڈے کا جواب دیتے ہوئے، اہلِ سنت والجماعت کے اُن مسلمہ عقائد کو پیش کیا گیا ہے۔ جن کو پوری اُمت کے محقق علماء ہمیشہ سے مانتے چلے آئے ہیں اور اب علماء دیوبند رحمہم اللہ بھی اُسی کے حامل ہیں۔

حق تعالیٰ شانہٗ نے علماء دیوبند (اللہ تعالیٰ ان پر خاص رحمتیں نازل فرمائے) کو اس دور میں یہ خصوصیّت عطا فرمائی ہے کہ وہ افراط و تفریط کے گرد و غبار میں اہلِ سُنت والجماعت کے عقائد پر مضبوطی سے قائم رہے ہیں، اس سلسلہ میں جمہور علماء کے مسلک کی وضاحت کرتے ہوئے نہ انہیں کبھی جھجک محسوس ہوئی نہ ملامت کے خوف سے کبھی اُن کی آواز پست ہوئی ہے، وہ ہر دور میں صراطِ مستقیم پر گامزن رہے ہیں، اُن کے یہاں عقائد کی پختگی، روایتِ حدیث پر نظر، جمہور کے مسلک کی حفاظت، فقہ کی رنگارنگی اور تصوّف کا سوز و گداز اس خوبصورت تناسب کے ساتھ ملتا ہے کہ جس سے دین کے کسی شعبہ کی حق تلفی نہیں ہوتی اور دین کی ہر بات برمحل اور تبہات سے بالاتر نظر آتی ہے۔ (رزقنا اللہ اتباعہم)

اس صراطِ مستقیم پر جو قرآن و حدیث کی نصوص اور مزاج و مذاق کے عین مطابق

ہے اور جس پر یہ علماءِ حقانیین گامزن ہیں، گاہے بگاہے افراط و تفریط کی ظلمتیں نمودار ہو کر آثارِ منزل کو دھندلا کر دیتی ہیں، مگر خدامِ اہلِ سُنت والجماعت اپنے قول و فعل اور تحریر و تقریر سے یہ گرد و غبار صاف کرکے عامۃ المسلمین کے لئے راہِ حق واضح کرتے رہے ہیں، اسی سلسلہ کی ایک کڑی یہ کتاب ہے، جو آپ کے سامنے پیش ہے۔ جس سے اہلِ سنت والجماعت کے عقائد کا علم ہوتا ہے۔

مزید افادہ کیلئے ہم نے اس کتاب "المہنّد علی المفنّد" کے آخر میں مولانا مفتی عبدالشکور ترمذی صاحب مدظلہم کا رسالہ "عقائدِ اہل السنت والجماعت" شامل کر دیا ہے۔ جو درحقیقت "المہند" کا خلاصہ ہے اور اس کے آخر میں موجودہ دور کے علماءِ کرام کی تصدیقات بھی ثبت ہیں۔

اللہ جل شانہٗ اپنے فضل و کرم سے علم و عمل کے ہر میدان میں ہمیں سُنت رسول اللہ ﷺ پر قائم رہنے، جماعتِ صحابہؓ کا دامن تھامے رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ایمان اور حسنِ عمل پر خاتمہ نصیب فرمائے، آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین!

فہرست عنوانات

جدید تصدیقات از اکابر علمائے دیوبند دامت برکاتہم العالیہ

تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ

مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی کی "حسام الحرمین" کا جواب
خود علمائے حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً
کے قلم سے

المُهَنَّد عَلَى المُفَنَّد

معروف بہ

التصديقات لدفع التلبيسات

تسمیہ مترجم

مَاضِي الشَّفْرَتَيْن
عَلٰى
خَادِعِ أَهْلِ الحَرَمَيْن

جس سے جماعت حقہ دیوبند کے عقائد و خیالات کی تائید و توثیق ہو کر دنیا بھر کے علماء کی مہر تصدیق ثبت ہو گئی

اِدارہ اسلامیات ○ لاہور

اکابرِ دار العلوم کا اجمالی تعارف

حضرت مولانا قاضی اظہر حسین صاحب مدظلہٗ

امامِ ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے خلفائے کاملین نے گیارھویں صدی ہجری میں اور بارھویں صدی میں امام المحدثین حضرت شاہ ولی اللہ محدثِ دہلویؒ اور ان کے خاندانِ سعادت نشان نے متحدہ ہندوستان میں توفیقِ ایزدی علم و عرفان اور شریعت و طریقت کی جو قندیلیں روشن کیں۔ انہی انوار ہدایت سے تیرھویں صدی کے اواخر میں حضرت مجدد الف ثانیؒ اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے وارثینِ کاملین حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم[۱] صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ بانیٔ دار العلوم دیوبند اور قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد[۲] صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے عالمِ اسلام کو منور فرمایا۔ یہ دونوں بزرگ کمالاتِ شریعت و طریقت کے جامع تھے۔ سرورِ کائنات محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و اطاعت ان کے قلوب و اجسام پر محیط تھی۔ توحید و سنت کی تبلیغ و اشاعت اور شرک و بدعت کے استیصال و انسداد میں ان حضرات نے اپنی مقدس زندگیاں صرف کر دیں۔ مذہب اہل السنت اور مسلکِ حنفی کو اپنے دور میں ان بزرگوں سے بہت زیادہ تقویت پہنچی۔ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید بھی وہ بہت

---

[۱] ولادت شعبان یا رمضان ۱۲۴۸ھ اور وفات ۴ جمادی الاولیٰ ۱۲۹۷ھ یوم پنجشنبہ بعد نماز ظہر۔ حضرت نانوتویؒ کے مفصل حالات و کمالات "سوانح قاسمی" مولفہ حضرت مولانا مناظر احسن صاحب گیلانیؒ میں مطالعہ فرمائیں جو تین جلدوں میں چھپ چکی ہے ۱۲۔

[۲] ولادت ۶ ذیقعدہ ۱۲۴۴ھ وفات یوم جمعہ یا ۹ جمادی الثانیہ ۱۳۲۳ھ مطابق ۱۱ اگست ۱۹۰۵ء۔ حضرت گنگوہی قدس سرہٗ کے ظاہری و باطنی کمالات جاننے کیلئے تذکرۃ الرشید مولفہ حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب میرٹھیؒ قابلِ مطالعہ ہے جو دو جلدوں میں چھپ چکی ہے۔

پختہ تھے۔ علومِ ظاہرہ کے علاوہ باطنی علوم میں بھی ان حضرات کا ایک خاص مقام تھا۔ ان دونوں بزرگوں نے امام الاولیا قطب العارفین حضرت حاجی امداد اللہ صاحب چشتی مہاجر مکی قدس سرہٗ سے روحانی فیضان حاصل کیا اور مقاماتِ ولایت میں اس مرتبہ کو پہنچے کہ خود حضرت حاجی صاحب موصوف نے اپنی تصنیفِ لطیف ضیاءُ القلوب صفحہ ۹۰ میں ارشاد فرمایا ہے کہ:

نیز ہر کس کہ ازیں فقیر محبت و عقیدت و ارادت دارد، مولوی رشید احمد صاحب سلمہٗ، و مولوی محمد قاسم صاحب سلمہٗ را کہ جامع جمیع کمالات علومِ ظاہری و باطنی اند، بجائے من فقیر راقم اوراق بلکہ بمدارج فوق از من شمارند اگرچہ بظاہر معاملہ برعکس شد کہ اوشاں بجائے من و من بمقامِ اوشاں شدم و صحبت اوشاں را غنیمت دانند کہ ایں چنیں کساں دریں زمانہ نایاب اند و از خدمتِ بابرکت ایشاں فیضیاب بودہ باشند و طریق سلوک کہ دریں رسالہ نوشتہ شد در نظرِ شاں تحصیل نمایند ان شاء اللہ بے بہرہ نخواہند ماند۔ اللہ تعالیٰ در عمر ایشاں برکت دہاد۔ و از تمامی نعمائے عرفانی و کمالاتِ قربت خود مشرف گرداناد و بحرمۃ النبی و آلہ الامجاد

جو لوگ مجھ فقیر سے محبت و عقیدت و ارادت رکھتے ہیں، مولوی رشید احمد صاحب سلمہٗ اور مولوی محمد قاسم صاحب سلمہٗ کو جو کمالات علومِ ظاہری و باطنی کے جامع ہیں، مجھ فقیر کی بجائے بلکہ مجھ سے کتنے درجے اوپر جانیں اگرچہ بظاہر معاملہ برعکس ہوا کہ وہ میری جگہ اور میں ان کی جگہ ہو گیا۔ ان کی صحبت کو غنیمت جانیں کیونکہ ایسے لوگ اس زمانہ میں نایاب ہیں اور ان کی بابرکت صحبت سے فیض حاصل کریں اور سلوک کا جو طریق اس رسالے میں لکھا گیا ہے وہ ان کے پاس حاصل کریں ان شاء اللہ محروم نہیں رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ اُن کی عمر میں برکت دیں اور تمام عرفانی نعمتوں اور اپنے قرب کے کمالات سے ان کو مشرف فرمائیں اور بلند درجات تک پہنچائیں اور ان کی ہدایت کے نور سے تمام جہان کو منور فرمائیں۔ اور

تاقیامت ان کا فیض جاری رکھیں۔ نبی اکرمؐ
اور ان کی بزرگ آل کے واسطہ سے"۔

حضرت حاجی صاحب موصوف چشتی سلسلہ میں اپنے دور میں ایک بے نظیر ہستی تھے جن کا روحانی فیضان عرب و عجم میں پھیلا۔ امام الاولیاء کی اس شہادت کے بعد ان بزرگوں کی تصدیق کے لیے کسی اور شہادت کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ ذلك فضل الله یوتیه من یشاء۔

۱۸۵۷ء کا جہادِ حریت

مغلیہ شاہی خاندان کے زوال کے بعد اسلام کے بدترین اور چالاک دشمن انگریز نے جب ہندوستان پر اپنی جابرانہ حکومت قائم کر لی تو ۱۸۵۷ء میں علماء حق اور حریت پسند طبقہ نے انگریزی حکومت کے خلاف ایک زبردست آزادی کی جنگ لڑی۔ اس جہادِ حریت میں علماء اسلام کی قیادت حضرت حاجی صاحب موصوف رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ میں تھی۔ اکابرِ دیوبند حضرت گنگوہیؒ اور حضرت نانوتویؒ اور حضرت حافظ ضامن صاحب وغیرہ نے اس جہاد کو کامیاب بنانے کے لیے اپنی پوری مجاہدانہ کوششیں صرف کر دیں، لیکن کامیاب نہ ہو سکے۔ ۱۸۵۷ء کے اس قیامت نما ہنگامہ میں انگریزی حکومت نے تیرہ ہزار سے زائد علماء اسلام کو پھانسی پر لٹکایا اور بعض مجاہدین کو نہایت وحشیانہ سزائیں دی گئیں۔ بعض مسلمانوں کے بدن پر خنزیر کی چربی ملی گئی۔ اور زندہ ان کو خنزیر کی کھالوں میں سی کر آگ میں جلا دیا گیا۔ غرضیکہ اس سفاک دشمن نے ظلم و ستم کے پہاڑ توڑ کر اہلِ ملک کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً بہت زیادہ کمزور کر دیا۔ ملک پر سیاسی و مادی تسلط پانے کے بعد انگریز کے ناپاک عزائم یہ تھے کہ مسلمانوں کے دل و دماغ سے بھی اسلامی نقوش و آثار مٹا دیے جائیں اور قرآنی تعلیمات کو گہری سازش سے ختم کر دیا جائے۔ چنانچہ لارڈ میکالے اور اس کی تعلیمی کمیٹی نے اپنی رپورٹ میں حسب ذیل الفاظ لکھے تھے:-

"ہمیں ایک ایسی جماعت بنانی چاہیے، جو ہم میں اور ہماری
کروڑوں رعایا کے درمیان مترجم ہو اور یہ ایسی جماعت ہونی چاہیے
جو خون اور رنگ کے اعتبار سے تو ہندوستانی ہو مگر مذاق اور رائے
الفاظ اور سمجھ کے اعتبار سے انگریز ہو[1]۔" (تاریخ التعلیم میجر باسو، ص ۱۰۵)

مرحوم اکبر الٰہ آبادی نے اسی حقیقت کو اس شعر میں بیان کیا ہے :

یوں قتل میں بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا
افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی

دارالعلوم دیوبند کی بنیاد

انگریزی حکومت کے عزائم اور اس کے فرعونی اقتدار کے خوفناک نتائج کو حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ نے اپنی قوت قدسیہ سے پہلے ہی ادراک کر لیا تھا۔ ۱۸۵۷ء کی ناکامی کی تلافی اور اسلامی علوم و نظریات کے تحفظ کے لیے دیوبند میں ایک دینی عربی مدرسہ کی بنیاد رکھی گئی۔ اس وقت کے اکابر اولیاء اللہ کی دعائیں اس مدرسہ کے شامل حال تھیں۔ چنانچہ اس عظیم الشان مدرسہ کا افتتاح بتاریخ ۱۵ محرم ۱۲۸۳ھ مطابق ۱۸۶۷ء مسجد چھتہ میں انار کے مشہور درخت کے نیچے ہوا۔ اس تاریخی درسگاہ کے سب سے پہلے معلم حضرت علامہ محمود صاحب اور پہلے متعلم محمود الحسن تھے جو بعد میں شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب اسیر مالٹا کی تاریخی شخصیت سے جہان میں مشہور ہوئے۔ خداوند عالم کی رحمت و نصرت سے یہ دینی درسگاہ بعد میں دارالعلوم دیوبند کے نام سے عالم اسلامی کے لیے سرچشمۂ علوم و معارف بنی، جس کے فیوض و برکات سے آج تک ایک عالم مستفید ہو رہا ہے۔ "تاریخ دیوبند" میں لکھا ہے کہ حضرت مولانا رفیع الدین صاحب نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

---

[1] انگریزی دور کے مظالم اور فرنگی حکومت کی مسلم کش پالیسی کی تفصیلات کے لیے "نقش حیات" جلد اول، مؤلفہ شیخ الاسلام حضرت مولانا مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا مطالعہ کریں۔ ۱۲

مہتمم دار العلوم دیوبند کو خواب میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدرسہ کے کنوئیں پر تشریف فرما ہیں اور کنواں دودھ سے بھرا ہوا ہے۔ ایک بڑا ہجوم لوگوں کا سامنے ہے۔ لوگوں کے پاس چھوٹے بڑے برتن ہیں اور ساقیٔ کوثر صلی اللہ علیہ وسلم سب کے برتنوں کو دودھ سے بھر رہے ہیں۔ اس خواب کی تعبیر بزرگوں نے یہ نکالی کہ ان شاء اللہ اس مدرسہ سے شریعتِ محمدیہ کے علوم و فیوض کے چشمے جاری ہونگے جن سے ایک جہان سیراب ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ بعض محققین نے فرمایا ہے کہ اس دور میں دار العلوم دیوبند ایک مجدّد کی حیثیت رکھتا ہے اور واقعہ بھی یہی ہے کہ اس دار العلوم کے ذریعہ کتاب و سنت کے علوم و معارف کا جو فیضان اطرافِ عالم میں پھیلا ہے اس کی نظیر اس زمانہ میں نہیں مل سکتی۔ عالمِ اسباب کے پیشِ نظر اگر دار العلوم کا وجود نہ ہوتا تو متحدہ ہندوستان میں مذہبِ اہل السنت والجماعت کا صرف نام ہی باقی رہ جاتا۔ لیکن اکابر دار العلوم کی اصلاحی اور تجدیدی مساعی سے شرک و الحاد کی ظلمتیں چھٹ گئیں اور توحید و سنت کے انوار پھیل گئے۔ بانیٔ دار العلوم حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے دار العلوم اور دیگر دینی مدارس کے لیے آٹھ بنیادی اصول وضع فرمائے تھے جن پر دار العلوم کی علمی و دینی ترقیات موقوف ہیں۔ ۱۹۲۴ء میں بسلسلہ تحریکِ خلافت مشہور مسلم لیڈر مولانا محمد علی صاحب جوہر مرحوم جب دیوبند تشریف لائے اور ان کو حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے یہ آٹھ اصول بتلائے گئے، تو آپ رو پڑے اور فرمایا کہ یہ اصول تو الہامی معلوم ہوتے ہیں[1]۔ بلا شبہ دار العلوم نے اس صدی میں بلا مبالغہ ہزاروں محدّث، مفسّر، فقیہ، متکلم، صوفی عارف اور مجاہد پیدا کیے ہیں۔ حجۃ الاسلام حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اور قطب الارشاد حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے فیض یافتہ تلامذہ و متوسلین میں سے سب سے جامع تر شخصیت امام انقلاب شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب اسیرِ مالٹا[2] رحمۃ اللہ علیہ کی ہے جو دار العلوم کے

---

[1] ملاحظہ ہو "آزادیٔ ہند کا خاموش رہنما" - دار العلوم دیوبند، مولفہ حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دار العلوم
[2] اسارتِ مالٹا کے اسباب و واقعات کیلئے ملاحظہ ہو کتاب "اسیرِ مالٹا" مولفہ شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ۔

بلب سے پہلے طالب العلم ہیں۔ حضرت شیخ الہندؒ کے سینکڑوں تلامذہ و مسترشدین میں سے
شیخ العرب والعجم امیر المجاہدین حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنیؒ[1] شیخ الحدیث
دار العلوم دیوبند، جامع کمالات صوری و معنوی حضرت علامہ مولانا محمد انور شاہ صاحب
کشمیری محدث دیوبند، مفتی اعظم سند العلماء حضرت مولانا کفایت اللہ صاحب دہلویؒ
شیخ الحدیث مدرسہ امینیہ دہلی، شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی، صاحب
فتح الملہم شرح صحیح مسلم (المتوفی ۱۳۶۹ھ / ۱۹۴۹ء) اور بطل حریت، داعی انقلاب حضرت مولانا عبید اللہ
صاحب سندھی، وہ ممتاز شخصیتیں ہیں جن کے ذریعہ دیوبندی مسلک کو ہر شعبہ میں بہت
زیادہ تقویت پہنچی۔ علاوہ ازیں اکابر دیوبند میں سے حکیم الامت، امام طریقت حضرت
مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ[2]، صاحب تفسیر بیان القرآن (المتوفی ۱۳۶۲ھ) کو بھی
حضرت شیخ الہندؒ کی شاگردی کا شرف حاصل ہے۔ شیخ التفسیر قطب زماں، صاحب
کشف و کرامت حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ (جو دار العلوم
دیوبند کے فیضیافتہ ہیں) اکثر فرمایا کرتے تھے کہ دار العلوم دیوبند کے شیخ الحدیث اور
صدر مدرس آج تک جامع الظاہر و الباطن ہوئے ہیں۔ یہ بھی فرمایا کہ گیارہ مرتبہ حرمین
شریفین کی حاضری نصیب ہوئی ہے، جہاں روئے زمین کے اولیاء اللہ جمع ہوتے ہیں
لیکن اتنی مدت میں میں نے وہاں حضرت مدنی جیسا جامع بزرگ نہیں دیکھا۔ علاوہ مذکورہ
بزرگوں کے شیخ المشائخ العارف باللہ حضرت مولانا شاہ عبد الرحیم صاحب رائپوریؒ اور
قطب دوراں واصل باللہ حضرت مولانا شاہ عبد القادر صاحب رائپوریؒ بھی حضرات
اکابر دیوبند کے فیضیافتہ ہیں، جن کے انوار ولایت نے ہزاروں قلوب میں معرفت کے

---

[1] ولادت ۱۹ شوال ۱۲۹۶ھ مطابق ۱۸۷۹ء۔ وفات بروز جمعرات ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۷ھ مطابق ۵ دسمبر ۱۹۵۷ء
حضرت مدنی نے تقریباً ۱۴ سال مدینہ منورہ مسجد نبوی میں کتاب و سنت کا درس دیا ہے۔ حضرت کی خود نوشت سوانح عمری
"نقش حیات" دو جلدوں میں چھپ چکی ہے اور مکتوبات شیخ الاسلام بھی چار جلدوں میں شائع ہو چکے ہیں جو علوم و معارف
کا گنجینہ ہیں ۱۲۔ [2] حضرت تھانویؒ کی تصانیف کی تعداد تقریباً ایک ہزار تک پہنچتی ہے۔ اور ان میں حضرت کے مواعظ و
ملفوظات علوم و معارف کا بہترین مجموعہ ہیں۔

چراغ جلا دیے۔ امیرِ شریعت، مجاہدِ حریت البطل جلیل، خطیب امت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا جمال و جلال بھی اکابر دیوبند ہی کا پرتو ہے جس نے ہزاروں نوجوانوں میں عشقِ ختمِ نبوت کی آگ لگا دی۔ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین!

ایک تکفیری فتنہ

انگریز ان مجاہدینِ حریت اور علمائے حق کو اپنا سب سے بڑا دشمن سمجھتا تھا۔ جب اس نے دار العلوم دیوبند اور ان کے اکابر کے علمی و دینی اثرات کو پھیلتے دیکھا تو اس نے اس سرچشمۂ اسلام کو ختم کرنے کے لیے مختلف تدبیر اختیار کیں۔ بعض دنیا پرست مولویوں اور پیروں کو خرید اگیا اور ان کے ذریعہ ان حضرات پر وہابیت کا الزام لگایا، اور اس سے پہلے بھی ان اکابر کے اسلاف امام المجاہدین، قدوۃ الکاملین حضرت سید احمد شہید بریلویؒ اور عالمِ ربانی مجاہدِ جلیل حضرت مولانا شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کی مجاہدانہ قربانیوں کو اسی وہابیت کے الزام سے ناکام بنانے کی کوشش کی جا چکی تھی۔ خدا جانے وہ کون سے اسباب و عوامل تھے کہ فرقۂ بریلویہ کے بانی مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی نے اکابرِ دیوبند کے خلاف تکفیری مہم تیز کر دی۔

"حسام الحرمین" کی حقیقت

مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی موصوف نے ۱۳۲۳ھ میں سفرِ حج اختیار کیا۔ حج سے فراغت کے بعد انھوں نے مکہ معظمہ میں ہی ایک رسالہ مرتب کیا جس میں اکابر دیوبند کی عبارات کو لفظی و معنوی تحریف کر کے درج کیا گیا، اور طرفہ یہ کہ ان محبت و اطاعتِ محمدی میں ڈوبی ہوئی شخصیتوں پر یہ اتہام لگایا کہ معاذ اللہ انھوں نے اپنی کتابوں میں خدا کو جھوٹا کہا ہے اور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دی ہیں۔ رسالہ کو اس طریق سے مرتب کیا کہ پہلے فرقۂ قادیانیہ کے عنوان سے مرزا غلام احمد متنبی قادیان کی کفریہ عبارتیں درج کیں اور اس کے بعد اکابرِ دیوبند کو فرقۂ وہابیہ کذابیہ اور فرقۂ وہابیہ شیطانیہ کے قبیح عنوانات کے تحت متعدد فرقوں میں تقسیم کیا گیا۔ تاکہ ناواقف لوگ یہ سمجھیں کہ فرقۂ قادیانیہ کی طرح

ہندوستان میں یہ بھی کوئی مستقل جدید فرقے پیدا ہوئے ہیں۔ اس رسالہ میں اکابر دیوبند میں سے حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی ؒ، قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد صاحب محدث گنگوہی ؒ، فخر العارفین حضرت مولانا خلیل احمد صاحب محدث سہارنپوری ؒ مصنف بذل المجہود شرح ابوداؤد، اور حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی ؒ خلیفہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی، کی عبارتوں کو توڑ موڑ کر پیش کرکے ان پر قطعی تکفیر کا فتویٰ صادر کیا، اور یہاں تک لکھا کہ جو شخص ان کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر ہے۔

علمائے حرمین شریفین سے اس فتویٰ کی تصدیقات حاصل کرنے کے لیے مختلف ذرائع[1] و وسائل سے کام لیا گیا۔ یہ حضرات چونکہ اکابر دیوبند اور ان کی تصانیف سے پورے متعارف نہ تھے، اس لیے رسالہ کی مندرجہ[2] عبارات کے پیش نظر اپنی تصدیقات لکھ دیں۔ ان میں سے محتاط علماء نے یہ لکھا کہ اگر واقعی ان کے عقائد ایسے ہیں تو فتویٰ درست ہے۔ حجاز سے واپسی پر کچھ عرصہ سکوت کرنے کے بعد مولوی احمد رضا خان صاحب نے یہ رسالہ "حسام الحرمین" کے نام سے ہندوستان میں ۱۳۲۵ھ میں طبع کرایا۔

المہند علی المفند

ان ایام میں شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی ؒ مدینہ منورہ میں ہی حاضر باش تھے اور مسجد نبوی میں آپ کا درس بہت عروج پر تھا۔ لیکن حسام الحرمین کی کارروائی اس طرح رازداری میں رکھی گئی کہ آپ کو اس وقت اس کا مکمل علم نہ ہو سکا۔ اس تکفیری سازش سے مطلع ہونے کے بعد حضرت مدنی ؒ نے اکابر علمائے حرمین شریفین کو حقیقت حال سے مطلع کیا۔ تو ان حضرات

---

[1] اس کی تفصیل الشہاب الثاقب مصنفہ شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

[2] اکابر دیوبند کی جن عبارات کو ہدف تکفیر بنایا گیا ہے۔ ان کے تحقیقی جوابات کیلئے حسب ذیل کتابوں کا مطالعہ ضروری ہے "الشہاب الثاقب" مؤلفہ شیخ الاسلام حضرت مدنی ؒ۔ "تزکیۃ الخواطر" و "السحاب المدرار" مصنفہ حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحب چاندپوری۔ اور "فیصلہ کن مناظرہ" مؤلفہ حضرت مولانا محمد منظور نعمانی مدیر ماہنامہ "الفرقان" لکھنؤ۔ اور "فیصلہ خصومات" مصنفہ حضرت مولانا عبد الرؤف صاحب جگنپوری (برہما)

نے چھبیس سوالات قلمبند کر کے اکابر دیوبند کو جواب کے لیے ارسال کیے۔ اس وقت حضرت گنگوہیؒ اور حضرت نانوتویؒ کا وصال ہو چکا تھا۔ مذکورہ سوالات کے جوابات فخر المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ نے فصیح عربی زبان میں مرتب فرمائے جس پر اس وقت کے تمام مشاہیر دیوبند مثلاً شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسنؒ صاحب، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ، اُسوۃ الصلحاء حضرت مولانا شاہ عبد الرحیم صاحب رائپوریؒ، بقیۃ السلف حضرت مولانا حافظ محمد احمد صاحب مہتمم دار العلوم ابن حجۃ الاسلام حضرت نانوتوی، عارفِ کامل حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب مفتی اعظم دار العلوم، اور مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی نے اپنی تصدیقات تحریر فرمائیں۔ مشاہیر ہند کے علاوہ حجاز، مصر اور شام وغیرہ اسلامی ممالک کے مقتدر علماء اور مشائخ نے بھی اپنی تصدیقات سے اس کو مزین فرمایا۔ چنانچہ یہ رسالہ ۱۳۲۵ھ میں تحریر ہوا اور "المہند علی المفند" کے نام سے ملک میں شائع کیا گیا۔ اس رسالہ میں مذکورہ سوالات کی روشنی میں اکابرِ دیوبند کے عقائدِ حقہ کی تشریح و توضیح کی گئی ہے جس سے مخالفین و معاندین کی تلبیسات کا پردہ چاک ہو کر بزرگانِ دیوبند کا حقانی و حقیقی مسلک واضح ہو جاتا ہے۔ گویا کہ "المہند" اکابرِ دیوبند کی ایک ایسی متفقہ تاریخی دستاویز ہے جس میں دیوبندی مسلک اصولی طور پر محفوظ کر دیا گیا ہے۔

طبعِ جدید

گو "المہند" کا اردو ترجمہ عقائد علمائے دیوبند کے نام سے متعدد بار شائع ہوا ہے لیکن عربی متن مع ترجمہ اردو عرصہ سے نایاب تھا۔ جس کی علمائے کرام کو طلب تھی۔ الحمد للہ اس تاریخی دستاویز کی جدید طباعت و اشاعت کی سعادت حق تعالیٰ نے پاکستان میں رفیقِ محترم حضرت مولانا عبد اللطیف صاحب جہلمی زید مجدہم مجاز حضرت لاہوریؒ کو نصیب فرمائی ہے۔ جن کی مساعی سے یہ علمی و عرفانی ہدیہ اہلِ اسلام کی خدمت میں پیش ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس بندۂ ناکارہ اور جملہ مسلمانوں کو

سلفِ صالحین[1]، محققین اہل السنت اور اکابرِ دیوبند کے مسلکِ حق پر قائم رکھیں۔ آمین!

بحرمتِ سید المرسلین صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم۔

الاحقر مظہر حسین غفرلہٗ

مدنی جامع مسجد، چکوال

ضلع جہلم

۲۳ رمضان المبارک

۱۳۸۲ھ

---

[1] سلفِ صالحین اور محققین اہل السنت کا مسلکِ حق کیا تھا؟ اس کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو طائفہ منصورہ اور مقامِ حضرت امام ابو حنیفہؒ مولفہ حضرت مولانا علامہ محمد سرفراز خان صاحب فاضل دیوبند مصنف تبرید النواظر، راہِ سنت وغیرہ۔ نیز مولانا موصوف نے حال ہی میں حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ کے حالات میں ایک رسالہ "بانیٔ دار العلوم دیوبند" تالیف فرمایا ہے جس کا مطالعہ بہت مفید ہے۔



الحمد للہ الذی یحق الحق بکلماتہ و یبطل الباطل بسطواتہ نصر المؤمنین و قال کان حقا علینا نصر المؤمنین و قطع کید الخائنین فقطع دابر القوم الذین ظلموا و الحمد للہ رب العالمین ۔ و الصلوٰۃ و السلام علی مفرق فرق الکفر و الطغیان و مشتت جیوش بغاۃ القرین و الشیطان ۔ و علی اٰلہ و صحبہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم ترٰھم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللہ و رضوانا ما تعاقب النیران و تضاد الکفر و الایمان

اما بعد، حضرات ان چند سطور کو بغور ملاحظہ فرمائیں تو معلوم ہو جائے گا کہ عالیجناب احمد رضا خان صاحب بریلوی نے اسلام اور اہل اسلام کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے اور ان کی کوشش اور تدبیر کس انداز سے اسلام کو صدمہ پہنچا رہی ہے۔ مختصر یہ ہے کہ مخالفین اسلام نے گوناگوں انداز سے اسلام کو صدمہ پہنچایا، مگر خان صاحب نے روافض کی طرح اخیار امت محمدیہ کو منتخب کر کے ان ہی سے لوگوں کو متنفر کرنا چاہا جیسے روافض نے امت کے خلاصہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو منتخب کر کے ان کی تکفیر کی، اور تبرا بازی و سب و شتم سے کام لیا تھا - ایسے ہی خان صاحب نے اس وقت جو دین کے منتخب اور برگزیدہ جماعت کے آفتاب و ماہتاب تھے - ان کو اپنے گھر کے دھوئیں سے مکدر کرنا چاہا - واللہ متم نورہ و لو کرہ الکافرون - ۵

چراغے را کہ ایزد برفروزد
کسے کو تف زند ریشش بسوزد

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ خانصاحب کے خاندان میں چونکہ بدعت کی تخم ریزی پہلے ہی سے ہو چکی ہے، اس وجہ سے سب کے پچھلے نچوڑ خانصاحب احمد رضا خاں، برعکس نہند نام زنگی کافور، درحقیقت احمد خطا خان صاحب نے تمام ہندوستان میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہٗ فخر اُمت و معجزہ من معجزات سید المرسلین علیہ التحیۃ والتسلیم کے خاندان کو چُنا۔ اور حضرت مولانا اسمٰعیل صاحب شہید مرحوم و مظلوم اہلِ بدعت پر بوجہ بعض کلمات کے جو سخت اور خالی اہلِ بدعات کے جن کی بدعات شرک کی حد تک پہنچ گئیں تھیں، مقابلہ میں لکھے گئے تھے تمام قرائن حالیہ اور غیر حالیہ سے قطع نظر کر کے اتہامات لگائے اور ان پر تبرّا کیا، بلکہ غیر متناہیہ وجوہ سے کفر لازم کیا اور ان کا کفر اجماعی قطعی قرار دے کر فقہائے کرام کا فتویٰ تکفیر چھاپ دیا۔ مگر حضرت شاہ صاحب کے خاندان کی عظمت مسلّم ہو چکی تھی، اور ایں خانہ تمام آفتاب ست کا مصداق تھا۔ پس اگر کوئی بدبخت یا ناواقف حضرت شہید مرحوم سے بدظن بھی ہو تو اور حضرات کا تقدس کیا بدعات کی جڑ اکھیڑنے کو کم ہے۔ اس وجہ سے خانصاحب کو پوری کامیابی نہ ہوئی، اور چونکہ اس زمانہ میں بدعت کی تباہی حضرت شاہ صاحب کے خاندان کے جائز وارث اور ارشد تلامذہ حضرت مولانا مولوی محمد قاسم صاحب قدس سرہ العزیز نانوتوی حجۃ اللہ تعالیٰ فی الارض، اور حضرت رشید الاسلام والمسلمین آیۃ من آیات رب العالمین حضرت مولانا مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی قدس اسرارہم کے سپرد ہوئی اور حمایت سنت مصطفوی کا بلند جھنڈا انہی کے مقدس ہاتھوں میں دیا گیا جو مدرسہ عالیہ کی رفیع عمارت پر ان حضرات نے قائم فرمایا اور مَثَلُ كَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ تُؤْتِي أُكُلَهَا كُلَّ حِينٍ بِإِذْنِ

سما تھا کی طرح جیسے آسمان سے باتیں کرتا تھا، اپنے استحکام میں ساتویں زمین تک بھی پہنچا ہوا تھا اور ہندوستان ہی میں نہیں بلکہ روم اور شام اور عرب وعجم، کابل وقندھار، بخارا وخراسان، چین وتبت وغیرہ، دنیا کے تمام گوشوں سے نظر آتا تھا اور عاشقانِ سنت اس کے سبز پھریرہ کو دور ہی سے دیکھ کر سنتِ نبوی کی مہک اس سے پا لیتے تھے اور آنکھ بند کیے چلے آتے تھے۔ اور دیوبند کی گلیوں میں پھرتے نظر آتے تھے اور یہاں کی خشک روٹی اور دال کو بریلی کے بدعت خانہ کے قورما پلاؤ پر ترجیح دیتے تھے، اور

بادشاہی سے بھی بہتر ہے گدائی تیری

کا نعرہ بلند کرتے تھے حوالیہ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیقٍ کا نظارہ دیکھ کر خانصاحب نے ہمہ تن پوری توجہ انھی حضرات کے اثر مٹانے کی طرف فرمائی۔ حضرت شہید مظلوم رح پر ستر وجہ سے کفر ثابت فرما کر فقہائے کرام کا اجماعی قطعی فیصلہ قرار دے کر خود احتیاط کی تھی جس کی بنا پر خود فقہائے کرام اور اصحاب فتویٰ عظام کے نزدیک خود مع جملہ معتقدین کے کافر ہو چکے تھے مگر حضرات موصوفین حضرت مولانا مولوی محمد قاسم صاحب حضرت مولانا مولوی رشید احمد صاحب قدس سرہم اور حضرت مولانا مولوی خلیل احمد صاحب اور حضرت مولانا مولوی اشرف علی صاحب دامت برکاتہم کا نام لے کر قطعی تکفیر کی اور یہ کہا کہ جو ان کے کافر کہنے میں تردد وتامل اور شک کرے وہ بھی قطعی کافر ہے۔ حضرت مولانا نانوتوی رح پر ختمِ زمانی کے انکار کرنے کا الزام لازم کیا۔ اور حضرت مولانا گنگوہی رح پر یہ افترا کیا کہ وہ خدا کے کذب بالفعل کے جائز رکھنے والے کو مسلمان سنی بتاتے ہیں؛ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب مدت فیوضہم کی جانب یہ عنایت فرمائی کہ وہ براہین قاطعہ میں تصریح کرتے ہیں کہ ابلیس لعین کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے۔ حضرت مولانا اشرف علی صاحب دامت برکاتہم پر یہ بہتان لگایا کہ حفظ الایمان میں تصریح کی کہ جس قدر علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے اتنا

تو ہر صبی و مجنون و بہائم کو بھی حاصل ہے، لیکن چونکہ خانصاحب کا علم و فضل و تدین قابلِ اعتبار نہ تھا۔ اس وجہ سے یہ مضمون عربی عبارت کی کتاب المعتمد المستند میں لکھ کر اس کی تصدیق علماءِ حرمین شریفین سے کرائی اور اس کا نام حسام الحرمین علی منحر الکفر و المین رکھ کر تمام ہندوستان میں ڈھنڈورا دیا کہ دیکھو علماءِ حرمین شریفین نے ہمارے خلاں خلاں مخالفت کی قطعی تکفیر کر دی، اب ان کے کفر میں کیا شک باقی رہا۔ حالانکہ یہ بالکل افتراءِ محض ہے جو السحاب المدرار اور توضیح البیان وغیرہ کے دیکھنے سے معلوم ہو سکتا ہے۔ خانصاحب کی اس مجرمانہ کارروائی کی خبر بعض علماءِ مدینہ منورہ کو ہوئی تب ان حضرات نے یہ چھبیس سوالات حضرات علماء دیوبند کی خدمت مبارک میں بھیجے کہ آپ کا ان میں کیا خیال ہے اس کو صاف لکھیے تاکہ حق و باطل واضح ہو جائے چنانچہ فخر العلماء و المتکلمین حضرت مولانا مولوی خلیل احمد صاحب مدرس اول مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور نے ان کے جواب لکھ کر حرمین شریفین کے علماء کی خدمت مبارک میں پیش فرمائے، علماء حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تکریماً و علماءِ مصر و حلب و شام و دمشق نے ان کی تصحیح و تصدیق فرمائی اور یہ لکھ دیا کہ یہ عقاید صحیح ہیں، ان کی وجہ سے نہ کوئی کافر ہو سکتا ہے، نہ بدعتی اور نہ اہل السنت و الجماعت سے خارج۔ اہلِ اسلام کی اطلاع کی غرض سے علماء حرمین شریفین و مصر و حلب و شام و دمشق کی تصدیقات بصورت رسالہ مسمیٰ بہ المہند علی المفند معروف بہ تصدیقات لدفع التلبیسات مع ترجمہ المسمیٰ بہ ماضی الشفرتین علی خادع اھل الحرمین طبع کرا دیا گیا تاکہ اہلِ اسلام کو خانصاحب کی ایمانداری پوری پوری طرح سے معلوم ہو جاوے، اب اہلِ ایمان خانصاحب سے دریافت فرماویں کہ آپ نے حسام الحرمین پر یہ تحریر فرمایا ہے کہ یہ طائفے سب کے سب مرتد ہیں باجماعِ امت اسلام سے خارج ہیں اور بیشک بزازیہ اور درر

اور غرر اور فتاوٰی خیریہ اور مجمع الانہر اور در مختار وغیرہ معتمد کتابوں میں ایسے کافروں کے حق میں فرمایا ہے کہ جو ان کے کفر و عذاب میں شک کرے خود کافر ہے۔ انتہٰی۔ پھر صفحہ ۲۳ پر ہے، حمد و صلوٰۃ کے بعد میں کہتا ہوں کہ یہ طائفے جن کا تذکرہ سوال میں واقع ہے، غلام احمد قادیانی اور رشید احمد اور جو ان کے پیرو ہوں جیسے خلیل احمد انبیٹھی اور اشرف علی وغیرہ، ان کے کفر میں کوئی شبہ نہیں، نہ شک کی مجال، بلکہ جو ان کے کفر میں شک کرے بلکہ کسی طرح کسی حال میں انہیں کافر کہنے میں توقف کرے اس کے کفر میں بھی شک نہیں۔ انتہٰی۔ اور حضرات علمائے حرمین شریفین و مصر و حلب و شام ان تمام حضرات کو مسلمان اور ان کے جملہ عقائد کو عقائد اہلِ سنت لکھ کر ان کی تصحیح و تصدیق فرماتے ہیں تو آپ جناب کے فتوٰی کے موافق یہ تمام حضرات اور جملہ اہلِ عرب و روم و دمشق و شام و مصر و عراق کیا قطعی کافر ہوگئے۔ کیا جو ان کے کفر و عذاب میں شک کرے، وہ بھی کافر ہے۔ معاذ اللہ العظیم ونعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔

مسلمانو! یہ ہے خانصاحب کی محبت سنّت، اور یہ ہیں وہ اہل السنت والجماعت کہ دنیا میں کسی کو بھی مسلمان نہ چھوڑا۔ بڑے بڑے کفّار جو اسلام کے مٹانے کی تدابیر میں مصروف ہیں خانصاحب نے ایک فتوے سے گویا سب کی مرادیں پوری کرا دیں۔ مگر اسلام کا مٹنا مٹانا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ کوئی اپنا منہ دین دنیا میں کالا کرے مگر آفتابِ اسلام تو قیامت تک تاباں ہی رہے گا۔ چونکہ رئیس فرقۂ مبتدعہ عالیجناب احمد رضا خانصاحب بریلوی کی حسام الحرمین کی حقیقت منکشف ہوگئی کہ خانصاحب نے جو کچھ لکھا تھا، وہ محض افترائے خالص تھا۔ علمائے کرام حضرات دیوبند کو کافر نہ کہے اور ان کے کفر میں کسی طرح شک و تردّد و تامل کرے، وہ بھی قطعی کافر ہے۔ اس لیے اس رسالہ کے دیکھنے سے واضح ہو جاوے گا کہ علمائے حرمین شریفین زادھما اللہ شرفاً وتکریماً

حضرات دیوبند کے عقائد کی تصحیح فرمارہے ہیں۔

پس اب دیکھنا یہ ہے کہ خان صاحب اپنے قول سے رجوع کرتے ہیں یا علماء دیوبند کے ساتھ تمام علماء حرمین شریفین و مصر و حلب و شام و دمشق سب کی تکفیر کرتے ہیں کیونکہ تمام علماء حضرات دیوبند کو مسلمان کہتے ہیں اور ردّ الحسام علیٰ رؤس اللئام ہر کہ حضرات دیوبند ربّانی و تبحرِ علامہ بنانے جارہے ہیں۔ اب ہم دیکھیں کہ خانصاحب کے پاس کون سی ترکیب اور کرامت ہے جس سے علماءِ دیوبند تو کافر رہیں اور علماء حرمین شریفین و مصر و حلب و شام مسلمان بنے رہیں۔

حضرتِ مولانا خلیل احمد صاحب مدفیوضہم کو کہیں علماء تحریر کرتے ہیں کہیں یکتائے زمانہ، کہیں اخی العزیز، کہیں شیخ وقت، کہیں مقتدائے انام اور کہیں پیشوائے اُمّت۔ چنانچہ تقاریظ و تصادیق کے الفاظ سے ناظرین پر واضح ہوگا، اور جو برتاؤ حضرات علماءِ حرمین شریفین کا بوقت ملاقاتِ جسمانی مولانا ممدوح کے ساتھ ہوا اور زبانی گفتگو پر جو وقعت و عزت اِن حضرات کے قلوب میں پیدا اور جوارح سے ظاہر ہوئی، اس کا تو ذکر کیا کیا جائے کہ مصافحہ و معانقہ و انبساط کے علاوہ سلطان دوجہاں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجدِ محترم میں مدینۃ الرسول کے بیسیوں شہزادوں نے مولانا ممدوح کے تلمذ کو فخر سمجھا مسلسلاتِ خاندان ولی اللّٰہی کے علاوہ صحاح کی اجازت حاصل فرماکر مسرور و مبتہج ہوئے۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ

حق تعالیٰ شانہ کے ان احسانات جلیلہ کا ذکر کرنا چونکہ حاسدوں کی کلس بڑھاتا ہے۔ اس لیے بہ تفصیل بیان نہیں کی جاتیں۔ منصفانہ نظر سے دیکھنے والے کو یہ رسالہ ہی کافی ہے جس کی اصل مُہر و دستخطی ہمارے پاس محفوظ ہے اور مطبوعہ نقل عام طور پیش نظر ناظرین ہے۔ اس وجہ سے عرض ہے کہ جملہ اہل اسلام نہایت اطمینان سے

المہند اور اس کے ترجمہ کو ملاحظہ فرمائیں تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ حضرات علماء کرام دیوبند کے عقائد بالکل صحیح اہل السنت و الجماعت کے موافق ہیں اور جملہ اہلِ حق علماء ربانی حضرات علماء کے ساتھ ہیں نہ کہ خانصاحب کے۔ سو اب کوئی بات ایسی باقی نہیں رہی جس کو اہلِ بدعات ان حضرات کی طرف منسوب کر کے غیر مقلد یا وہابی کہہ سکیں۔ خانصاحب کا مکر کھل گیا اور ان کی تدابیر کا خاتمہ ہو چکا۔ والحمد للہ علیٰ ذالک ؛

خانصاحب فقط حضرات دیوبند اور خادمانِ سُنّت ہی کے مخالف اور دشمن نہیں ہیں۔ ان کے انداز سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ نفس اسلام ہی کے دشمن ہیں۔ اگر ان کا بس چلے تو سب کو جہاں پہنچائیں معلوم ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ اس دین کا حافظ ہے، اس لیے آسمان کا تھوکا حلق میں آتا ہے اور جو اس شریعت بیضا میں رخنہ اندازی کرتا ہے خود رُوسیاہ اور ذلیل و خوار بنتا ہے۔

چونکہ یہ تمہید ہے رسالہ مہند کی۔ اس لیے اختصار ملحوظ رکھ کر بقدرِ کفایت درج کر دی گئی ہے۔ ان جن صاحبوں کو اس مبحث کی تفصیل مطلوب ہو، وہ تنبیہ الایمان بالسنۃ والقرآن کو ملاحظہ فرماویں جس میں خانصاحب کی عیّاری قدرے مفصّل مذکور ہے اور رسائل مفصلۂ ذیل جو خانصاحب کے رد میں لکھے گئے ہیں مطالعہ کریں :

اسکات المعتدی ، قاصمۃ الظہر ، الطین اللازب ، السہیل علی الجحیل ، الختم علی لسان الخصم ۔

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمده ونصلي على رسوله الكريم



أيها العلماء الكرام والجهابذة العظام قد نسب إلى ساحتكم الكريمة أناس عقائد الوهابية قالوا بأوراق ورسائل لا نعرف معانيها لاختلاف اللسان فنرجو أن تخبرونا بحقيقة الحال ومرادات المقال ونحن نسألكم عن أمور اشتهر فيها خلاف الوهابية عن أهل السنة والجماعة

اے علماء کرام اور سرداران عظام تمہاری جانب چند لوگوں نے وہابی عقائد کی نسبت کی ہے اور چند اوراق اور رسالے ایسے لائے جن کا مطلب غیر زبان ہونے کے سبب ہم نہیں سمجھ سکے۔ اس لیے امید کرتے ہیں، ہمیں حقیقت حال اور قول کے مراد سے مطلع کرو گے اور ہم تم سے چند امور ایسے دریافت کرتے ہیں جن میں وہابیہ کا اہل سنت والجماعت سے خلاف مشہور ہے

السؤال الأول والثاني

پہلا اور دوسرا سوال

(۱) ما قولكم في شد الرحال إلى زيارة سيد الكائنات عليه أفضل الصلوات والتحيات وعلى آله وصحبه

کیا فرماتے ہو، شد رحال میں سید الکائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کے لیے

(٣) ای الامرين احب اليكم وافضل
لدى اكابركم للزائر هل ينوى
وقت الارتحال للزيارة زيارته
عليه السلام او ينوى المسجد
ايضًا وقد قال الوهابية ان
المسافر الى المدينة لا ينوى
الّا المسجد النّبوی۔

تمہارے نزدیک اور تمہارے اکابر کے
نزدیک ان دو باتوں میں کون امر پسندیدہ و
افضل ہے کہ زیارت کرنے والا بوقتِ سفر
زیارت خود آنحضرت صلّی اللہ علیہ السلام کی
زیارت کی نیت کرے یا مسجد نبوی کی بھی،
حالانکہ وہابیہ کا قول ہے کہ مسافر مدینہ منورہ
کو صرف مسجد نبوی کی نیت سے سفر کرنا چاہیے

الجواب

جواب

بسم الله الرّحمٰن الرّحيم
ومنه نستمد العون و التوفيق
وبيده ازمة التحقيق۔
حامدًا ومصليًا ومسلمًا
ليعلم اولا قبل ان نشرع
فى الجواب انا بحمد الله ومشائخنا
رضوان الله عليهم اجمعين و
جميع طائفتنا وجماعتنا مقلّدين
لقدوة الانام و ذروة الاسلام امام
الهمام الامام الاعظم ابى حنيفة
النعمان رضى الله تعالىٰ عنه فى
الفروع ومتبعون للامام الهمام
ابى الحسن الاشعرى والامام الهمام

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان ہے رحم والا
اور اسی سے مدد اور توفیق درکار ہے، اور
اس کے قبضہ میں ہیں تحقیق کی باگیں۔
حمد و صلوٰۃ و سلام کے بعد
اس سے پہلے کہ ہم جواب شروع
کریں جاننا چاہیے کہ ہم اور ہمارے مشائخ
اور ہماری ساری جماعت بحمد اللہ فروعات
میں مقلّد ہیں مقتدائے خلق حضرت امام ہمام
امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ
عنہ کے، اور اصول و اعتقادیات میں
پیرو ہیں امام ابو الحسن اشعری اور امام
ابو منصور ماتریدی رضی اللہ عنہما کے اور

الى منصور الماتريدى رضى الله عنهما فى الاعتقاد و الاصول و منتسبون من طرق الصوفية الى الطريقة العلية المنسوبة الى السادة النقشبندية و الطريقة الزكية المنسوبة الى السادة الجشتية و الى الطريقة البهية المنسوبة الى السادة القادرية و الى الطريقة المرضية المنسوبة الى السادة السهروردية رضى الله عنهم اجمعين

طریقہائے صوفیہ میں ہم کو انتساب حاصل ہے سلسلۂ عالیہ حضرات نقشبندیہ اور طریقۂ زکیہ مشائخ چشت اور سلسلۂ بہیہ حضرات قادریہ اور طریقۂ مرضیہ مشائخ سہروردیہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ۔

ثم ثانيًا انا لا نتكلم بكلام و لا نقول قولا فى الدين الا و عليه عندنا دليل من الكتاب او السنة او اجماع الامة او قول من ائمة المذهب ومع ذلك لا ندعى انا لمبرؤون من الخطاء و النسيان فى ضلة القلم و زلة اللسان فان ظهر لنا انا اخطانا فى قول سواء كان من الاصول او الفروع فما يمنعنا الحياء ان نرجع عنه ونعلن بالرجوع كيف لا وقد رجع ائمتنا رضوا

دوسری بات یہ کہ ہم دین کے بارے میں کوئی بات ایسی نہیں کہتے جس پر کوئی دلیل نہ ہو، قرآن مجید کی یا سنت کی، یا اجماع امت یا قول کسی امام کا۔ اور باین ہمہ ہم دعویٰ نہیں کرتے کہ قلم کی غلطی یا زبان کی لغزش میں سہو و خطا سے مبرا ہیں، پس اگر ہمیں ظاہر ہو جاوے کہ فلاں قول میں ہم سے خطا ہوئی، عام ہے کہ اصول میں ہو یا فروع میں۔ اپنی غلطی سے رجوع کر لینے میں حیا ہم کو مانع نہیں ہوتی

الله عليهم في كثير من اقوالهم حتى ان
امام حرم الله تعالى المحترم اماما
الشافعي رضي الله عنه لم يبق مسئلة
الا وله فيها قول جديد و الصحابة رضي
الله عنهم رجعوا في مسائل الى اقوال
بعضهم كما لا يخفى على متتبع الحديث
فلو ادعى احد من العلماء انا غلطنا في
حكم فان كان من الاعتقاديات فعليه
ان يثبت بنص من ائمة الكلام و
ان كان من الفرعيات فيلزم ان يبني
بنيانه على القول الراجح من ائمة
المذاهب فاذا فعل ذلك فلا يكون
منا ان شاء الله تعالى الا الحسنى القبول
بالقلب واللسان وزيادة الشكر
بالجنان والاركان۔

وثالثا ان في اصل اصطلاح
بلاد الهند كان اطلاق الوهابي على من
ترك تقليد الائمة رضي الله تعالى عنهم
ثم اتسع فيه وغلب استعماله على من عمل
بالسنة السنية وترك الامور المستهجنة
الشنيعة والرسوم القبيحة حتى شاع في

اور ہم رجوع کا اعلان کر دیتے ہیں چنانچہ ہمارے
ائمہ رضوان اللہ علیہم سے ان کے بہتیرے
اقوال میں رجوع ثابت ہے حتی کہ امام حرم
محترم امام شافعی رضی اللہ عنہ سے کوئی مسئلہ
ایسا منقول نہیں جس میں دو قول جدید و قدیم
نہ ہوں اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے اکثر مسائل
میں دوسروں کے قول کے جانب رجوع فرمایا
چنانچہ حدیث کے تتبع کرنے والے پر ظاہر ہے
پس اگر کسی عالم کا دعوےٰ ہے کہ ہم نے کسی حکم شرعی
میں غلطی کی ہے سو اگر وہ مسئلہ اعتقادی ہے، تو
اس پر لازم ہے کہ اپنا دعویٰ ثابت کرے علماء کلام
کی تصریح سے اور اگر مسئلہ فرعی ہے تو اپنی بنیاد
کی تعمیر کرے ائمہ مذہب کے راجح قول پر جب ایسا کریگا
تو انشاء اللہ ہماری طرف سے خوبی ہی ظاہر ہوگی یعنی دل و
زبان سے غلطی قبول کرینگے اور قلب و اعضاء سے شکریہ ادا کرینگے

تیسری بات یہ کہ ہندوستان میں لفظ وہابی
کا استعمال اس شخص کے لیے تھا جو ائمہ رضی اللہ
عنہم کی تقلید چھوڑ بیٹھے پھر ایسی وسعت ہوئی
کہ یہ لفظ ان پر بولا جانے لگا جو سنت محمدیہ پر
عمل کریں اور بدعات سیئہ و رسوم قبیحہ کو چھوڑ
دیں۔ یہاں تک ہوا کہ بمبئی اور اس کے

بمبئی ونواحیها ان من منع عن سجدة
قبور الاولیاء وطوافها فهو وهابی بل و
من اظهر حرمة الربوا فهو وهابی وان
کان من اکابر اهل الاسلام وعظمائهم
ثم اتسع فیه حتی صار سبا فعلی هذا لو
قال رجل من اهل الهند لرجل انه
وهابی فهو لا یدل علی انه فاسد العقیدة
بل یدل علی انه سنی حنفی عامل بالسنة
مجتنب عن البدعة خائف من الله تعالی
فی ارتکاب المعصیة ولما کان مشائخنا
رضی الله تعالی عنهم یسعون فی احیاء
السنة ویشمرون فی اخماد نیران
البدعة غضب جند ابلیس علیهم وحرفوا
کلامهم وبهتوهم وافتروا علیهم الافتراء
ورموهم بالوهابیة وحاشاهم عن ذلك
بل وتلك سنة الله التی سنها فی خواص
اولیائه کما قال الله تعالی فی کتابه
وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا
شَيَاطِينَ الْإِنسِ وَالْجِنِّ يُوحِي بَعْضُهُمْ
إِلَىٰ بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُورًا ۚ وَ
لَوْ شَاءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوهُ ۖ فَذَرْهُمْ وَمَا

نواح میں یہ مشہور ہے کہ جو مولوی اولیاء کی
قبروں کو سجدہ اور طواف کرنے سے منع کرے
وہ وہابی ہے۔ بلکہ جو سود کی حرمت ظاہر کرے
وہ بھی وہابی ہے گو کتنا ہی بڑا مسلمان کیوں نہ ہو
اس کے بعد لفظ وہابی ایک گالی کا لفظ بن گیا،
سو اگر کوئی ہندی شخص کسی کو وہابی کہتا ہے
تو یہ مطلب نہیں کہ اس کا عقیدہ فاسد ہے بلکہ
یہ مقصود ہوتا ہے کہ وہ سُنّی حنفی ہے سنّت
پر عمل کرتا ہے۔ بدعت سے بچتا ہے اور معصیت
کے ارتکاب میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اور چونکہ
ہمارے مشائخ رضی اللہ تعالیٰ عنہم احیاء سنّت
میں سعی کرتے اور بدعت کی آگ بجھانے میں
مستعد رہتے تھے اس لیے شیطانی لشکر کو
ان پر غصہ آیا اور ان کے کلام میں تحریف کر
ڈالی اور ان پر بہتان باندھے طرح طرح کے افترا
اور خطاب وہابیت کے ساتھ متہم کیا مگر حاشا کہ
وہ ایسے ہوں بلکہ بات یہ ہے کہ یہ سنّت اللہ ہے
کہ جو خواص اولیاء میں ہمیشہ جاری رہی ہے
چنانچہ اپنی کتاب میں خود ارشاد فرمایا ہے اور
اسی طرح ہم نے ہر نبی کے دشمن بنا دیے ہیں
جن و انس کے شیاطین کہ ایک دوسرے کی طرف

يفترون فلما كان ذٰلك فى الانبياء صلوات الله عليهم وسلامه وجب ان يكون فى خلفائهم ومن يقوم مقامهم كما قال رسول الله صلى الله عليه وسلم "نحن معاشر الانبياء اشد الناس بلاءً ثم الامثل فالامثل ليتوفر حظهم ويكمل لهم اجرهم فالذين ابتدعوا البدعات ومالوا الى الشهوات واتخذوا الٰهَهم الهوٰى والقوا انفسهم فى هاوية الردى يفترون علينا الاكاذيب و الاباطيل وينسبون الينا الاضاليل فاذا نسب الينا فى حضرتكم قول يخالف المذهب فلا تلتفتوا اليه لا تظنوا بنا الاخيرا وان اختلج فى صدوركم فاكتبوا الينا فانا نخبركم بحقيقة الحال والحق من المقال فانكم عندنا قطب دائرة الاسلام۔

جھوٹی باتیں ڈالتا رہتا ہے، دھوکا کے لیے اور (اے محمدؐ) اگر تمہارا رب چاہتا تو یہ لوگ ایسا کام نہ کرتے سو چھوڑ دو اُن کو ان کے افترا کو، پس جب انبیاء علیہم السلام کے ساتھ یہ معاملہ ہے تو ضرور ہے کہ ان کے جانشینوں اور قائم مقاموں کے ساتھ بھی ایسا ہی ہو چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہم انبیاء کا گروہ سب سے زیادہ مورد بلا ہے پھر کامل اشبہ پھر کم اشبہ تاکہ ان کا حظ وافر اور اجر کامل ہو جائے۔ پس مبتدعین جو اختراع بدعات میں منہمک اور شہوات کی جانب مائل ہیں اور جنہوں نے خواہش نفس کو اپنا معبود بنایا ہے اور اپنے آپ کو ہلاکت کے گڑھے میں ڈال دیئے ہم پر جھوٹے بہتان باندھے اور ہماری جانب گمراہی کی نسبت کرتے رہتے ہیں جو صاحب کبھی آپ کی خدمت میں ہماری جانب منسوب کرکے کوئی مخالف مذہب قول بیان کیا کرے تو آپ اس کی طرف التفات نہ فرمایا کریں اور ہمارے ساتھ حُسنِ ظن کام میں لادیں اور اگر طبع مبارک میں کوئی خلجان پیدا ہو تو لکھ بھیجا کریں ہم ضرور واقعی حال اور سچی بات کی اطلاع دینگے اس لیے کہ آپ حضرات ہمارے نزدیک مرکز دائرۃ الاسلام ہیں۔

توضيح الجواب

عندنا وعند مشائخنا زيارة قبر
سيّد المرسلين (روحي فداه) من
اعظم القربات واهم المثوبات و
انجح لنيل الدرجات بل قريبة من
الواجبات وان كان حصوله بشدّ
الرّحال وبذل المهج والاموال و
ينوي وقت الارتحال زيارة عليه الف
الف تحية وسلام وينوي معها زيارة
مسجده صلّى الله عليه وسلم وغيره
من البقاع والمشاهد الشريفة بل
الاولى ما قال العلّامة الهمام ابن
الهمام ان يجرد النية لزيارة قبره
عليه الصّلوة والسّلام ثم يحصل له
اذا قدم زيارة المسجد لان في ذلك
زيادة تعظيمه واجلاله صلّى الله
عليه وسلم ويوافقه قوله صلى الله عليه
وسلم من جاءني زائرا لا تحمله حاجة
الا زيارتي كان حقا عليّ ان اكون
شفيعا له يوم القيمة وكذا نقل عن

جواب کی توضیح

ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک
زیارت قبر سید المرسلین (ہماری جان آپ پر قربان)
اعلیٰ درجہ کی قربت اور نہایت ثواب اور سبب
حصولِ درجات ہے بلکہ واجب کے قریب ہے گو
شدِّ رحال اور بذل جان و مال سے نصیب ہو
اور سفر کے وقت آپ کی زیارت کی نیت کرے
اور ساتھ ہی مسجدِ نبوی اور دیگر مقامات و
زیارت گاہ ہائے متبرکہ کی بھی نیت کرے،
بلکہ بہتر یہ ہے کہ جو علامہ ابن ہمام نے فرمایا
ہے کہ خالص قبر شریف کی زیارت کی نیت کرے
پھر جب وہاں حاضر ہوگا تو مسجد نبوی کی بھی زیارت
حاصل ہو جائے گی۔ اس صورت میں جناب
رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم زیادہ
ہے اور اس کی موافقت خود حضرت کے
ارشاد سے ہو رہی ہے کہ جو میری زیارت
کو آیا، کہ میری زیارت کے سوا کوئی حاجت
اس کو نہ لائی ہو تو مجھ پر حق ہے کہ قیامت
کے دن اس کا شفیع بنوں۔ اور ایسا ہی
عارف مُلّا جامیؒ سے منقول ہے کہ انھوں

العارف التامی الملا جامی انه افرز
الزیارة عن الحج وهو اقرب الی مذهب
المحبین واما ما قالت الوهابیة من
ان المسافر الی المدینة المنورة علی
ساکنها الف الف تحیة لا ینوی الا المسجد
الشریف استدلالاً بقوله علیه الصلوٰة و
السلام لا تشد الرحال الا الی ثلثة مساجد
فمردود لان الحدیث لا یدل علی المنع
اصلاً بل لو تأمله ذو فهم ثاقب لعلم انه
بدلالة النص یدل علی الجواز فان العلة
التی استثنی بها المساجد الثلاثة من
عموم المساجد والبقاع هو فضلها
المختص بها وهو مع الزیادة موجود
فی البقعة الشریفة فان البقعة الشریفة
والرحبة المنیفة التی ضم اعضائه
صلی الله علیه وسلم افضل مطلقاً حتی
من الکعبة ومن العرش والکرسی
کما صرح به فقهائنا رضی الله عنهم
ولما استثنی المساجد لذلک الفضل
الخاص فاولی ثم اولی ان یستثنی البقعة
المبارکة لذلک الفضل العام وقد

نے زیارت کے لیے حج سے علٰحدہ سفر کیا
اور یہی طرز مذہب عشاق سے زیادہ ملتا ہے
اب رہا وہابیہ کا یہ کہنا کہ مدینہ منورہ کی جانب
سفر کرنے والے کو صرف مسجدِ نبوی کی نیت
کرنی چاہیے اور اس قول پر اس حدیث کو دلیل
لانا کہ کجاوے نہ کسے جاویں مگر تین مسجدوں کی
جانب سو یہ قول مردود ہے اس لیے کہ حدیث
کہیں بھی ممانعت پر دلالت نہیں کرتی۔ بلکہ صاحبِ
فہم اگر غور کرے تو یہی حدیث بدلالت النص
جواز پر دلالت کرتی ہے کیونکہ جو علت مساجد
کے دیگر مسجدوں اور مقامات سے مستثنٰی ہونے
کی قرار پاتی ہے۔ وہ ان مساجد کی فضیلت ہی
تو ہے اور یہ فضیلت زیادتی کے ساتھ بقعہ
شریفہ میں موجود ہے اس لیے کہ وہ حصہ زمین
جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعضاء
مبارکہ کو مس کیے ہوئے ہے علی الاطلاق افضل
ہے یہاں تک کہ کعبہ اور عرش و کرسی سے بھی
افضل ہے چنانچہ فقہا نے اس کی تصریح فرمائی
ہے اور جب فضیلت خاصہ کی وجہ سے تین
مسجدیں عموم نہی سے مستثنٰی ہو گئیں تو بدرجہا اولٰی
ہے کہ بقعہ مبارکہ فضیلت عامہ کے سبب مستثنٰی ہو

صرح بالمسئلة كما ذكرناه بل ابسط منها شيخنا العلامة شمس العلماء العاملين مولانا رشيد احمد الجنجوهي قدس الله سره العزيز في رسالته زبدة المناسك في فضل زيارة المدينة المنورة وقد طبعت مرارًا و ايضًا في هذا المبحث الشريف رسالة لشيخ مشايخنا مولانا المفتي صدر الدين الدهلوي قدس الله سره العزيز اقام فيها الطامة الكبرى على الوهابية ومن وافقهم اتى ببراهين قاطعة وحجج ساطعة سماها احسن المقال في شرح حديث لا تشد الرحال طبعت واشتهرت فليراجع اليها والله تعالى اعلم

ہمارے بیان کے موافق بلکہ اس سے بھی زیادہ بسط کے ساتھ اس مسئلہ کی تصریح ہمارے شیخ شمس العلماء حضرت مولانا مولوی رشید احمد گنگوہی قدس سرہٗ نے اپنے رسالہ زبدۃ المناسک کی فصل زیارت مدینہ منورہ میں فرمائی ہے، جو بارہا طبع ہو چکا ہے نیز اسی مبحث میں ہمارے شیخ المشائخ مفتی صدر الدین دہلوی قدس سرہٗ کا ایک رسالہ تصنیف کیا ہوا ہے جس میں مولانا نے وہابیہ اور ان کے موافقین پر قیامت ڈھا دی اور بیخ کن دلائل ذکر فرمائے ہیں۔ اس کا نام "احسن المقال فی شرح حدیث لا تشد الرحال" ہے وہ طبع ہو کر مشتہر ہو چکا ہے، اس کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔

السوال الثالث والرابع

تیسرا اور چوتھا سوال

٣- هل للرجل ان يتوسل في دعواته بالنبي صلى الله عليه وسلم بعد الوفاة ام لا ؟

٤- ايجوز التوسل عندكم بالسلف الصالحين من الانبياء والصديقين

کیا وفات کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا توسل لینا دعاؤں میں جائز ہے یا نہیں؟

تمہارے نزدیک سلف صالحین یعنی انبیاء صدیقین اور شہداء و اولیاء اللہ کا توسل بھی جائز

والشهداء والاولیاء رب العلمین ام لا؟

ہے یا ناجائز؟

الجواب

عندنا وعند مشائخنا یجوز التوسل فی الدعوات بالانبیاء والصالحین من الاولیاء والشهداء والصدیقین فی حیوتهم وبعد وفاتهم بان یقول فی دعائه اللهم انی اتوسل الیك بفلان ان تجیب دعوتی وتقضی حاجتی الی غیر ذلك کما صرح به شیخنا ومولانا الشاہ محمد اسحٰق الدهلوی ثم المهاجر المکی ثم بینه فی فتاواہ شیخنا ومولانا رشید احمد الکنکوهی رحمة الله علیهما وفی هذا الزمان شائعة مستفیضة بایدی الناس وهذه المسئلة مذکورة علی صفحه ٩٣ من الجلد الاول منها فلیرجع الیها من شاء

جواب

ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک دعاؤں میں انبیاء و صلحاء و اولیاء و شہداء و صدیقین کا توسل جائز ہے۔ ان کی حیات میں یا بعد وفات، بایں طور کہ کہیے یا اللہ میں بوسیلہ فلاں بزرگ کے تجھ سے دعا کی قبولیت اور حاجت براری چاہتا ہوں اسی جیسے اور کلمات کہیے چنانچہ اس کی تصریح فرمائی ہے ہمارے شیخ مولانا شاہ محمد اسحاق دہلوی ثم المکی نے، پھر مولانا رشید احمد گنگوہی نے بھی اپنے فتاوٰی میں اس کو بیان فرمایا ہے جو چھپا ہوا آج کل لوگوں کے ہاتھوں میں موجود ہے، اور یہ مسئلہ اس کی پہلی جلد کے صفحہ ٩٣ پر مذکور ہے۔ جس کا جی چاہے دیکھ لے۔

السوال الخامس

ما قولکم فی حیوة النبی علیه الصلوٰة

پانچواں سوال

کیا فرماتے ہو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام فی قبرہ الشریف هل ذٰلك امر مخصوص به ام مثل سائر المومنین رحمة الله علیهم حیٰوته برزخیة -

کی قبر میں حیات کے متعلق کہ کوئی خاص حیات آپ کو حاصل ہے یا عام مسلمانوں کی طرح برزخی حیات ہے۔

الجواب

عندنا وعند مشائخنا حضرة الرسالة صلی الله علیه وسلم حیٌّ فی قبرہ الشریف وحیٰوته صلی الله علیه وسلم دنیویة من غیر تکلیف وهی مختصة به صلی الله علیه وسلم وبجمیع الانبیاء صلوات الله علیهم والشهداء لابرزخیة کما هی حاصلة لسائر المومنین بل لجمیع الناس کما نص علیه العلامة السیوطی فی رسالته انباء الاذکیاء بحیٰوة الانبیاء حیث قال قال الشیخ تقی الدین السبکی حیٰوة الانبیاء و الشهداء فی القبر کحیٰوتهم فی الدنیا ویشهد له صلوٰة موسٰی علیه السلام فی قبرہ فان الصلوٰة تستدعی جسدًا حیًا الی اٰخر ما قال فثبت بهذا ان حیٰوته دنیویة برزخیة لکونها فی عالم

جواب

ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور آپ کی حیات دنیا کی سی ہے بلا مکلف ہونے کے اور یہ حیات مخصوص ہے آں حضرت اور تمام انبیا علیہم السلام اور شہداء کے ساتھ برزخی نہیں ہے، جو حاصل ہے تمام مسلمانوں بلکہ سب آدمیوں کو چنانچہ علامہ سیوطی نے اپنے رسالہ "انباء الاذکیا بحیوٰۃ الانبیاء" میں بتصریح لکھا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ علامہ تقی الدین سبکی نے فرمایا ہے کہ انبیاء و شہداء کی قبر میں حیات ایسی ہے جیسی دنیا میں تھی اور موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر میں نماز پڑھنا اس کی دلیل ہے کیونکہ نماز زندہ جسم کو چاہتی ہے۔ الخ پس اس سے ثابت ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات دنیوی ہے اور اس معنے کر برزخی بھی ہے کہ عالم

البرزخ ولشیخنا شمس الاسلام و الدین محمد قاسم العلوم علی المستفیدین قدس الله سره العزیز فی هذه المبحث رسالة مستقلة دقیقة المأخذ بدیعة المسلك لم یر مثلها قد طبعت وشاعت فی الناس واسمها آب حیات ای ماء الحیوة

برزخ میں حاصل ہے اور ہمارے شیخ مولانا محمد قاسم صاحب قدس سرہ کا اس مبحث میں ایک مستقل رسالہ بھی ہے نہایت دقیق اور انوکھے طرز کا بے مثل جو طبع ہو کر لوگوں میں شائع ہو چکا ہے۔ اس کا نام آب حیات ہے۔

السؤال السادس

چھٹا سوال

هل للداعی فی المسجد النبوی ان یجعل وجهه الی القبر المنیف ویسئل من المولی الجلیل متوسلا بنبیه الفخیم النبیل۔

کیا جائز ہے مسجد نبوی میں دعا کرنے والے کو یہ صورت کہ قبر شریف کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو اور حضرت کا واسطہ دے کر حق تعالیٰ سے دعا مانگے۔

الجواب

جواب

اختلف الفقهاء فی ذلك کما ذکره الملا علی القاری رحمه الله تعالی فی المسلك المتقسط فقال ثم اعلم انه ذکر بعض مشائخنا کابی اللیث ومن تبعه کالکرمانی والسروجی

اس میں فقہاء کا اختلاف ہے جیسا کہ ملا علی قاری رح نے مسلک متقسط میں ذکر کیا ہے فرماتے ہیں معلوم کرو کہ ہمارے بعض مشائخ ابو اللیث اور ان کے پیرو کرمانی و سروجی وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ زیارت کرنے والے

انه يقف الزائر مستقبل القبلة كذا
رواه الحسن عن ابي حنيفة رضي
الله عنهما ثم نقل عن ابن الهمام
بان ما نقل عن ابي الليث مردود
بما روى ابوحنيفة عن ابن عمر
رضي الله عنه انه قال من السنة
ان تاتي قبر رسول الله صلى الله عليه
وسلم فتستقبل القبر بوجهك ثم
تقول "السلام عليك ايها النبي و
رحمة الله وبركاته ثم ايده برواية
اخرى اخرجها مجد الدين اللغوي
عن ابن المبارك قال سمعت ابا حنيفة
يقول قدم ابوايوب السختياني وانا
بالمدينة فقلت لانظرن ما يصنع
فجعل ظهره مما يلي القبلة ووجهه
مما يلي وجه رسول الله صلى الله
عليه وسلم وبكى غير متباك فقام
مقام فقيه ثم قال العلامة القاري
بعد نقله وفيه تنبيه على ان هذا
هو مختار الامام بعد ما كان متردد
في مقام المرام ثم الجمع بين الروايتين

کہ قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑا ہونا چاہیے جیسا
کہ امام حسن نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے
روایت کی ہے۔ اس کے بعد ابن ہمام سے
نقل کیا ہے کہ ابواللیث کی روایت نامقبول
ہے۔ اس لیے کہ امام ابوحنیفہؒ نے حضرت
ابن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے کہ
سنت یہ ہے کہ جب تم قبر شریف پر حاضر
ہو تو قبر مطہر کی طرف منہ کر کے اس طرح کہو
"آپ پر سلام نازل ہو اے نبی اور اللہ تعالیٰ کی
رحمت و برکات نازل ہوں پھر اس کی تائید میں
دوسری روایت لائے ہیں جس کو مجدالدین لغوی نے
ابن المبارک سے نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں میں
نے امام ابوحنیفہؒ کو اس طرح فرماتے سنا کہ جب
ابوایوب سختیانی مدینہ منورہ میں آئے تو میں وہیں تھا
میں نے کہا میں ضرور دیکھونگا یہ کیا کرتے ہیں
سو انھوں نے قبلہ کی طرف پشت کی اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک کی طرف اپنا منہ
کیا اور بلا تصنع روئے تو بڑے فقیہ کی طرح قیام
کیا پھر اس کو نقل کر کے علامہ قاری فرماتے
ہیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہی صورت امام صاحب
کی پسندکردہ ہے۔ ہاں پہلے ان کو تردد تھا پھر علامہ

ممکن الخ کلام الشریف فظهر بهذا انه یجوز کلا الامرین لکن المختار ان یستقبل وقت الزیارة ممایلی وجهه الشریف صلی الله علیه وسلم وهو المأخوذ به عندنا وعلیه عملنا وعمل مشائخنا و هکذا الحکم فی الدعاء کما روی عن مالک رحمه الله تعالی لما ساله بعض الخلفاء وقد صرح به مولانا الگنگوهی فی رسالته "زبدة المناسك" واما مسئلة التوسل فقد مرت فی نمرة ع۳، ص۶

نے یہ بھی کہا کہ دونوں روایتوں میں تطبیق ممکن ہے الخ۔ غرض اس سے ظاہر ہوگیا کہ جائز دونوں صورتیں ہیں مگر اولیٰ یہی ہے کہ زیارت کے وقت چہرۂ مبارک کی طرف منہ کرکے کھڑا ہونا چاہیے اور یہی ہمارے نزدیک معتبر ہے اور اسی پر ہمارا اور ہمارے مشائخ کا عمل ہے اور یہی حکم دعا مانگنے کا ہے جیسا کہ امام مالکؒ سے مروی ہے جبکہ ان سے کسی خلیفہ نے ان سے مسئلہ دریافت کیا تھا اور اس کی تصریح مولانا گنگوہیؒ اپنے رسالہ "زبدۃ المناسک" میں کرچکے ہیں اور توسل کا مسئلہ ابھی صفحہ ۶، ع۳ میں گزر چکا ہے۔

السوال السابع

ما قولکم فی تکثیر الصلوٰة علی النبی صلی الله علیه وسلم وقراءة دلائل الخیرات والاوراد۔

ساتواں سوال

کیا فرماتے ہو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت درود بھیجنے اور دلائل الخیرات اور دیگر اوراد کے پڑھنے کی بابت۔

الجواب

یستحب عندنا تکثیر الصلوٰة علی النبی صلی الله علیه وسلم وهو من ارجی

جواب

ہمارے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف کی کثرت مستحب اور نہایت موجب

الطاعات واحب المندوبات سواء كان بقراءة الدلائل والاوراد الصّلوتية المؤلفة فی ذٰلك او بغيرها ولكن الاّ فضل عندنا ماصح بلفظه صلّى الله عليه وسلم ولو صلى بغير ما ورد عنه صلى الله عليه وسلم لم يخل عن الفضل ويستحق بشارة من صلى على صلوة صلى الله عليه عشرا وكان شيخنا العلامة الكنكوهي يقرء الدلائل وكذٰلك المشائخ الاخر من ساداتنا وقد كتب فی ارشاداته مولانا ومرشدنا قطب العالم حضرة الحاج امداد الله قدّس الله سره العزيز وامر اصحابه بان يحزبوه وكانوا يروون الدلائل رواية وكان يجيز اصحابه بالدلائل مولانا الكنكوهي رحمة الله عليه۔

اجر و ثواب طاعت ہے خواہ دلائل الخیرات پڑھ کر ہو یا درود شریف کے دیگر رسائل مؤلّفہ کی تلاوت سے ہو لیکن افضل ہمارے نزدیک وہ دُرود ہے جس کے لفظ بھی حضرت سے منقول ہیں گو غیر منقول کا پڑھنا بھی فضیلت سے خالی نہیں اور اس بشارت کا مستحق ہو ہی جائیگا کہ جس نے مجھ پر ایک بار دُرود پڑھا۔ حق تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجے گا۔ خود ہمارے شیخ حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہ اور دیگر مشائخ دلائل الخیرات پڑھا کرتے تھے۔

اور مولانا حضرت حاجی امداد اللہ شاہ مہاجر مکّی قدس سرّہٗ نے اپنے ارشادات میں تحریر فرما کر مریدین کو امر بھی کیا ہے کہ دلائل کا ورد بھی رکھیں اور ہمارے مشائخ ہمیشہ دلائل کو روایت کرتے رہے اور مولانا گنگوہیؒ بھی اپنے مریدین کو اجازت دیتے رہے۔

السؤال الثامن والتاسع والعاشر

آٹھواں نواں اور دسواں سوال

هل يصح لرجل ان يقلد احدا من الائمة الاربعة فی جميع الاصول والفروع ام

تمام اصول و فروع میں چاروں اماموں میں سے کسی ایک امام کا مقلد بن جانا درست ہے یا نہیں؟

لا وعلى تقدير الصحة هل هو مستحب ام واجب ومن تقلدون من الائمة فروعًا واصولاً۔

اور اگر درست ہے تو مستحب ہے، یا واجب، اور تم کس امام کے مقلد ہو۔

الجواب

لابد للرجل فی هذا الزمان ان یقلد احدا من الائمة الاربعة رضی الله تعالیٰ عنهم بل یجب فانا جربنا کثیرا ان مآل ترك تقلید الائمة واتباع رای نفسه وهواها السقوط فی حفرة الالحاد والزندقة اعاذنا الله منها و لاجل ذلك نحن ومشائخنا مقلدون فی الاصول والفروع لامام المسلمین ابی حنیفة رضی الله تعالیٰ عنه اماتنا الله علیه وحشرنا فی زمرته ولمشائخنا فی ذلك تصانیف عدیدة شاعت واشتهرت فی الآفاق۔

جواب

اس زمانہ میں نہایت ضروری ہے کہ چاروں اماموں میں سے کسی ایک کی تقلید کی جاوے بلکہ واجب ہے کیونکہ ہم نے تجربہ کیا ہے کہ ائمہ کی تقلید چھوڑنے اور اپنے نفس و ہوا کے اتباع کرنے کا انجام الحاد و زندقہ کے گڑھے میں جا گرنا ہے۔ اللہ پناہ میں رکھے اور بایں وجہ ہم اور ہمارے مشائخ تمام اصول و فروع میں امام المسلمین ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے مقلد ہیں۔ خدا کرے اسی پر ہماری موت ہو، اور اسی زمرہ میں ہمارا حشر ہو، اور اس مبحث میں ہمارے مشائخ کی بہترین تصانیف دنیا میں مشہور و شائع ہو چکی ہیں۔

السؤال الحادی عشر

گیارھواں سوال

وهل یجوز عندکم الاشتغال باشغال

کیا صوفیہ کے اشغال میں مشغول اور ان سے

الصوفية وبيعتهم وهل تقولون بصحة
وصول الفيوض الباطنية عن صدور
الأكابر وقبورهم وهل يستفيد أهل
السلوك من روحانية المشائخ الأجلاء أم لا؟

الجواب

يستحب عندنا إذا فرغ الإنسان من
تصحيح العقائد وتحصيل المسائل الضرورية
من الشرع أن يبايع شيخا راسخ القدم
في الشريعة زاهدا في الدنيا راغبا في الآخرة
قد قطع عقبات النفس وتمرن في
المنجيات وتبتل عن المهلكات كاملا
مكملا ويضع يده في يده ويحبس
نظره في نظره ويشتغل باشتغال
الصوفية من الذكر والفكر والفناء الكلي
فيه ويكتسب النسبة التي هي النعمة
العظمى والغنيمة الكبرى وهي المعبر
عنها بلسان الشرع بالإحسان وأما من
لم يتيسر له ذلك ولم يقدر له ما هنالك
فيكفيه الانسلاك بسلكهم والانخراط
في حزبهم فقد قال رسول الله صلى

بیعت ہونا تمہارے نزدیک جائز اور اکابر کے
سینہ اور قبر کے باطنی فیضان پہونچنے کے
تم قائل ہو یا نہیں اور مشائخ کی روحانیت سے
اہل سلوک کو نفع پہونچتا ہے یا نہیں۔

جواب

ہمارے نزدیک مستحب ہے کہ انسان جب عقاید
کی درستی اور شرع کے مسائل ضروریہ کی تحصیل
سے فارغ ہو جاوے تو ایسے شیخ سے بیعت ہو
جو شریعت میں راسخ القدم ہو، دنیا سے بے رغبت
ہو، آخرت کا طالب ہو، نفس کی گھاٹیوں کو طے کر
چکا ہو، خوگر ہو نجات دہندہ اعمال کا اور علیحدہ
ہو تباہ کن افعال سے خود بھی کامل ہو دوسروں
کو بھی کامل بنا سکتا ہو ایسے مرشد کے ہاتھ میں ہاتھ
دے کر اپنی نظر اس کی نظر میں محصور رکھے اور صوفیہ
کے اشغال یعنی ذکر و فکر اور اس میں فنائے تام کے
ساتھ مشغول ہو اور اس نسبت کا اکتساب جو نعمت
عظمیٰ اور غنیمت کبریٰ ہے جس کو شرع میں احسان
کے ساتھ تعبیر کیا گیا ہے اور جس کو یہ نعمت میسر نہ
ہو اور یہاں تک نہ پہنچ سکے اس کو بزرگوں کے سلسلہ
میں شامل ہو جانا ہی کافی ہے کیونکہ رسول اللہ صلی

الله عليه وسلم المرء مع من احب اولئك قوم لا يشقى جليسهم وبحمد الله تعالى وحسن انعامه نحن ومشائخنا قد دخلوا فى بيعتهم واشتغلوا باشغالهم وتصدوا للارشاد والتلقين والحمد لله على ذلك واما الاستفادة من روحانية المشائخ الاجلة ووصول الفيوض الباطنية من صدورهم او قبورهم فيصح على الطريقة المعروفة فى اهلها وخواصها لا بما هو شائع فى العوام۔

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آدمی اس کے ساتھ ہے جس کے ساتھ اسے محبت ہو۔ وہ ایسے لوگ ہیں جن کے پاس بیٹھنے والا محروم نہیں ہوسکتا اور بحمد اللہ ہم اور ہمارے مشائخ ان حضرات کی بیعت میں داخل اور ان کے اشغال کے شاغل اور ارشاد و تلقین کے درپے رہے ہیں وللہ الحمد علیٰ ذلک، اب رہا مشائخ کی روحانیت سے استفادہ اور ان کے سینوں اور قبروں سے باطنی فیوض پہنچنا سو بیشک صحیح ہے مگر اس طریق سے جو اس کے اہل اور خواص کو معلوم ہے نہ اس طرز سے جو عوام میں رائج ہے۔

السؤال الثانی عشر

بارھواں سوال

قد كان محمد بن عبد الوهاب النجدى يستحل دماء المسلمين واموالهم واعراضهم وكان ينسب الناس كلهم الى الشرك ويسب السلف فكيف ترون ذلك وهل تجوزون تكفير السلف والمسلمين واهل القبلة ام كيف مشربكم؟

محمد بن عبد الوہاب نجدی حلال سمجھتا تھا مسلمانوں کے خون اور ان کے مال و آبرو کو اور تمام لوگوں کو منسوب کرتا تھا شرک کی جانب اور سلف کی شان میں گستاخی کرتا تھا، اس کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے اور کیا سلف اور اہل قبلہ کی تکفیر کو تم جائز سمجھتے ہو، یا کیا مشرب ہے؟

الجواب

الحکم عندنا فیھم ما قال صاحب
الدر المختار وخوارج ھم قوم
لھم منعۃ خرجوا علیہ بتاویل یرون
انہ علی باطل کفرا ومعصیۃ توجب
قتالہ بتاویلھم یستحلون دمائنا و
اموالنا ویسبون نسائنا الی ان قال
وحکمھم حکم البغاۃ ثم قال وانما
لم نکفرھم لکونہ عن تاویل وان کان
باطلا۔ وقال الشامی فی حاشیتہ کما
وقع فی زماننا فی اتباع عبد الوھاب
الذین خرجوا من نجد وتغلبوا علی
الحرمین وکانوا ینتحلون مذھب
الحنابلۃ لکنھم اعتقدوا انھم ھم
المسلمون وان من خالف اعتقادھم
مشرکون واستباحوا بذلک قتل اھل
السنۃ وقتل علمائھم حتی کسر اللہ
شوکتھم ثم اقول لیس ھو ولا احد
من اتباعہ وشیعتہ من مشائخنا فی
سلسلۃ من سلاسل العلم من الفقہ

جواب

ہمارے نزدیک ان کا حکم وہی ہے جو صاحب
درمختار نے فرمایا ہے اور خوارج ایک جماعت
ہے شوکت والی جنھوں نے امام پر چڑھائی کی تھی
تاویل سے کہ امام کو باطل یعنی کفر یا ایسی معصیت
کا مرتکب سمجھتے تھے جو قتال کو واجب کرتی ہے
اس تاویل سے یہ لوگ ہماری جان و مال کو حلال
سمجھتے اور ہماری عورتوں کو قید بناتے ہیں آگے
فرماتے ہیں، ان کا حکم باغیوں کا ہے اور پھر یہ
بھی فرمایا کہ ہم ان کی تکفیر صرف اس لیے نہیں
کرتے کہ یہ فعل تاویل سے ہے اگرچہ باطل ہی سہی
اور علامہ شامی نے اس کے حاشیے میں فرمایا ہے
جیسا کہ ہمارے زمانے میں عبد الوہاب کے تابعین
سے سرزد ہوا کہ نجد سے نکل کر حرمین شریفین پر متغلب
ہوئے اپنے کو حنبلی مذہب بتاتے تھے مگر ان کا
عقیدہ یہ تھا کہ بس وہی مسلمان ہیں اور جو ان کے
عقیدہ کے خلاف ہو وہ مشرک ہے اور اسی بنا پر
انھوں نے اہل سنت اور علماء اہل سنت کا قتل مباح
سمجھ رکھا تھا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی شوکت
توڑ دی۔ اس کے بعد میں کہتا ہوں کہ عبد الوہاب اور

والحديث والتفسير والتصوّف واما
استحلال دماء المسلمين واموالهم و
اعراضهم فاما ان يكون بغير حق او
بحق فان كان بغير حق فاما ان يكون
من غير تاويل فكفر وخروج عن
الاسلام وان كان بتاويل لا يسوغ
فى الشرع ففسق واما ان كان بحق
فجائز بل واجب واما تكفير السلف
من المسلمين فحاشا ان نكفر احدًا
منهم بل هو عندنا رفض وابتداع
فى الدين وتكفير اهل القبلة من
المبتدعين فلا نكفرهم مالم ينكروا
حكما ضروريا من ضروريات الدين
فاذا ثبت انكار امر ضرورى من الدين
نكفرهم ونحتاط فيه وهذا دأبنا و
دأب مشائخنا رحمهم الله تعالىٰ؟

اس کا تابع کوئی شخص بھی ہمارے کسی سلسلہ مشائخ
میں نہیں نہ تفسیر وفقہ وحدیث کے علمی سلسلہ
میں نہ تصوف میں۔ اب رہا مسلمانوں کی جان
مال وآبرو کا حلال سمجھنا۔ سو یا ناحق ہوگا یا حق
پھر اگر ناحق ہے تو یا بلا تاویل ہوگا جو کفر اور
خارج از اسلام ہوتا ہے۔ اور اگر ایسی تاویل
سے ہے جو شرعًا جائز نہیں تو فسق ہے، اور
اگر بحق ہو تو جائز بلکہ واجب ہے۔ باقی رہا
سلف اہل اسلام کو کافر کہنا سو حاشا ہم ان
میں سے کسی کو کافر کہتے یا سمجھتے ہوں بلکہ یہ
فعل ہمارے نزدیک رفض اور دین میں اختراع
ہے۔ ہم تو ان بدعتیوں کو بھی جو اہل قبلہ ہیں جب
تک دین کے کسی ضروری حکم کا انکار نہ کریں
کافر نہیں کہتے۔ ہاں جس وقت دین کے کسی
ضروری امر کا انکار ثابت ہو جائیگا تو کافر سمجھیں گے
اور احتیاط کریں گے یہی طریقہ ہمارا اور ہمارے
جملہ مشائخ رحمہم اللہ کا ہے۔

السؤال الثالث عشر والرابع عشر

تیرھواں اور چودھواں سوال

ما قولكم فى امثال قوله تعالى الرحمن

کیا کہتے ہو حق تعالیٰ کے اس قسم کے قول میں کہ

على العرش استوى هل تجوزون اثبات جهة ومكان للباري تعالى ام كيف رايكم فيه ؟	رحمٰن عرش پر مستوی ہوا ، کیا جائز سمجھتے ہو باری تعالیٰ کے لیے جہت و مکان کا ثابت کرنا یا کیا رائے ہے ؟

الجواب	**جواب**
قولنا فی امثال تلك الآيات انا نؤمن بها ولا يقال كيف و نؤمن بالله سبحانه وتعالىٰ متعال ومنزه عن صفات المخلوقين وعن سمات النقص و الحدوث كما هو رای قدمائنا . واما ما قال المتاخرون من ائمتنا فی تلك الآيات یأولونها بتاويلات صحيحة سائغة فی اللغة والشرع بانه يمكن ان يكون المراد من الاستواء الاستيلاء ومن اليد القدرة الى غير ذلك تقريبًا الى افهام القاصرين فحق ايضا عندنا واما الجهة والمكان فلا نجوز اثباتهما له تعالىٰ ونقول انه تعالىٰ منزه ومتعال عنهما وعن جميع سمات الحدوث.	اس قسم کی آیات میں ہمارا مذہب یہ ہے کہ ان پر ایمان لاتے ہیں اور کیفیت سے بحث نہیں کرتے، یقیناً جانتے ہیں کہ اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ مخلوق کے اوصاف سے منزہ اور نقص و حدوث کی علامات سے مبرّا ہے جیسا کہ ہمارے متقدمین کی رائے ہے اور ہمارے متاخرین اماموں نے ان آیات میں جو صحیح اور لغت و شرع کے اعتبار سے جائز تاویلیں فرمائی ہیں تاکہ کم فہم سمجھ لیں مثلاً یہ کہ ممکن ہے استواء سے مراد غلبہ ہو اور ہاتھ سے مراد قدرت، تو یہ بھی ہمارے نزدیک حق ہے۔ البتہ جہت و مکان کا اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت کرنا ہم جائز نہیں سمجھتے اور یوں کہتے ہیں کہ وہ جہت و مکانیت اور جملہ علاماتِ حدوث سے منزہ و عالی ہے ۔

السؤال الخامس عشر

هل ترون احدا افضل من النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الکائنات؟

پندرھواں سوال

کیا تمھاری رائے یہ ہے کہ مخلوق میں سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی کوئی افضل ہے؟

الجواب

اعتقادنا واعتقاد مشائخنا ان سیدنا ومولانا حبیبنا وشفیعنا محمدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل الخلائق کافة وخیرهم عند اللہ تعالی لا یساویہ احد بل ولا یدانیہ صلی اللہ علیہ وسلم فی القرب من اللہ تعالی والمنزلة الرفیعة عندہ وھو سید الانبیاء والمرسلین وخاتم الاصفیاء والنبیین کما ثبت بالنصوص وھو الذی نعتقدہ وندین اللہ تعالی بہ وقد صرح بہ مشائخنا فی غیر ما تصنیف۔

جواب

ہمارا اور ہمارے مشائخ کا عقیدہ یہ ہے کہ سیدنا ومولانا وحبیبنا وشفیعنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوق سے افضل اور اللہ تعالی کے نزدیک سب سے بہتر ہیں۔ اللہ تعالی سے قرب ومنزلت میں کوئی شخص آپ کے برابر تو کیا، قریب بھی نہیں ہو سکتا۔ آپ سردار ہیں جملہ انبیاء اور رسل کے اور خاتم ہیں سارے برگزیدہ گروہ کے جیسا کہ نصوص سے ثابت ہے اور یہی ہمارا عقیدہ ہے اور یہی دین وایمان۔ اسی کی تصریح ہمارے مشائخ بہتیری تصانیف میں کر چکے ہیں۔

السؤال السادس عشر

أتجوزون وجود نبي بعد النبي عليه الصلوة والسلام وهو خاتم النبيين وقد تواتر معنى قوله عليه السلام لا نبي بعدي وامثاله وعليه انعقد الاجماع وكيف رايكم فيمن جوز وقوع ذلك مع وجود هذه النصوص وهل قال احد منكم او من اكابركم ذلك۔

سولھواں سوال

کیا کسی نبی کا وجود جائز سمجھتے ہو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد حالانکہ آپ خاتم النبیین ہیں اور معناً درجۂ تواتر کو پہنچ گیا ہے آپ کا یہ ارشاد کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں اور اس پر اجماعِ امت منعقد ہو چکا ہے اور جو شخص باوجود ان نصوص کے کسی نبی کا وقوع جائز سمجھے اس کے متعلق تمہاری رائے کیا ہے اور کیا تم میں سے یا تمہارے اکابر میں سے کسی نے ایسا کہا ہے۔

الجواب

اعتقادنا واعتقاد مشائخنا ان سيدنا ومولانا وحبيبنا وشفيعنا محمدا رسول الله صلى الله عليه وسلم خاتم النبيين لا نبي بعده كما قال الله تبارك وتعالى في كتابه ولكن رسول الله وخاتم النبيين وثبت باحاديث كثيرة متواترة المعنى وباجماع الامة وحاشا ان يقول احد

جواب

ہمارا اور ہمارے مشائخ کا عقیدہ یہ ہے کہ ہمارے سردار و آقا اور پیارے شفیع محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے۔ ولیکن محمد اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔ اور یہی ثابت ہے بکثرت حدیثوں سے جو معناً حد تواتر تک پہنچ گئیں اور نیز اجماع امت سے سو حاشا کہ

مما خالف ذلك فانه من انكر ذلك
فهو عندنا كافر لانه منكر للنص
القطعي الصريح نعم شيخنا ومولانا سيد
الاذكياء المدققين المولوی محمد قاسم
النانوتوی رحمه الله تعالی اتی بدقة
نظره تدقيقا بديعا اكمل خاتميته
علی وجه الكمال واتمها علی وجه
التمام فانه رحمه الله تعالی قال فی
رسالته المسماة بتحذير الناس" ما
حاصله ان الخاتمية جنس تحته
نوعان احدهما خاتمية زمانية
وهو ان يكون زمان نبوته صلی الله
عليه وسلم متاخرا من زمان نبوة
جميع الانبياء ويكون خاتما لنبوتهم
بالزمان والثانی خاتمية ذاتية و
هی ان يكون نفس نبوته صلی الله
عليه وسلم ختمت بها وانتهت اليها
نبوة جميع الانبياء وكما انه صلی الله
عليه وسلم خاتم النبيين بالزمان كذلك
هو صلعم خاتم النبيين بالذات فان كل ما
بالعرض يختم علی ما بالذات وينتهی اليه و
لاتتعداه ولما كان نبوته

ہم میں سے کوئی اس کے خلاف کہے کیونکہ جو
اس کا منکر ہے وہ ہمارے نزدیک کافر ہے
اس لیے کہ منکر ہے نص صریح قطعی کا بلکہ ہمارے
شیخ و مولانا مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی
رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی دقت نظر سے عجیب
دقیق مضمون بیان فرما کر آپ کی خاتمیت کو
کامل و تمام ظاہر فرمایا ہے جو کچھ مولانا نے اپنے
رسالہ "تحذیر الناس" میں بیان فرمایا ہے اس
کا حاصل یہ ہے کہ خاتمیت ایک جنس ہے جس
کے تحت میں دو نوع داخل ہیں، ایک خاتمیت
باعتبار زمانہ وہ یہ کہ آپ کی نبوت کا زمانہ تمام
انبیاء کی نبوت کے زمانہ سے متاخر ہے اور
آپ بحیثیت زمانہ کے سب کی نبوت کے
خاتم ہیں، اور دوسری نوع خاتمیت باعتبار
ذات، جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ہی کی
نبوت ہے جس پہ تمام انبیاء کی نبوت ختم و
منتہی ہوئی اور جیسا کہ آپ خاتم النبیین ہیں
باعتبار زمانہ اسی طرح آپ خاتم النبیین ہیں
بالذات کیونکہ ہر وہ شے جو بالعرض ہو ختم ہوتی
ہے اس پر جو بالذات ہو اس سے آگے
سلسلہ نہیں چلتا اور جبکہ آپ کی نبوت بالذات

صلی اللہ علیہ وسلم بالذات ونبوۃ
سائر الانبیاء بالعرض لان نبوّتہم
علیہم السّلام بواسطۃ نبوتہ صلی اللہ
علیہ وسلم وھو الفرد الاکمل الاوحد
الابجل قطب دائرۃ النبوۃ والرسالۃ
وواسطۃ عقدھا فھو خاتم النّبیین
ذاتاً و زماناً ولیس خاتمیتہ صلی اللہ
علیہ وسلم منحصرۃ فی الخاتمیۃ
الزمانیۃ فانہ لیس کبیرۃ فضل
ولا زیادۃ رفعۃ ان یکون زمانہ
صلی اللہ علیہ وسلم متاخرا من زمان
الانبیاء قبلہ بل السیادۃ الکاملۃ و
الرفعۃ البالغۃ والمجد الباھر و
الفخر الزاھر تبلغ غایتہا اذا کان
خاتمیتہ صلی اللہ علیہ وسلم ذاتاً و
زماناً واما اذا اقتصر علی الخاتمیۃ
الزمانیۃ فلا تبلغ سیادتہ و رفعتہ صلی
اللہ علیہ وسلم کمالہا ولا یحصل لہ
الفضل بکلیتہ وجامعیتہ وھذا
تدقیق منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ظھر لہ
فی مکاشفات فی اعظام شانہ و

ہے اور تمام انبیا علیہم السلام کی نبوت بالعرض
اس لیے کہ سارے انبیاء کی نبوت آپ کی نبوت
کے واسطہ سے ہے اور آپ ہی فرد اکمل و یگانہ
اور دائرہ رسالت و نبوت کے مرکز اور عقد
نبوت کے واسطہ ہیں پس آپ خاتم النبیین
ہوئے ذاتاً بھی اور زماناً بھی اور آپ کی خاتمیت
صرف زمانہ کے اعتبار سے نہیں ہے اس لیے
کہ یہ کوئی بڑی فضیلت نہیں کہ آپ کا زمانہ انبیاء
سابقین کے زمانہ سے پیچھے ہے بلکہ کامل
سرواری اور غایت رفعت اور انتہا درجہ
کا شرف اسی وقت ثابت ہوگا جبکہ آپ کی
خاتمیتِ ذات اور زمانہ دونوں اعتبار سے
ہو ورنہ محض زمانہ کے اعتبار سے خاتم الانبیاء
ہونے سے آپ کی سیادت و رفعت نہ مرتبۂ
کمال کو پہنچے گی اور نہ آپ کو جامعیت فضل
کلی کا شرف حاصل ہوگا اور یہ دقیق مضمون جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالت و
رفعتِ شان و عظمت کے بیان میں مولانا
کا مکاشفہ ہے۔ ہمارے خیال میں علمائے
متقدمین اور اذکیاء متبحرین میں سے کسی کا
ذہن اس میدان کے نواح تک بھی نہیں گھوما۔

اجلال برهانه وتفضيله وتبجيله صلى الله عليه وسلم كما حققه المحققون من ساداتنا العلماء كالشيخ الاكبر والتقي السبكي وقطب العالم الشيخ عبد القدوس الگنگوهي رحمهم الله تعالى لم يحم حول سرادقات ساحته فيما نظن ونرى ذهن كثير من العلماء المتقدمين والاذكياء المتبحرين وهو عند المبتدعين من اهل الهند كفر وضلال ويوسوسون الى اتباعهم واوليائهم انه انكار لخاتميته صلى الله عليه وسلم. فهيهات وهيهات ولعمري انه لافرى الفرى واعظم زور وبهتان بلا امتراء ما حملهم على ذلك الا الحقد والشحناء والحسد والبغضاء لاهل الله تعالى وخواص عباده وكذلك جرت السنة الالهية في انبيائه واوليائه۔

ہاں ہندوستان کے بدعتیوں کے نزدیک کفر و ضلال بن گیا۔

یہ مبتدعین اپنے چیلوں اور تابعین کو یہ وسوسہ دلاتے ہیں کہ یہ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا انکار ہے۔ افسوس، صد افسوس! قسم ہے اپنی زندگی کی کہ ایسا کہنا پرلے درجہ کا افترا ہے اور بڑا جھوٹ و بہتان ہے۔ جس کا باعث محض کینہ و عداوت و بغض ہے۔ اہل اللہ اور اس کے خاص بندوں کے ساتھ اور سنت اللہ اسی طرح جاری ہے انبیاءؑ اور اولیاء میں۔

السوال السابع عشر

سترھواں سوال

هل تقولون ان النبي صلى الله عليه

کیا تم اس کے قائل ہو کہ جناب رسول اللہ

وسلم لا يفضل علينا إلا كفضل الأخ الأكبر على الأخ الأصغر لا غير وهل كتب أحد منكم هذا المضمون في كتاب۔

صلی اللہ علیہ وسلم کو بس ہم پر ایسی فضیلت ہے جیسے بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے اور کیا تم میں سے کسی نے کسی کتاب میں یہ مضمون لکھا ہے۔

الجواب

ليس أحد منا ولا من أسلافنا الكرام معتقدا بهذا البتة ولا نظن شخصا من ضعفاء الإيمان أيضًا يتفوه بمثل هذه الخرافات ومن يقل أن النبي عليه السّلام ليس له فضل علينا إلا كما يفضل الأخ الأكبر على الأصغر فنعتقد في حقه أنه خارج عن دائرة الإيمان وقد صرحت تصانيف جميع الأكابر من أسلافنا بخلاف ذلك وقد بيّنوا وصرحوا وحرروا وجوه فضائله وإحساناته عليه السّلام علينا معشر الأمة بوجوه عديدة بحيث لا يمكن إثبات مثل بعض تلك الوجوه لشخص من الخلائق فضلا عن جملتها وإن

جواب

ہم میں اور ہمارے بزرگوں میں سے کسی کا بھی یہ عقیدہ نہیں ہے اور ہمارے خیال میں کوئی ضعیف الایمان بھی ایسی خرافات زبان سے نہیں نکال سکتا اور جو اس کا قائل ہو کہ نبی کریم علیہ السلام کو ہم پر بس اتنی ہی فضیلت ہے جتنی بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے تو اس کے متعلق ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ وہ دائرۂ ایمان سے خارج ہے اور ہمارے تمام گزشتہ اکابر کی تصنیفات میں اس عقیدہ واہیہ کا خلاف مصرح ہے اور وہ حضرات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات اور وجوہ فضائل تمام امت پر بتصریح اس قدر بیان کر چکے اور لکھ چکے ہیں کہ سب تو کیا ان میں سے کچھ بھی مخلوق میں سے کسی شخص کے لیے ثابت نہیں ہو سکتے۔ اگر کوئی شخص

افترى احد بمثل هذه الخرافات الواهية علينا او على اسلافنا فلا اصل له ولا ينبغي ان يلتفت اليه اصلا فان كونه عليه السلام افضل البشر قاطبة واشرف الخلق كافة و سيادته عليه السلام على المرسلين جميعا وامامته النبيين من الامور القطعية التي لا يمكن لادنى مسلم ان يتردد فيه اصلا ومع هذا ان نسب الينا احد من امثال هذه الخرافات فليبين محله من تصانيفنا حتے نظهر على كل منصف فهيم جهالته وسوء فهمه مع الحادة وسوء تدينه بحوله تعالى وقوته القوية۔

ایسے واہیات خرافات کا ہم پر یا ہمارے بزرگوں پر بہتان باندھے وہ بے اصل ہے اور اس کی طرف توجہ بھی مناسب نہیں۔ اس لیے کہ حضرت کا افضل البشر اور تمامی مخلوقات سے اشرف اور جمیع پیغمبروں کا سردار اور سارے نبیوں کا امام ہونا ایسا قطعی امر ہے جس میں ادنیٰ مسلمان بھی تردد نہیں کر سکتا اور باوجود اس کے بھی اگر کوئی شخص ایسی خرافات ہماری جانب منسوب کرے تو اسے ہماری تصنیفات میں موقع و محل بتانا چاہیے تاکہ ہم ہر سمجھدار منصف پر اس کی جہالت و بدفہمی اور الحاد و بد دینی ظاہر کریں۔

السؤال الثامن عشر

اٹھارھواں سوال

هل تقولون ان علم النبي عليه السلام مقتصر على الاحكام الشرعية فقط ام اعطي علوما متعلقة بالذات والصفات والافعال للباري عز اسمه والاسرار الخفية والحكم الالهية و

کیا تم اس کے قائل ہو کہ نبی علیہ السلام کو صرف احکام شرعیہ کا علم ہے یا آپ کو حق تعالیٰ شانہ کی ذات و صفات و افعال اور مخفی اسرار و حکمتہائے الٰہیہ وغیرہ کے اس قدر علوم عطا ہوئے ہیں، جن کے پاس تک مخلوق

غیر ذلك مما لم یصل الی سرادقات علمه احد من الخلائق کائنا من کان۔

میں سے کوئی نہیں پہنچ سکتا۔

الجواب

نقول باللسان ونعتقد بالجنان ان سیّدنا رسول الله صلی الله علیه وسلم اعلم الخلق قاطبة بالعلوم المتعلقة بالذات والصفات والتشریعات من الاحکام العملیة والحکم النظریّة و الحقائق الحقة والاسرار الخفیة وغیرها من العلوم مالم یصل الی سرادقات ساحته احد من الخلائق لاملك مقرب ولانبی مرسل ولقد اعطی علم الاولین والاخرین وکان فضل الله علیه عظیما ولکن لا یلزم من ذلك علم کل جزئی جزئی من الامور الحادثة فی کل اٰن من اٰوانه الزمان حتی یضر غیبوبة بعضها عن مشاهدته الشریفة ومعرفته المنیفة باعلمیته علیه السلام ووسعته فی العلوم وفضله فی المعارف علی کافة الانام وان اطلع

جواب

ہم زبان سے قائل اور قلب سے معتقد اس امر کے ہیں کہ سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمامی مخلوقات سے زیادہ علوم عطا ہوئے ہیں جن کو ذات و صفات اور تشریعات یعنی احکام عملیہ و حکم نظریہ اور حقیقت ہائے حقہ اور اسرار مخفیہ وغیرہ سے تعلق ہے کہ مخلوق میں سے کوئی بھی ان کے پاس تک نہیں پہنچ سکتا۔ نہ مقرب فرشتہ اور نہ نبی رسول اور بیشک آپ کو اولین و آخرین کا علم عطا ہوا اور آپ پر حق تعالیٰ کا فضل عظیم ہے لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ کو زمانہ کی ہر آن میں حادث و واقع ہونے والے واقعات میں سے ہر ہر جزئی کی اطلاع و علم ہو کہ اگر کوئی واقعہ آپ کے مشاہدۂ شریفہ سے غائب رہے تو آپ کے علم اور معارف میں ساری مخلوق سے افضل ہونے اور وسعت علمی میں نقص آجائے اگرچہ آپ کے علاوہ کوئی دوسرا شخص اس جزئی سے آگاہ ہو جیسا کہ سلیمان علیہ السلام پر وہ واقعہ

عليها بعض من سواه من الخلائق و العباد كما لم يضر باعلمية سليمان عليه السلام غيبوبة ما اطلع عليه الهدهد من عجائب الحوادث حيث يقول في القرآن قال اِنِّيْ اَحَطْتُ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَاٍۭ بِنَبَاٍ يَّقِيْنٍ

عجیبہ مخفی رہا کہ جس سے ہُد ہُد کو آگاہی ہوئی اس سے سلیمان علیہ السلام کے اعلم ہونے میں نقص نہیں آیا چنانچہ ہُد ہُد کہتی ہے کہ میں نے ایسی خبر پائی جس کی آپ کو اطلاع نہیں اور شہر سبا میں سے میں ایک سچی خبر لے کر آئی ہوں

السوال التاسع عشر

انیسواں سوال

اترون ان ابليس اللعين اعلم من سيد الكائنات عليه السلام واوسع علما منه مطلقا وهل كتبتم ذلك في تصنيف ما تحكمون على من اعتقد ذلك ـ

کیا تمہاری یہ رائے ہے کہ ملعون شیطان کا علم سید الکائنات علیہ الصلوۃ والسلام کے علم سے زیادہ اور مطلقاً وسیع تر ہے اور کیا یہ مضمون تم نے اپنی کسی تصنیف میں لکھا ہے اور جس کا یہ عقیدہ ہو، اس کا حکم کیا ہے؟

الجواب

جواب

قد سبق منا تحرير هذه المسئلة ان النبي عليه السلام اعلم الخلق على الاطلاق بالعلوم والحكم والاسرار وغيرها من ملكوت الآفاق ونتيقن ان من قال ان فلانا اعلم من النبي عليه السلام

اس مسئلہ کو ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام کا علم حکم و اسرار وغیرہ کے متعلق مطلقاً تمامی مخلوقات سے زیادہ ہے اور ہمارا یقین ہے کہ جو شخص یہ کہے کہ فلاں شخص نبی کریم علیہ السلام سے اعلم ہے وہ کافر ہے اور ہمارے حضرا

فقد كفر وقد افتى مشائخنا بتكفير
من قال ان ابليس اللعين اعلم من النبي
عليه السلام فكيف يمكن ان توجد هذه
المسئلة في تاليف ما من كتبنا غير انه
غيبوبة بعض الحوادث الجزئية الحقيرة
عن النبي عليه السلام لعدم التفاته اليه
لا تورث نقصا ما في اعلميته عليه السلام
بعد ما ثبت انه اعلم الخلق بالعلوم
الشريفة اللائقة بمنصبه الاعلى كما لا
يورث الاطلاع على اكثر تلك الحوادث
الحقيرة لشدة التفات ابليس اليها شرفا
وكمالا علميا فيه فانه ليس عليها مدار
الفضل والكمال ومن ههنا لا يصح ان
يقال ان ابليس اعلم من سيدنا رسول
الله صلى الله عليه وسلم كما لا يصح ان يقال
لصبي علم بعض الجزئيات انه اعلم من
عالم متبحر محقق في العلوم والفنون الذي
غابت عنه تلك الجزئيات ولقد تلونا
عليك قصة الهدهد مع سليمان على
نبينا وعليه السلام وقوله إِنِّي أَحَطتُّ
بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهِ ودواوين الحديث و

اس شخص کے کافر ہونے کا فتویٰ دے چکے ہیں
جو یوں کہے کہ شیطان ملعون کا علم نبی علیہ السلام سے
زیادہ ہے پھر بھلا ہماری کسی تصنیف میں یہ مسئلہ
کہاں پایا جا سکتا ہے۔ ہاں کسی جزئی حادثۂ حقیر
کا حضرت کو اس لیے معلوم نہ ہونا کہ آپ نے اس
کی جانب توجہ نہیں فرمائی آپ کے اعلم ہونے میں
کسی قسم کا نقصان نہیں پیدا کر سکتا جبکہ ثابت ہو
چکا کہ آپ ان شریف علوم میں جو آپ کے منصب
اعلیٰ کے مناسب ہیں ساری مخلوق سے بڑھے
ہوئے ہیں جیسا کہ شیطان کو بہتیرے حقیر حادثوں
کی شدت التفات کے سبب اطلاع مل جانے سے
اس مردود میں کوئی شرافت اور علمی کمال حاصل
نہیں ہو سکتا کیونکہ ان پر فضل و کمال کا مدار نہیں ہے
اس سے معلوم ہوا کہ یوں کہنا کہ شیطان کا علم سیدنا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے
ہرگز صحیح نہیں جیسا کہ کسی ایسے بچہ کو جسے کسی جزئی
کی اطلاع ہو گئی ہے یوں کہنا صحیح نہیں کہ فلاں
بچہ کا علم اس متبحر و محقق مولوی سے زیادہ ہے جس
کو جملہ علوم و فنون معلوم ہیں مگر یہ جزئی معلوم نہیں
اور ہم ہدہد کا سیدنا سلیمان علیہ السلام کے ساتھ پیش
آنے والا قصہ بتا چکے ہیں اور یہ آیت پڑھ چکے ہیں

دفاتر التفاسير مشحونة بنظائرها المتكاثرة
المشتهرة بين الانام وقد اتفق الحكماء
على ان افلاطون وجالينوس وامثالهما
من اعلم الاطباء بكيفيات الادوية و
احوالها مع علمهم ان ديدان النجاسة
اعرف باحوال النجاسة وذوقها وكيفياتها
فلم تضر عدم معرفة افلاطون وجالينوس
هذه الاحوال الردية فى اعلميتهما ولم
يرض احد من العقلاء والحمقى بان يقول
ان الديدان اعلم من افلاطون مع انها
اوسع علما من افلاطون باحوال النجاسة
ومبتدعة ديارنا يثبتون للذات الشريفة
النبوية عليها الف الف تحية وسلام
جميع علوم الاسافل الاراذل والافاضل
الاكابر قائلين انه عليه السلام لما كان
افضل الخلق كافة فلابد ان يحتوى على
علومهم جميعها كل جزئى جزئى وكلى كلى ونحن
انكرنا اثبات هذا الامر بهذا القياس
الفاسدة بغير نص من النصوص المعتبرة
الا ترى ان كل مومن افضل واشرف
من ابليس فيلزم على هذا القياس ان يكون

کہ مجھے وہ اطلاع ہے جو آپ کو نہیں اور کتب
حدیث وتفسیر اس قسم کی مثالوں سے لبریز ہیں نیز
حکماء کا اس پر اتفاق ہے کہ افلاطون وجالینوس
وغیرہ بڑے طبیب ہیں جن کو دواؤں کی کیفیت
حالات کا بہت زیادہ علم ہے۔ حالانکہ یہ بھی معلوم
ہے کہ نجاست کے کیڑے نجاست کی حالتوں اور
اور مزے اور کیفیتوں سے زیادہ واقف ہیں تو
افلاطون وجالینوس کا ان ردی حالت سے ناواقف
ہونا ان کے اعلم ہونے کو مضر نہیں اور کوئی عقلمند
بلکہ احمق بھی یہ کہنے پر راضی نہ ہوگا کہ کیڑوں کا علم
افلاطون سے زیادہ ہے حالانکہ ان کا نجاست کے
احوال سے افلاطون کی بہ نسبت زیادہ واقف ہونا
یقینی امر ہے اور ہمارے ملک کے مبتدعین سرور
کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تمام شریف وادنیٰ
واعلیٰ واسفل علوم ثابت کرتے ہیں اور یوں کہتے ہیں
کہ جب آنحضرت ساری مخلوق سے افضل ہیں تو
ضرور سب ہی کے علوم جزئی ہوں یا کلی آپ کو
معلوم ہوں گے اور ہم نے بغیر کسی معتبر نص کے
محض اس فاسد قیاس کی بناء پر اس علم کلی وجزئی
کے ثبوت کا انکار کیا۔ ذرا غور تو فرمایئے کہ ہر مسلمان
کو شیطان پر فضیلت وشرف حاصل ہے پس اس قیاس

كل شخص من احاد الامة حاويا على علوم
ابليس ويلزم على ذلك ان يكون سليمان
على نبينا وعليه السلام عالما بما علمه
الهد الهد وان يكون افلاطون و جالينوس
عارفين بجميع معارف الديدان واللوازم
باطلة باسرها كما هو المشاهد وهذا
خلاصة ما قلناه فى البراهين القاطعة
لعروق الاغبياء المارقين القاصمة لاعناق
الدجاجلة المفترين فلم يكن بحثنا فيه الا
عن بعض الجزئيات المستحدثة ومن اجل
ذلك اتينا فيه بلفظ الاشارة حتى تدل
ان المقصود بالنفى والاثبات هنالك
تلك الجزئيات لا غير لكن المفسدين
يحرفون الكلام ولا يخافون محاسبة
الملك العلام وانا جازمون ان من قال
ان فلانا اعلم من النبى عليه السلام فهو
كافر كما صرح به غير واحد من علمائنا
الكرام ومن افترى علينا بغير ما ذكرنا فعليه
بالبرهان خائفا عن مناقشة الملك
الديان والله على ما نقول وكيل۔

کی بنا پر لازم آئے گا کہ ہر امتی بھی شیطان کے
ہتھکنڈوں سے آگاہ ہو، اور لازم آئے گا کہ حضرت
سلیمان علیہ السلام کو خبر ہو اس واقعہ کی جسے ہُدہُد
نے جانا اور افلاطون و جالینوس واقف ہوں
کیڑوں کی تمام واقفیتوں سے اور سارے لازم
باطل ہیں چنانچہ مشاہدہ ہو رہا ہے یہ ہمارے
قول کا خلاصہ ہے جو براہین قاطعہ میں بیان کیا
ہے جس نے کند ذہن بد دینوں کی رگیں کاٹ
دیں اور دجال و مفتری گروہ کی گردنیں توڑ دیں
سو اس میں ہماری بحث صرف بعض حادثات جزئی
میں تھی اور اسی لیے اشارہ کا لفظ ہم نے لکھا تھا
تاکہ دلالت کرے کہ نفی و اثبات سے مقصود صرف
یہی جزئیات ہیں لیکن مفسدین کلام میں تحریف کیا
کرتے ہیں اور شاہنشاہی محاسبہ سے ڈرتے نہیں اور
ہمارا پختہ عقیدہ ہے کہ جو شخص اس کا قائل ہو کہ فلاں
کا علم نبی علیہ السلام سے زیادہ ہے وہ کافر ہے
چنانچہ اس کی تصریح ایک نہیں ہمارے بہتیرے
علماء کر چکے ہیں اور جو شخص ہمارے بیان کے
خلاف ہم پر بہتان باندھے اس کو لازم ہے کہ
شاہنشاہ روز جزا سے خائف بن کر دلیل بیان
کرے اور اللہ ہمارے قول پر وکیل ہے

السؤال العشرون

أتعتقدون أن علم النبي صلى الله عليه وسلم يساوي علم زيد وبكر وبهائم أم تتبرؤن عن أمثال هذا وهل كتب الشيخ أشرف علي التهانوي في رسالته حفظ الايمان هذا المضمون أم لا وبم تحكمون على من اعتقد ذلك۔

بیسواں سوال

کیا تمہارا یہ عقیدہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا علم زید و بکر اور چوپاؤں کے علم کے برابر ہے یا اس قسم کے خرافات سے تم بری ہو اور مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنے رسالہ حفظ الایمان میں یہ مضمون لکھا ہے یا نہیں، اور جو یہ عقیدہ رکھے اس کا حکم کیا ہے؟

الجواب

أقول وهذا أيضا من افتراءات المبتدعين وأكاذيبهم فقد حرفوا معنى الكلام وأظهروا بحقدهم خلاف مراد الشيخ مد ظله قاتلهم الله أنى يؤفكون قال الشيخ العلامة التهانوي في رسالته المسماة بحفظ الايمان وهي رسالة صغيرة أجاب فيها عن ثلاثة سئل عنها، الاولى منها في السجدة التعظيمية للقبور والثانية في الطواف بالقبور والثالثة في اطلاق لفظ عالم الغيب على سيدنا رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال الشيخ ما حاصله

جواب

میں کہتا ہوں کہ یہ بھی مبتدعین کا ایک افترا اور جھوٹ ہے کہ کلام کے معنی بدلے اور مولانا کی مراد کے خلاف ظاہر کیا۔ خدا انھیں ہلاک کرے کہاں جاتے ہیں۔ علامہ تھانوی نے اپنے چھوٹے سے رسالہ حفظ الایمان میں تین سوالات کا جواب دیا ہے جو ان سے پوچھے گئے تھے۔ پہلا مسئلہ قبور کو تعظیمی سجدہ کی بابت ہے اور دوسرا قبور کے طواف میں اور تیسرا یہ کہ لفظ عالم الغیب کا اطلاق سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جائز ہے یا نہیں؟

مولانا نے جو کچھ لکھا ہے اس کا حاصل یہ ہے

انہ لا یجوز ھذا الاطلاق وان کان
بتاویل لکونہ موھما بالشرک کما منع
من اطلاق قولھم راعنا فی القران ومن
قولھم عبدی وامتی فی الحدیث اخرجہ
مسلم فی صحیحہ فان الغیب المطلق فی
الاطلاقات الشرعیۃ ما لم یقم علیہ
دلیل ولا الی درکہ وسیلۃ وسبیل فعلی
ھذا قال اللہ تعالیٰ قل لا یعلم من فی
السمٰوت والارض الغیب الا اللہ ولو
کنت اعلم الغیب وغیر ذٰلک من الآیات
ولو جوز ذٰلک بتاویل یلزم ان یجوز
اطلاق الخالق والرازق والمالک والمعبود
وغیرھا من صفات اللہ تعالیٰ المختصۃ
بذاتہ تعالیٰ وتقدس علی المخلوق بذٰلک
التاویل وایضا یلزم علیہ ان یصح نفی اطلاق
لفظ عالم الغیب عن اللہ تعالیٰ بالتاویل
الآخر فانہ تعالیٰ لیس عالم الغیب بالواسطۃ
والعرض فھل یاذن فی نفیہ عاقل متدین
حاشا وکلا ثم لو صح ھذا الاطلاق علی ذاتہ
المقدسۃ صلی اللہ علیہ وسلم علی قول السائل
فنستفسر منہ ماذا اراد بھذا الغیب

کہ جائز نہیں گو تاویل ہی سے کیوں نہ ہو کیونکہ
شرک کا وہم ہوتا ہے۔ چنانچہ قرآن میں صحابہ کو
راعنا کہنے کی ممانعت اور مسلم کی حدیث میں غلام
یا باندی کو عبدی اور امتی کہنے کی ممانعت ہے
بات یہ ہے کہ اطلاقات شرعیہ میں وہی غیب
مراد ہوتا ہے جس پر کوئی دلیل نہ ہو اور اس کے
حصول کا کوئی وسیلہ و سبیل نہ ہو۔ اسی بنا پر
حق تعالیٰ نے فرمایا ہے: کہ وہ نہیں جانتے وہ
جو آسمانوں اور زمین میں ہیں غیب کو مگر اللہ
نیز ارشاد ہے، اگر میں غیب جانتا تو بہتیری نیکی
جمع کر لیتا، اور اگر کسی تاویل سے اطلاق کو جائز
سمجھا جاوے تو لازم آتا ہے کہ خالق رازق معبود
مالک وغیرہ ان صفات کا جو ذات باری کے
ساتھ خاص ہیں اسی تاویل سے مخلوق پر اطلاق صحیح
ہو جاوے نیز لازم آتا ہے کہ دوسری تاویل سے
لفظ عالم الغیب کی نفی حق تعالیٰ سے ہو سکے اس
لیے کہ اللہ تعالیٰ بالواسطہ اور بالعرض عالم الغیب
نہیں ہے پس کیا اس نفی اطلاق کی کوئی دیندار
اجازت دے سکتا ہے، حاشا وکلا، پھر یہ کہ حضرت
کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا اطلاق اگر بقول
سائل صحیح ہو تو ہم اسی سے دریافت کرتے ہیں

هل اراد كل واحد من افراد الغيب او
بعضه اى بعض كان فان اراد بعض الغيوب
فلا اختصاص له بحضرة الرسالة صلى الله
عليه وسلم فان علم بعض الغيوب وان
كان قليلا حاصل لزيد وعمرو بل لكل
صبي ومجنون بل لجميع الحيوانات و
البهائم لان كل واحد منهم يعلم شيئا و
يعلم الاخر ويخفى عليه فلوجوز لسائل
اطلاق عالم الغيب على احد لعلمه بعض
الغيوب يلزم عليه ان يجوز اطلاقه على
سائر المذكورات ولو التزم ذلك لم
يبق من كمالات النبوة لانه يشترك فيه
سائرهم ولو لم يلتزم طولب بالفارق و
لن يجد اليه سبيلا انتهى كلام الشيخ
التهانوي فانظروا يرحمكم الله فى كلام
الشيخ لن تجدوا مما كذب المبتدعون من
اثرما شا ان يدعى احد من المسلمين
المساواة بين علم رسول الله صلى الله عليه
وسلم وعلم زيد وبكر وبهائم بل الشيخ
يحكم بطريق الالزام على من يدعي جواز
اطلاق علم الغيب على رسول الله صلى

کہ اس غیب سے مراد کیا ہے بعض غیب یا کل ہر
فرد یا بعض غیب کوئی کیوں نہ ہو پس اگر بعض
غیب مراد ہے تو رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم
کی تخصیص نہ رہی کیوں کہ بعض غیب کا علم اگرچہ
تھوڑا سا ہو زید و عمر بلکہ ہر بچہ اور دیوانہ بلکہ
جملہ حیوانات اور چوپاؤں کو بھی حاصل ہے کیونکہ
ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہے، کہ
دوسرے کو نہیں ہے تو اگر سائل کسی پر لفظ عالم
الغیب کا اطلاق بعض غیب کے جاننے کی وجہ سے
جائز رکھتا ہے تو لازم آتا ہے کہ اس اطلاق کو مذکورہ
بالا تمام حیوانات پر جائز سمجھے اور اگر سائل نے اس کو
مان لیا تو یہ اطلاق کمالات نبوت میں سے نہ رہا
کیوں کہ سب شریک ہو گئے اور اگر اس کو نہ مانے
تو وجہ فرق پوچھی جائے گی اور وہ ہرگز بیان نہ ہو
سکے گی۔ مولانا تھانوی کا کلام ختم ہوا، خدا تم پر
رحم فرمائے۔ ذرا مولانا کا کلام ملاحظہ فرماؤ بدعتیوں
کے جھوٹ کا کہیں پتہ بھی نہ پاؤ گے، حاشا کہ کوئی
مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم اور زید و بکر
و بہائم کے علم کو برابر رکھے بلکہ مولانا تو بطریق الزام
یوں فرماتے ہیں کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
پر بعض غیب جاننے کی وجہ سے عالم الغیب کے

اللہ علیہ وسلم لعلمہ بعض الغیوب انہ یلزم علیہ ان یجوز اطلاقہ علی جمیع الناس والبھائم فاین ھذا عن مساواۃ العلم التی یفترونھا علیہ فلعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ ونتیقن بان معتقد مساواۃ علم النبی علیہ السلام مع زید وبکر وبھائم ومجانین کافر قطعاً وحاشا الشیخ دام مجدہ ان یتفوہ بھذا وانہ لمن عجب العجائب۔

اطلاق کو جائز سمجھتا ہے اس پر لازم آتا ہے کہ جمیع انسان و بہائم پر بھی اس اطلاق کو جائز سمجھے پس کہاں یہ اور کہاں وہ علمی مساوات جس کا بتدعین نے مولانا پر افترا باندھا جھوٹوں پر خدا کی پھٹکار۔ ہمارے نزدیک متیقن ہے کہ جو شخص نبی علیہ السلام کے علم کو زید و بکر و بہائم و مجانین کے علم کے برابر سمجھے یا کہے وہ قطعاً کافر ہے اور حاشا کہ مولانا دام مجدہ ایسی واہیات منہ سے نکالیں یہ تو بڑی ہی عجیب بات ہے۔

السوال الواحد والعشرون

اتقولون ان ذکر ولادتہ صلی اللہ علیہ وسلم مستقبح شرعاً من البدعات السیئۃ المحرمۃ ام غیر ذلک۔

اکیسواں سوال

کیا تم اس کے قائل ہو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکرِ ولادت شرعاً قبیح سیئہ حرام ہے یا اور کچھ؟

الجواب

حاشا ان یقول احد من المسلمین فضلا ان نقول نحن ان ذکر ولادتہ الشریفۃ علیہ الصلوۃ والسلام بل و ذکر غبار نعالہ وبول حمارہ صلی اللہ

جواب

حاشا کہ ہم تو کیا کوئی بھی مسلمان ایسا نہیں ہے کہ آنحضرت کی ولادت شریفہ کا ذکر بلکہ آپ کی جوتیوں کے غبار اور آپ کی سواری کے گدھے کے پیشاب کا تذکرہ بھی قبیح و بدعت سیئہ یا حرام

عليه وسلم مستقبح من البدعات السيئة
المحرمة فالأحوال التي لها أدنى تعلق
برسول الله صلى الله عليه وسلم ذكرها
من أحب المندوبات وأعلى المستحبات
عندنا سواء كان ذكر ولادته الشريفة او
ذكر بوله وبرازه وقيامه وقعوده ونومه
ونبهته كما هو مصرح في رسالتنا المسماة
بالبراهين القاطعة في مواضع شتى منها
وفي فتاوى مشائخنا رحمهم الله تعالى
كما في فتوى مولانا احمد علي المحدث
السهارنفوري تلميذ الشاه محمد اسحاق
الدهلوي ثم المهاجر المكي ننقله مترجما
لتكون نمونة عن الجميع سئل هو رحمه
الله تعالى عن مجلس الميلاد بأي طريق
يجوز وبأي طريق لا يجوز فاجاب بان
ذكر الولادة الشريفة لسيدنا رسول الله
صلى الله عليه وسلم بروايات صحيحة في
اوقات خالية عن وظائف العبادات
الواجبات وبكيفيات لم تكن مخالفة عن
طريقة الصحابة وأهل القرون الثلاثة
المشهود لها بالخير وبالاعتقادات التي

کیے وہ جملہ حالات جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے ذرا سا بھی علاقہ ہے ان کا ذکر ہمارے
نزدیک نہایت پسندیدہ اور اعلیٰ درجہ کا مستحب
ہے خواہ ذکرِ ولادت شریفہ ہو یا آپ کے بول براز
نشست و برخاست اور بیداری و خواب کا
تذکرہ ہو جیسا کہ ہمارے رسالہ براہین قاطعہ
میں متعدد جگہ بصراحت مذکور اور ہمارے مشائخ
کے فتویٰ میں مسطور ہے چنانچہ شاہ محمد اسحٰق
صاحبؒ دہلوی مہاجر مکی کے شاگرد مولانا احمد علی
محدث سہارنپوریؒ کا فتویٰ عربی میں ترجمہ کر
کے ہم نقل کرتے ہیں تاکہ سب کی تحریرات کا نمونہ
بن جائے۔ مولانا سے کسی نے سوال کیا تھا کہ
مجلس میلاد شریف کس طریقہ سے جائز ہے اور
کس طریقے سے ناجائز۔ تو مولانا نے اس کا یہ
جواب لکھا کہ سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت
شریف کا ذکر صحیح روایات سے ان اوقات میں
جو عبادات واجبہ سے خالی ہوں۔ ان کیفیات
سے جو صحابۂ کرام اور ان اہلِ قرونِ ثلثہ کے
طریقے کے خلاف نہ ہوں جن کے خیر ہونے کی
شہادت حضرت نے دی ہے ان عقیدوں
سے جو شرک و بدعت کے موہم نہ ہوں ان آداب

موهمة بالشرك والبدعة وبالآداب
التي لم تكن مخالفة عن سيرة الصحابة
التي هي مصداق قوله عليه السلام ما انا
عليه واصحابي وفي مجالس خالية عن
المنكرات الشرعية موجب للخير والبركة
بشرط ان يكون مقرونا بصدق النية
والاخلاص واعتقاد كونه داخلا في جملة
الاذكار الحسنة المندوبة غير مقيد بوقت
من الاوقات فاذا كان كذلك لا نعلم
احدا من المسلمين ان يحكم عليه بكونه
غير مشروع او بدعة الى آخر الفتوى فعلم
من هذا انا لا ننكر ذكر ولادته الشريفة
بل ننكر على الامور المنكرة التي انضمت
معها كما شاهدتموها في المجالس المولودية
التي في الهند من ذكر الروايات الواهيات
الموضوعة واختلاط الرجال والنساء و
الاسراف في ايقاد الشموع والتزيينات و
اعتقاد كونه واجبا بالطعن والسب و
التكفير على من لم يحضر معهم مجلسهم و
غيرها من المنكرات الشرعية التي لا يكاد
يوجد خاليا منها فلو خلا من المنكرات

کے ساتھ جو صحابہ کی اس سیرت کے مخالف نہ
ہوں، جو حضرت کے ارشاد ما انا علیہ واصحابی
کی مصداق ہے ان مجالس میں جو منکرات شرعیہ
سے خالی ہوں سبب خیر و برکت ہے بشرطیکہ
صدقِ نیت اور اخلاص اور اس عقیدہ سے
کیا جاوے کہ یہ بھی منجملہ دیگر اذکارِ حسنہ کے ذکر
حسن ہے کسی وقت کے ساتھ مخصوص نہیں پس
جب ایسا ہوگا تو ہمارے علم میں کوئی مسلمان بھی
اس کے ناجائز یا بدعت ہونے کا حکم نہ دیگا الخ
اس سے معلوم ہوگیا کہ ہم ولادت شریفہ کے
منکر نہیں بلکہ ان ناجائز امور کے منکر ہیں جو اس
کے ساتھ مل گئے ہیں جیسا کہ ہندوستان کے
مولود کی مجلسوں میں آپ نے خود دیکھا ہے کہ
واہیات موضوع روایات بیان ہوتی ہیں۔
مردوں عورتوں کا اختلاط ہوتا ہے۔ چراغوں کے
روشن کرنے اور دوسری آرائشوں میں فضول خرچی
ہوتی ہے اور اس مجلس کو واجب سمجھ کر جو شامل نہ
ہوں اس پر طعن و تکفیر ہوتی ہے اس کے علاوہ
اور منکرات شرعیہ ہیں جن سے شاید ہی کوئی مجلس
میلاد خالی ہو پس اگر مجلس مولود منکرات سے خالی
ہو تو حاشا کہ ہم یوں کہیں کہ ذکر ولادت شریفہ

حاشا ان نقول ان ذکر الولادة الشریفة منکر وبدعة وکیف یظن بمسلم ھذا القول الشنیع فھذا القول علینا ایضاً من افتراءات الملاحدة الدجالین الکذابین خذلھم اللہ تعالیٰ ولعنھم براً وبحراً سھلاً وجبلاً

ناجائز اور بدعت ہے اور ایسے قول شنیع کا کسی مسلمان کی طرف کیوں کر گمان ہو سکتا ہے پس ہم پر یہ بہتان جھوٹے ملحد دجالوں کا افترا ہے۔ خدا ان کو رسوا کرے اور ملعون کرے خشکی و تری، نرم و سخت زمین میں۔

السوال الثانی والعشرون

بائیسواں سوال

ھل ذکرتم فی رسالة ما ان ذکر ولادته صلی اللہ علیه وسلم کجنم اسٹمی کنھیا ام لا؟

کیا تم نے کسی رسالہ میں یہ ذکر کیا ہے کہ حضرت کی ولادت کا ذکر کنھیا کے جنم اشٹمی کی طرح ہے یا نہیں؟

الجواب

جواب

ھذا ایضاً من افتراءات الدجالة المبتدعین علینا وعلی اکابرنا وقد بینا سابقاً ان ذکرہ علیه السلام من احسن المندوبات وافضل المستحبات فکیف یظن بمسلم ان یقول معاذ اللہ ان ذکر الولادة الشریفة مشابه بفعل الکفار وانما اخترعوا ھذہ الفریة عن

یہ بھی مبتدعین دجالوں کا بہتان ہے جو ہم پر اور ہمارے بڑوں پر باندھا ہے۔ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ حضرت کا ذکر ولادت مستحب اور افضل ترین مستحب ہے پھر کسی مسلمان کی طرف کیونکر گمان ہو سکتا ہے کہ معاذ اللہ یوں کہے کہ ذکر ولادت شریف فعل کفار کے مشابہ ہے بس اس بہتان کی بندش مولانا گنگوہی قدس سرہ کی اس عبارت سے

عبارة مولانا الگنگوهی قدس الله سره
العزیز التی نقلناها فی البراهین علی صحیفة
۱۴۱، وحاشا الشیخ ان یتکلم ومراده
بعید بمراحل عما نسبوا الیه کما سیظهر
عن ما نذکره وهی تنادی باعلی نداء ان
من نسب الیه ما ذکروه کذاب مفترو
حاصل ما ذکره الشیخ رحمه الله تعالیٰ
فی مبحث القیام عند ذکر الولادة الشریفة
أن من اعتقد قدوم روحه الشریفة من
عالم الارواح الی عالم الشهادة وتیقن
بنفس الولادة المنیفة فی المجلس المولودیة
فعامل ما کان واجباً فی ساعة الولادة
الماضیة الحقیقیة فهو مخطئ متشبه
بالمجوس فی اعتقادهم تولد معبودهم
المعروف (کنهیا) کل سنة ومعاملتهم
فی ذلک الیوم ما عومل به وقت ولادة
الحقیقیة او متشبه بروافض الهند فی
معاملتهم بسیدنا الحسین واتباعه من شهداء
کربلا رضی الله عنهم اجمعین حیث یأتون
بحکایة جمیع ما فعل معهم فی کربلاء یوم
قولا وفعلا فیبنون النعش و

کی گئی ہے جس کو ہم نے براہین کے صفحہ ۱۴۱
پر نقل کیا ہے اور حاشا کہ مولانا ایسی واہیات
بات فرماویں۔ آپ کی مراد اس سے کوسوں
دور ہے جو آپ کی طرف منسوب ہوا چنانچہ
ہمارے بیان سے عنقریب معلوم ہو جائے گا
اور حقیقت حال پکار اُٹھے گی کہ جس نے اس
مضمون کو آپ کی طرف نسبت کیا وہ جھوٹا مفتری
ہے۔ مولانا نے ذکرِ ولادت شریفہ کے وقت
قیام کی بحث میں جو کچھ بیان کیا ہے، اُس کا
حاصل یہ ہے کہ جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ حضرت
کی روح پُرفتوح عالم ارواح سے عالم دنیا کی طرف
آتی ہے اور مجلس مولود میں نفسِ ولادت کے
وقوع کا یقین رکھ کر وہ برتاؤ کرے جو واقعی ولادت
کی گزشتہ ساعت میں کرنا ضروری تھا، تو یہ
شخص غلطی پر یا تو مجوس کی مشابہت کرتا ہے
اس عقیدہ میں کہ وہ بھی اپنے معبود یعنی کنھیا کی
ہر سال ولادت مانتے اور اس دن وہی برتاؤ
کرتے ہیں جو کنھیا کی حقیقت ولادت کے
وقت کیا جاتا اور یا روافض اہل ہند کی مشابہت
کرتا ہے۔ امام حسینؓ اور اُن کے تابعین شہداء
کربلا رضی اللہ عنہم کے ساتھ برتاؤ میں کیونکہ روافض

الكفن والقبور ويدفنون فيها ويظهرون
اعلام الحرب والقتال ويصبغون الثياب
بالدماء وينوحون عليها وامثال ذٰلك من
الخرافات كما لا يخفٰى على من شاهد
احوالهم فى هذه الديار ونص عبارته
المعربة هكذا واما توجيه (اى القيام)
بقدوم روحه الشريفة صلى الله عليه وسلم
من عالم الارواح الى عالم الشهادة
فيقومون تعظيما له فهذا ايضا من حماقاتهم
لان هٰذا الوجه يقتضى القيام عند
تحقق نفس الولادة الشريفة ومتى
تكرر الولادة فى هٰذه الايام فهٰذه
الاعادة للولادة الشريفة مماثلة بفعل
مجوس الهند حيث ياتون بعين حكاية
ولادة معبودهم (كنهيا) او مماثلة
للروافض الذين ينقلون شهادة اهل
البيت رضى الله عنهم كل سنة (اى فعلا
وعملا) فمعاذ الله ما فعلهم هذا حكاية
للولادة المنيفة الحقيقة وهذه الحركة
بلاشك وشبهة حرية باللوم والحرمة
والفسق بل فعلهم هذا يزيد على

بھی ساری ان باتوں کی نقل اتارتے ہیں جو قولاً
وفعلاً عاشورا کے دن میدانِ کربلا میں ان حضرات
کے ساتھ کیا گیا چنانچہ نعش بناتے، کفناتے اور
قبور کھود کر دفناتے ہیں، جنگ و قتال کے جھنڈے
چڑھاتے، کپڑوں کو خون میں رنگتے اور ان پر
نوحے کرتے ہیں اسی طرح دیگر خرافات ہوتی ہیں
جیسا کہ ہر وہ شخص آگاہ ہے جس نے ہمارے ملک
میں ان کی حالت دیکھی ہے مولانا کی اردو عبارت
کی اصل عربی یہ ہے :۔ قیام کی یہ وجہ بیان
کرنا کہ روحِ شریف عالمِ ارواح سے عالمِ شہادت
کی جانب تشریف لاتی ہے۔ پس حاضرینِ مجلس اس
کی تعظیم کو کھڑے ہو جاتے ہیں پس یہ بھی بیوقوفی
ہے کیونکہ یہ وجہ نفسِ ولادتِ شریفہ کے وقت
کھڑے ہو جانے کو چاہتی ہے اور ظاہر ہے کہ
ولادتِ شریفہ بار بار ہوتی نہیں پس ولادتِ شریفہ
کا اعادہ یا ہندوؤں کے فعل کے مثل ہے کہ وہ
اپنے معبود کنھیا کی اصل ولادت کی پوری نقل اتارتے
ہیں یا رافضیوں کے مشابہ ہے کہ ہر سال شہادتِ
اہلِ بیت کی قولاً و فعلاً تصویر کھینچتے ہیں، پس
معاذ اللہ بدعتیوں کا یہ فعل واقعی ولادتِ شریفہ کی
نقل بن گیا اور یہ حرکت بیشک و شبہ ملامت کے قابل

فعل اولٰئك فانهم يفعلونه فی كل
عام مرة واحدة وھٰؤلاء يفعلون
هذه المزخرفات الفرضية متی شاء
وا وليس لهذا نظير فی الشرع بان
يفرض امر ويعامل معه معاملة الحقيقة
بل هو محرم شرعًا اه فانظروا يا اولی
الالباب ان حضرة الشيخ قدس الله
سره العزيز انما انكر علی جهلاء الهند
المعتقدين منهم هذه العقيدة
الكاسدة الذين يقومون لمثل هٰذه
الخيالات الفاسدة فليس فيه تشبيه
لمجلس ذكر الولادة الشريفة بفعل
المجوس والروافض حاشا اكابرنا
ان يتفوهوا بمثل ذٰلك ولٰكن
الظٰلمين علی اهل الحق يفترون و
بايات الله يجحدون۔

اور حرمت وفسق ہے بلکہ ان کا یہ فعل ان کے فعل
سے بھی بڑھ گیا کہ وہ تو سال بھر میں ایک ہی بار نقل
اتارتے ہیں اور یہ لوگ اس فرضی مزخرفات کو جب
چاہتے ہیں کر گزرتے ہیں اور شریعت میں اس کی
کوئی نظیر موجود نہیں کہ کسی امر کو فرض کرکے اس کے
ساتھ حقیقت کا سا برتاؤ کیا جائے بلکہ ایسا فعل
شرعاً حرام ہے" الخ ــــ پس اے صاحبانِ عقول
غور فرمائیے شیخ قدس سرہ نے تو ہندی جاہلوں
کے اس جھوٹے عقیدہ پر انکار فرمایا ہے کہ جو
ایسے واہیات فاسد خیالات کی بنا پر قیام کرتے
ہیں اس میں کہیں بھی مجلس ذکر ولادت شریفہ کو ہنود
یا رافضیوں کے فعل سے تشبیہ نہیں دی گئی۔
حاشا کہ ہمارے بزرگ ایسی بات کہیں،
ولیکن ظالم لوگ اہل حق پر افتراء کرتے ہیں،
اور اللہ کی نشانیوں کا انکار کرتے ہیں۔

السؤال الثالث والعشرون

تئیسواں سوال

هل قال الشيخ الاجل علامة الزمان
المولوی رشيد احمد الگنگوهی بفعلية

کیا علامہ زماں مولوی رشید احمد گنگوہی نے
کہا ہے کہ حق تعالیٰ نعوذ باللہ جھوٹ بولتا ہے

كذب الباري تعالى وعدم تضليل قائل
ذلك ام هذا من الافتراءات عليه و
على التقدير الثاني كيف الجواب عما يقوله
البريلوي انه يضع عنده تمثال فتوے
الشيخ المرحوم بفوتوگراف المشتمل
على ذلك

اور ایسا کہنے والا گمراہ نہیں ہے، یا یہ اُن
پر بہتان ہے۔ اگر بہتان ہے تو بریلوی
کی اس بات کا کیا جواب ہے۔ وہ کہتا
ہے کہ میرے پاس مولانا مرحوم کے فتوے
کا فوٹو ہے جس میں یہ لکھا ہوا ہے۔

الجواب

الذی نسبوا الی الشیخ الاجل الاوحد
الابجل علامة زمانه فريد عصره و
اوانه مولانا رشيد احمد گنگوهي من
انه كان قائلا بفعلية الكذب من الباري
تعالى شانه وعدم تضليل من تفوه
بذلك فمكذوب عليه رحمه الله تعالى
وهو من الاكاذيب التي افتراها الا
بالسة الدجالون الكذابون فقاتلهم
الله انى يؤفكون وجنابه برئ من تلك
الزندقة والالحاد وتكذبهم فتوى الشيخ
قدس سره التي طبعت وشاعت في
المجلد الاول من فتاواه الموسومة
بالفتاوى الرشيدية على صفحة ١١٩
منها وهي عربية مصححة مختومة

جواب

علامۂ زماں یکتائے دوراں شیخ اجل مولانا
رشید احمد صاحب گنگوہی کی طرف معاندین
نے جو یہ منسوب کیا ہے کہ آپ نعوذ باللہ
حق تعالیٰ کے جھوٹ بولنے اور ایسا کہنے والے
کو گمراہ نہ کہنے کے قائل تھے۔ یہ بالکل آپ
پر جھوٹ بولا گیا اور منجملہ انھیں جھوٹے بہتانوں
کے ہے جن کی بندش جھوٹے دجالوں نے کی
ہے پس خدا ان کو ہلاک کرے، کہاں جاتے ہیں۔
جناب مولانا اس زندقہ و الحاد سے بری ہیں
اور ان کی تکذیب خود مولانا کا فتوی کر رہا ہے
جو جلد اول فتاوی رشیدیہ کے صفحہ ۱۱۹ پر
طبع ہو کر شائع ہو چکا ہے۔ تحریر اس کی عربی
میں ہے جس پر تصحیح و مواہیر علماء مکہ مکرمہ
ثبت ہیں۔

بختام علماء مكة المكرمة

وصورة سواله هكذا :-

بسم الله الرحمٰن الرحيم

نحمده ونصلي علىٰ رسوله الكريم

ما قولكم دام فضلكم في ان الله تعالیٰ
هل يتصف بصفة الكذب ام لا و
من يعتقد انه يكذب كيف حكمه
افتونا ماجورين ۔

الجواب

ان الله تعالیٰ منزه من ان يتصف
بصفة الكذب وليست في كلامه
شائبة الكذب ابدا كما قال الله تعالیٰ
ومن اصدق من الله قيلا ط ومن
يعتقد ويتفوه بان الله تعالیٰ يكذب
فهو كافر ملعون قطعا ومخالف
للكتاب والسنة واجماع الامة نعم
اعتقاد اهل الايمان ان ما قال الله
تعالیٰ في القرآن في فرعون وهامان و
ابي لهب انهم جهنميون فهو حكم
قطعي لا يفعل خلافه ابدا لكنه تعالیٰ
قادر على ان يدخل الجنة وليس بعاجز

سوال کی صورت یہ ہے:-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

آپ کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ میں کہ اللہ تعالیٰ
صفتِ کذب کے ساتھ متصف ہو سکتا ہے
یا نہیں اور جو یہ عقیدہ رکھے کہ خدا جھوٹ بولتا
ہے اس کا کیا حکم ہے۔ فتویٰ دو، اجر ملے گا۔

جواب

بے شک اللہ تعالیٰ اس سے منزہ ہے کہ کذب
کے ساتھ متصف ہو۔ اس کے کلام میں ہرگز
کذب کا شائبہ بھی نہیں جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے
اور اللہ سے زیادہ سچا کون۔ اور جو شخص یہ عقیدہ
رکھے یا زبان سے نکالے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بولتا
ہے وہ کافر قطعی ملعون اور کتاب و سنت و
اجماع امت کا مخالف ہے ہاں اہلِ ایمان کا
یہ عقیدہ ضرور ہے کہ حق تعالیٰ نے قرآن میں
فرعون و ہامان و ابولہب کے متعلق جو یہ فرمایا
ہے کہ وہ دوزخی ہیں تو یہ حکم قطعی ہے اس کے
خلاف کبھی نہ کریگا۔ لیکن اللہ ان کو جنت میں
داخل کرنے پر قادر ضرور ہے، عاجز نہیں ہاں

عن ذٰلك ولا يفعل هذا مع اختياره	البتہ اپنے اختیار سے ایسا کرے گا نہیں وہ فرماتا
قال اللہ تعالیٰ ولو شئنا لاٰتینا کل	ہے اور اگر ہم چاہتے تو ہر نفس کو ہدایت دے
نفس هداها ولكن حق القول منی	دیتے لیکن میرا قول ثابت ہو چکا کہ ضرور دوزخ
لاملئن جهنم من الجنة والناس	بھروں گا جن وانس دونوں سے۔ پس اس آیت
اجمعین فتبین من هذه الاية	سے ظاہر ہو گیا کہ اگر اللہ چاہتا تو سب کو مومن
انه تعالى لوشاء لجعلهم كلهم مومنين	بنا دیتا لیکن وہ اپنے قول کے خلاف نہیں کرتا
ولكنه لا يخالف ما قال وكل ذٰلك	اور یہ سب باختیار ہے مجبوری نہیں کیونکہ
بالاختيار لا بالاضطرار وهو فاعل	وہ فاعل مختار ہے جو چاہے کرے۔ یہ ہی
مختار فعال لما يريد۔ هذه عقيدة	عقیدہ تمام علماء امت کا ہے۔ جیسا کہ
جميع علماء الامة كما قال البيضاوی	بیضاوی نے قول باری تعالیٰ وَاِنْ تَغْفِرْلَهُمْ
تحت تفسير قوله تعالى ان تغفرلهم الخ	کی تفسیر کے تحت میں کہا ہے کہ مشرک کا نہ
وعدم غفران الشرك مقتضى الوعيد	بخشنا وعید کا مقتضے ہے۔ پس اس میں لذاتہ
فلا امتناع فيه لذاته والله اعلم بالصواب	امتناع نہیں ہے۔ واللہ اعلم بالصواب
كتبه الاحقر رشيد احمد گنگوهی عفی عنه	کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ
خلاصة تصحيح علماء مكة المكرمة	مکہ مکرمہ زاد اللہ شرفہا کے علماء کی تصحیح
زاد الله شرفها الحمد لمن هو به	کا خلاصہ یہ ہے۔ حمد اسی کو زیبا ہے جو اس کا
حقيق ومنه استمد العون والتوفيق	مستحق ہے اور اسی کی اعانت و توفیق درکار
ما اجاب به العلامة رشيد احمد المذكور	ہے۔ علامہ رشید احمد کا جواب مذکور حق
هو الحق الذی لا محيص منه وصلى	ہے جس سے مفر نہیں ہو سکتا۔ وصلی اللہ علی
الله على خاتم النبيين وعلى اٰله وصحبه	خاتم النبیین وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم۔ لکھنے کا امر فرمایا
وسلم امر برقمه خادم الشريعة راجی	خادم شریعت امیدوار لطف خفی

اللطف خفی محمد صالح ابن المرحوم
صدیق کمال الحنفی مفتی مکۃ المکرمۃ
حالا کان اللہ لہما
محمد صالح بن المرحوم صدیق کمال
رقمہ المرتجی من ربہ کمال النیل محمد سعید
بن محمد بابصیل بمکۃ المحمیۃ غفر اللہ لہ و
لوالدیہ ولمشائخہ وجمیع المسلمین
محمد سعید بن محمد بصیل

محمد صالح خلف صدیق کمال مرحوم حنفی مفتی مکہ مکرمہ کان اللہ لہما نے۔ لکھا امیدوار کمال نیل محمد سعید بن بصیل نے، حق تعالیٰ ان کو اور ان کے مشائخ کو اور جملہ مسلمانوں کو بخش دے۔

الراجی العفو من واہب العطیۃ
محمد عابد بن المرحوم الشیخ حسین
مفتی المالکیۃ ببلد اللہ المحمیۃ۔

امیدوار عفو از واہب العطیہ محمد عابد بن شیخ حسین مرحوم مفتی مالکیہ۔

مصلیا ومسلما ھذا وما اجاب
العلامۃ رشید احمد فیہ الکفایۃ و
علیہ المعمول بل ھو الحق الذی لا
محیص عنہ رقمہ الحقیر خلف بن
ابراہیم خادم افتاء الحنابلۃ بمکۃ المشرفۃ

درود و سلام کے بعد جو کچھ علامہ رشید احمد نے جواب دیا ہے، کافی ہے اور اس پر اعتماد ہے بلکہ یہی حق ہے جس سے مفر نہیں۔ لکھا حقیر خلف بن ابراہیم حنبلی خادم افتاء مکہ مشرفہ نے

والجواب عما یقول البریلوی انہ
یضع عندہ تمثال فتوی الشیخ المرحوم
بفوتوگراف المشتمل علی ما ذکر ھو انہ
من مختلقاتہ اختلقہا و وضعہا عندہ
افتراء علی الشیخ قدس سرہ ومثل ھذہ
الاکاذیب والاختلاقات ھین علیہ
فانہ استاذ الاساتذۃ فیہا وکلہم عیال

اور یہ جو بریلوی کہتا ہے کہ اس کے پاس مولانا کے فتویٰ کا فوٹو ہے جس میں ایسا لکھا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ مولانا قدس سرہ پر بہتان باندھنے کو یہ جعل ہے جس کو گھڑ کر اپنے پاس رکھ لیا ہے اور ایسے جھوٹ اور جعل اسے آسان ہیں کیونکہ وہ اس میں استادوں کا استاد ہے اور زمانہ کے لوگ اس کے چیلے۔ کیونکہ

عليه في زمانه فانه محرّف ملبّس دجال مكار ربما يصور الامهار وليس بأدنى من المسيح القادياني فانه يدعي الرسالة ظاهرا وعلنا وهذا يستتر بالمجددية ويكفر علماء الامة كما كفر الوهابية اتباع محمد بن عبد الوهاب الامة خذله الله تعالىٰ كما خذلهم.

تحریف وتلبیس ودجل ومکر کی اس کو عادت ہے۔ اکثر مُہریں بنالیتا ہے، مسیح قادیانی سے کچھ کم نہیں، اس لیے کہ وہ رسالت کا کھلم کھلا مدعی تھا اور یہ مجدّدیت کو چھپائے ہوئے ہے علمائے امّت کو کافر کہتا رہتا ہے جس طرح محمد بن عبدالوہاب کے وہابی چیلے امّت کی تکفیر کیا کرتے تھے۔ خدا اس کو بھی انھیں کی طرح رُسوا کرے

السوال الرابع والعشرون

هل تعتقدون امكان وقوع الكذب في كلام من كلام المولى عز وجل سبحانه ام كيف الامر

چوبیسواں سوال

کیا تمہارا یہ عقیدہ ہے کہ حق تعالیٰ کے کسی کلام میں وقوع کذب ممکن ہے؟ یا کیا بات ہے۔

الجواب

نحن ومشائخنا رحمهم الله تعالىٰ نذعن ونتيقن بان كل كلام صدر عن الباري عز وجل او سيصدر عنه فهو مقطوع الصدق مجزوم بمطابقته للواقع وليس في كلام من كلامه تعالىٰ شائبة كذب ومظنة خلاف اصلا بلا شبهة ومن اعتقد خلاف ذٰلك او توهم بالكذب في

جواب

ہم اور ہمارے مشائخ اس کا یقین رکھتے ہیں کہ جو کلام بھی حق تعالیٰ سے صادر ہوا یا آئندہ ہوگا وہ یقیناً سچا اور بلاشبہ واقع کے مطابق ہے اس کے کسی کلام میں کذب کا شائبہ اور خلاف کا واہمہ بھی بالکل نہیں اور جو اس کے خلاف عقیدہ رکھے یا اس کے کسی کلام میں کذب کا وہم کرے وہ کافر، ملحد، زندیق ہے۔ اس میں ایمان

شيء من كلامه فهو كافر ملحد زنديق ليس له شائبة من الايمان۔

کا شائبہ بھی نہیں۔

السوال الخامس والعشرون

هل نسبتم في تاليفكم الى بعض الاشاعرة القول بامكان الكذب وعلى تقديرها فما المراد بذلك وهل عندكم نص على هذا المذهب من المعتمدين بينوا الامر لنا على وجهه۔

پچیسواں سوال

کیا تم نے اپنی کسی تصنیف میں اشاعرہ کی طرف امکانِ کذب منسوب کیا ہے اور اگر کیا ہے تو اس سے مراد کیا ہے اور اس مذہب پر تمہارے پاس معتبر علماء کی کیا کوئی سند ہے۔ واقعی امر ہمیں بتلاؤ۔

الجواب

الاصل فيه انه وقع النزاع بيننا وبين المنطقيين من اهل الهند والمبتدعة منهم في مقدورية خلاف ما وعد به الباري سبحانه وتعالى او اخبر به او اراده وامثالها فقالوا ان خلاف هذه الاشياء خارج عن القدرة القديمة مستحيل عقلا لا يمكن ان يكون مقدورا لله تعالى وواجب عليه ما يطابق الوعد والخبر والارادة والعلم وقلنا

جواب

اصل بات یہ ہے کہ ہمارے اور ہندی منطقیوں و بدعتیوں کے درمیان اس مسئلہ میں نزاع ہوا کہ حق تعالیٰ نے جو وعدہ فرمایا یا خبر دی، یا ارادہ کیا، اس کے خلاف پر اس کو قدرت ہے یا نہیں۔ سو وہ تو یوں کہتے ہیں کہ ان باتوں کا خلاف اس کی قدرتِ قدیمہ سے خارج اور عقلاً محال ہے۔ ان کا مقدورِ خدا ہونا ممکن ہی نہیں اور حق تعالیٰ پر واجب ہے کہ وعدہ اور خبر اور ارادہ اور علم کے مطابق کرے

ان امثال هذه الاشياء مقدور قطعا
لكنه غير جائز الوقوع عند اهل السنّة
والجماعة من الاشاعرة و الماتريدية
شرعًا وعقلاً عند الماتريدية وشرعا
فقط عند الاشاعرة فاعترضوا علينا
بانه ان امكن مقدورية هذه الاشياء
لزم امكان الكذب وهو غير مقدور
قطعا و مستحيل ذاتا فاجبناهم باجوبة
شتى مما ذكره علماء الكلام منها لو سلم
استلزام امكان الكذب لمقدورة خلف
الوعد والاخبار وامثالهما فهو ايضا
غير مستحيل بالذات بل هو مثل
السفه والظلم مقدور ذاتا ممتنع
عقلاً وشرعًا او شرعًا فقط كما صرح
به غير واحد من الائمة فلما رأوا
هذه الاجوبة عثوا في الارض ونسبوا
الينا تجويز النقص بالنسبة الى جنابه
تبارك وتعالى واشاعوا هذا الكلام
بين السفهاء والجهلاء تنفيرا للعوام
وابتغاء الشهوات والشهرة بين الانام
وبلغوا اسباب سموات الافتراء فوضعوا

اور ہم یوں کہتے ہیں کہ ان جیسے افعال یقیناً قدرت
میں داخل ہیں، البتہ اہل السنت والجماعت اشاعرہ
و ماتریدیہ سب کے نزدیک ان کا وقوع جائز
نہیں۔ ماتریدیہ کے نزدیک نہ شرعاً جائز نہ عقلاً
اور اشاعرہ کے نزدیک صرف شرعاً جائز نہیں
پس بدعتیوں نے ہم پر اعتراض کیا کہ ان امور کا
تحت قدرت ہونا اگر جائز ہو تو کذب کا امکان
لازم آتا ہے اور وہ یقینی تحت قدرت نہیں
اور ذاتاً محال ہے۔ تو ان کو علماء کلام کے ذکر کیے
ہوئے چند جواب دیے، جن میں یہ بھی تھا کہ اگر
وعدہ و خبر وغیرہ کا خلاف تحتِ قدرت ماننے
سے امکانِ کذب تسلیم بھی کر لیا جاوے تو وہ
بھی تو بالذات محال نہیں بلکہ سفہ اور ظلم کی طرح
ذاتاً مقدور ہے اور عقلاً و شرعاً یا صرف شرعاً
ممتنع ہے جیسا کہ بہتیرے علماء اس کی تصریح کر
چکے ہیں پس جب انھوں نے یہ جواب دیکھے تو
ملک میں فساد پھیلانے کو ہماری جانب یہ
منسوب کیا کہ جناب باری عزّ اسمہ کی جانب
نقص جائز سمجھتے ہیں اور عوام کو نفرت دلانے
اور مخلوق میں شہرت پاکر اپنا مطلب پورا کرنے
کو سفہاء و جہلاء میں اس لغویات کی خوب شہرت

تمثالا من عند هم لفعلية الكذب بلا
مخافة عن الملك العلام ولما اطلع
اهل الهند على مكائدهم استنصروا
بعلماء الحرمين الكرام لعلمهم بانهم
غافلون عن خباثاتهم وعن حقيقة
اقوال علمائنا وما مثلهم فى ذلك
الا كمثل المعتزلة مع اهل السنة و
الجماعة فانهم اخرجوا اثابة العاصى
وعقاب المطيع عن القدرة القديمة و
اوجبوا العدل على ذاته تعالى فسموا
انفسهم اصحاب العدل والتنزيه و
نسبوا علماء اهل السنة والجماعة الى
الجور والاعتساف والتشويه فكما
ان قدماء اهل السنة والجماعة لم
يبالوا بجهالاتهم ولم يجوزوا العجز
بالنسبة اليه سبحانه وتعالى فى الظلم
المذكور وعمموا القدرة القديمة مع
ازالة النقائص عن ذاته الكاملة
الشريفة واتمام التنزيه والتقديس
لجنابه العالى قائلين ان ظنكم المنقصة
فى جواز مقدورية العقاب للطائع فى

دی اور بہتان کی انتہا یہاں تک پہنچی کہ اپنی
طرف سے فعلیت کذب کا فوٹو وضع کر لیا اور
خدائے ملک علام کا کچھ خوف نہ کیا اور جب
اہل ہند ان کی مکاریوں پر مطلع ہوئے تو انھوں
نے علماء حرمین سے مدد چاہی کیونکہ جانتے تھے
کہ وہ حضرات ان کی خباثت اور ہمارے علماء
کے اقوال کی حقیقت سے بے خبر ہیں اس معاملہ
میں ہماری ان کی مثال معتزلہ اور اہل سنت کی
سی ہے کہ معتزلہ نے عاصی کو بجائے سزا کے
ثواب اور مطیع کو سزا دینا قدرت قدیمہ سے خارج
اور ذات باری پر عدل واجب بتا کر اپنا نام اصحاب
عدل و تنزیہ رکھا، اور علمائے اہل السنت والجماعت
کی جور اور تعصب کی طرف نسبت کی۔ اور علماء
اہل السنت والجماعت نے ان کی جہالتوں کی پروا
نہیں کی اور ظلم مذکور میں حق تعالیٰ شانہ کی جانب
عجز کا منسوب کرنا جائز نہیں سمجھا بلکہ قدرت قدیمہ
کو عام کہ کر ذات کاملہ سے نقائص کا ازالہ اور
جناب باری کے کمال تقدس و تنزیہ کو یوں کہہ کر
ثابت کیا کہ نیکوکار کے لیے عذاب اور بدکار
کے لیے ثواب کو تحت قدرت باری تعالیٰ
ماننے سے نقص کا گمان کرنا محض فلسفہ شنیعہ

الثواب للعاصی انما ھو وخامة الفلسفة
الشنیعة کذلك قلنا لھم ان ظنکم
النقص بمقدورہ خلاف الوعد و
الاخبار والصدق وامثال ذالك مع
کونه ممتنع الصدور عنه تعالیٰ شرعًا
فقط او عقلا وشرعا انما ھو من بلاء
الفلسفة والمنطق وجھلکم الوخیم فھم
فعلوا ما فعلوا لاجل التنزیه لکنھم لم
یقدروا علیٰ کمال القدرة وتعمیمھا و
اما اسلافنا اھل السنة والجماعة
فجمعوا بین الامرین من تعمیم القدرة
وتتمیم التنزیه للواجب سبحانه وتعالیٰ
وھذا الذی ذکرناہ فی البراھین مختصرا
وھاکم بعض النصوص علیه من الکتب
المعتبرة فی المذھب (۱) قال فی شرح
المواقف اوجب جمیع المعتزلة والخوارج
عقاب صاحب الکبیرة اذا مات بلا
توبة ولم یجوزوا ان یعفوا اللہ عنه
بوجھین الاول انه تعالیٰ اوعد بالعقاب
علی الکبائر واخبر به ای بالعقاب
علیھا فلو لم یعاقب علی الکبیرة وعفا

کی حماقت ہے۔ اسی طرح ہم نے بھی ان کو
جواب دیا کہ وعدہ وخبر وصدق وعدہ کے
خلاف کو صرف تحت قدرت ماننے سے
حالانکہ صرف شرعاً وعقلاً دونوں طرح وقوع
ممتنع ہے، نقص کا گمان کرنا تمہاری جہالت
کا ثمرہ اور منطق وفلسفہ کی بلا ہے۔ پس بدعتیوں
نے تنزیہ کے لیے جو کچھ کیا حق تعالیٰ کی عام و
کامل قدرت کا اس میں لحاظ نہ رکھا اور ہمارے
سلف اہل السنت والجماعت نے دونوں امر
ملحوظ رکھے حق تعالیٰ شانہ کی قدرت عام رہی
اور تنزیہ تام۔ یہ ہے وہ مختصر مضمون جس کو
ہم نے براہین میں بیان کیا ہے۔ اب اصل
مذہب کے متعلق معتبر کتابوں کی بعض تصریحات
میں سن لیجیے:

(۱) شرح مواقف میں مذکور ہے کہ تمام
معتزلہ اور خوارج نے مرتکب کبیرہ کے عذاب
کو جبکہ بلا توبہ مرجائے واجب کہا ہے اور
جائز نہیں سمجھا کہ اللہ اسے معاف کرے اس کی
دو وجہ بیان کی ہیں: اوّل یہ کہ حق تعالیٰ نے
کبیرہ گناہوں پر عذاب کی خبر دی اور وعید فرمائی
ہے پس اگر عذاب نہ دے اور معاف کردے

لزم الخلف فی وعیدہ والکذب فی خبرہ
وانہ محال والجواب غایتہ وقوع
العقاب فاین وجوب العقاب الذی
کلامنا فیہ اذ لاشبھۃ فی ان عدم
الوجوب مع الوقوع لایستلزم خلفا و
لاکذبا لایقال انہ یستلزم جوازھما
وھو ایضا محال لانا نقول استحالتہ
ممنوعۃ کیف وھما من الممکنات التی
تشملھما قدرتہ تعالی ،اھ

(۲) وفی شرح المقاصد للعلامۃ التفتازانی
رحمہ اللہ تعالی فی خاتمۃ بحث القدرۃ
المنکرون لشمول قدرتہ طوائف منھم
النظام واتباعہ القائلون بانہ لایقدر
علی الجھل والکذب والظلم وسائر
القبائح اذ لوکان خلقھا مقدورا لہ
لجاز صدورہ عنہ واللازم باطل لافضائہ
الی السفہ ان کان عالما بقبح ذلک و
باستغنائہ عنہ والی الجھل ان لم یکن
عالما ۔والجواب لانسلم قبح الشیئ بالنسبۃ
الیہ کیف وھو تصرف فی ملکہ ولو سلم
فالقدرۃ لاتنافی امتناع صدورہ نظرا

تو وعید کے خلاف اور خبر میں کذب لازم آتا
ہے اور یہ محال ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ
خبر وعید سے زیادہ سے زیادہ عذاب کا وقوع
لازم آتا ہے نہ کہ وجوب جس میں گفتگو ہے کیونکہ
بغیر وجوب کے وقوع عذاب میں نہ خلف
ہے نہ کذب۔ کوئی یوں نہ کہے کہ اچھا خلف
اور کذب کا جواز لازم آئے گا اور یہ بھی محال
ہے کہ کیونکہ ہم اس کا محال ہونا نہیں مانتے اور محال
کیونکر ہو سکتا ہے جبکہ خلف اور کذب ان ممکنات
میں داخل ہیں جن کو قدرت باری تعالی شامل ہے

(۲) اور شرح مقاصد میں علامہ تفتازانی
رحمہ اللہ تعالی نے قدرت کی بحث کے آخر میں لکھا
ہے کہ قدرت کے منکر چند گروہ ہیں۔ ایک نظام
اور اس کے تابعین جو کہتے ہیں کہ اللہ تعالی جہل
اور کذب وظلم ونیز کسی فعل قبیح پر قادر نہیں کیونکہ
ان افعال کا پیدا کرنا اگر اس کی قدرت میں داخل
ہو تو ان کا حق تعالی سے صدور بھی جائز ہوگا اور
صدور ناجائز ہے کیونکہ اگر باوجود علم قبیح کے
بے پروائی کے سبب صدور ہوگا تو سفہ لازم آئیگا
اور علم نہ ہوگا تو جہل لازم آئے گا۔ جواب یہ ہے کہ
حق تعالی کی جانب نسبت کر کے کسی شیئ کا قبیح

الی وجود الصارف وعدم الداعی وان
کان ممکنا اھ ملخصہ :

(۳) قال فی المسایرۃ وشرحہ المسامرۃ
للعلامۃ المحقق کمال بن الھمام الحنفی
وتلمیذہ ابن ابی الشریف المقدسی الشافعی
رحمھما اللہ تعالٰی ما نصہ ثم قال ای
صاحب العمدۃ ولا یوصف اللہ تعالٰی
بالقدرۃ علی الظلم والسفہ والکذب
لان المحال لا یدخل تحت القدرۃ ای
یصح متعلقا لھا وعند المعتزلۃ یقدر
تعالٰی علی کل ذٰلک ولا یفعل انتہی
کلام صاحب العمدۃ وکانہ انقلب
علیہ ما نقلہ عن المعتزلۃ اذ لا شک
ان سلب القدرۃ عما ذکر ھو مذھب
المعتزلۃ واما ثبوتھا ای القدرۃ علی ما
ما ذکر ثم الامتناع عن متعلقھا اختیارا
فھو بمذھب الاشاعرۃ الیق منہ
بمذھب المعتزلۃ ولا یخفی ان ھذا
الالیق ادخل فی التنزیہ ایضا اذ لا
شک فی ان الامتناع عنھا ای عن المذکورات
من الظلم والسفہ والکذب من باب

ہم تسلیم نہیں کرتے ہیں اس لیے کہ اپنے ملک میں
تصرف کرنا قبیح نہیں ہو سکتا اور اگر مان بھی لیں کہ
قبیح کی نسبت قبیح ہے تو قدرت حق امتناع صدور
کے منافی نہیں کیونکہ ہو سکتا ہے کہ فی نفسہ تحت
قدرت ہو مگر مانع کے موجود یا باعث صدور
مفقود ہونے کے سبب اس کا وقوع ممتنع ہو۔

(۴) مسایرہ اور اس کی شرح مسامرہ میں علامہ
کمال بن ہمام حنفی اور ان کے شاگرد ابن ابی الشریف
مقدسی شافعی رحمہما اللہ یہ تصریح فرماتے ہیں
پھر صاحب العمدۃ نے کہا حق تعالٰی کو یوں نہیں
کہہ سکتے کہ وہ ظلم و سفہ اور کذب پر قادر ہے
(کیونکہ ہو سکتا ہے جبکہ خلف و کذب ان ممکنات
میں داخل نہیں جن کو قدرت باری تعالٰی شامل ہے)
کیونکہ محال قدرت کے تحت میں داخل نہیں ہوتا
یعنی قدرت کا تعلق اس کے ساتھ صحیح نہیں، اور
معتزلہ کے نزدیک افعال مذکورہ پر حق تعالٰی قادر
تو ہے مگر کریگا نہیں صاحب العمدۃ کا کلام ختم
ہو گیا (اب کمال الدین فرماتے ہیں) کہ صاحب العمدۃ
نے جو معتزلہ سے نقل کیا وہ الٹ پلٹ ہو گیا
کیونکہ اس میں شک نہیں کہ افعال مذکورہ سے قدرت
کا سلب کرنا عین مذہب معتزلہ ہے اور افعال

التنزيهات عما لا يليق بجناب قدسه
تعالى فليسبر بالبناء للمفعول اى
يختبر العقل فى ان اى الفصلين ابلغ
فى التنزيه عن الفحشاء اهو القدرة
عليه اى على ما ذكر من الامور الثلثة
مع الامتناع اى امتناعه تعالى عنه
مختارا لذلك الامتناع او الامتناع
اى امتناعه عنه لعدم القدرة عليه
فيجب القول بادخل القولين فى التنزيه
وهو القول اليق بمذهب الاشاعرة اه

(۳) وفى حواشى الكلنبوى على شرح
العقائد العضدية للمحقق الدوانى
رحمهما الله تعالى ما نصه وبالجملة
كون الكذب فى الكلام اللفظى قبيحا
بمعنى صفة نقص ممنوع عند الاشاعرة
ولذا قال الشريف المحقق انه من جملة
الممكنات وحصول العلم القطعى لعدم
وقوعه فى كلامه تعالى باجماع العلماء
والانبياء عليهم السلام لا ينافى امكانه
فى ذاته كسائر العلوم العادية القطعية
وهو لا ينافى ما ذكره الامام الرازى الخ

مذکورہ پر قدرت تو ہو مگر باختیار خود ان کا وقوع
نہ کیا جائے۔ یہ قول مذہب اشاعرہ کے زیادہ مناسب
ہے بہ نسبت معتزلہ کے اور ظاہر ہے کہ اسی قول
مناسب کو تنزیہ باری تعالیٰ میں زیادہ دخل بھی ہے
بیشک ظلم و سفہ و کذب سے باز رہنا باب تنزیہات
سے ہے۔ ان قبائح سے جو اس مقدس ذات کے
شایان نہیں پس عقل کا امتحان لیا جاتا ہے کہ دونوں
صورتوں میں کس صورت کو حق تعالیٰ کے تنزہ عن
الفحشاء میں زیادہ دخل ہے۔ آیا اس صورت میں کہ
بر سہ افعال مذکورہ پر قدرت تو پائی جائے مگر باختیار
و ارادہ ممتنع الوقوع کہا جائے زیادہ تنزیہ ہے یا اس
طرح ممتنع الوقوع ماننے میں زیادہ تنزیہ ہے کہ حق تعالیٰ
کو ان افعال پر قدرت ہی نہیں پس جس صورت کو
تنزیہ میں زیادہ دخل ہو اس کا قائل ہونا چاہیے اور
وہ وہی ہے جو اشاعرہ کا مذہب ہے یعنی امکان بالذات
و امتناع بالاختیار۔

(۳) محقق دوانی کی شرح عقائد عضدیہ کے حاشیہ
کلنبوی میں اس طرح منصوص ہے خلاصہ یہ ہے کہ
کلام لفظی میں کذب کا بایں معنی قبیح ہونا کہ نقص و عیب
ہے اشاعرہ کے نزدیک مسلم نہیں اور اسی لیے شریف
محقق نے کہا ہے کہ کذب منجملہ ممکنات کے ہے اور

(۵) وفی تحریر الاصول لصاحب فتح
القدیر الامام ابن الہمام وشرحہ لابن
امیر الحاج رحمہما اللہ تعالیٰ مانصہ
وحینئذ ای وحین کان مستحیلا
علیہ ما ادرک فیہ نقص ظہر القطع
باستحالۃ اتصافہ ای اللہ تعالیٰ بالکذب
ونحوہ تعالیٰ عن ذلک وایضا لو لم
یمتنع اتصاف فعلہ بالقبح یرتفع
الامان عن صدق وعدہ وصدق
خبر غیرہ ای الوعد منہ تعالیٰ وصدق
النبوۃ ای لم یجزم بصدقہ اصلا و
عند الاشاعرۃ کسائر الخلق القطع
بعدم اتصافہ تعالیٰ بشیء من القبائح
دون الاستحالۃ العقلیۃ کسائر العلوم
التی یقطع فیہا بان الواقع احد
النقیضین مع عدم استحالۃ الاخر
لو قدر انہ الواقع کالقطع بمکۃ و
بغداد ای بوجودہما فانہ لا یحیل
عدمہما عقلا وحینئذ ای وحین کان
الامر علیٰ ہذا لا یلزم ارتفاع الامان
لانہ لا یلزم من جواز الشیء عقلاً عدم

جبکہ کلام لفظی کے مفہوم کا علم قطعی حاصل ہے اس
طرح کہ کلام الٰہی میں وقوع کذب نہیں ہے اور اس
پر علماء انبیاء علیہم السلام کا اجماع ہے تو کذب کے
ممکن بالذات ہونے کے منافی نہیں جس طرح جملہ
علوم عادیہ قطعیہ باوجود امکانِ کذب بالذات حاصل
ہوا کرتے ہیں اور یہ امام رازی کے قول کا مخالف نہیں
(۵) صاحب فتح القدیر امام ابن ہمام کی تحریر
الاصول اور ابن امیر الحاج کی شرح تحریر میں اس طرح
منصوص ہے اور اب یعنی جبکہ یہ افعال حق تعالیٰ پر
محال ہوئے جن میں نقص پایا جاتا ہے ظاہر ہو گیا کہ
اللہ تعالیٰ کا کذب وغیرہ کے ساتھ متصف ہونا یقیناً
محال ہے نیز اگر فعل باری کا قبح کے ساتھ اتصاف
محال نہ ہو تو وعدہ اور خبر کی سچائی پر اعتماد نہ رہے گا
اور نبوت کی سچائی یقینی نہ رہے گی اور اشاعرہ کے
نزدیک حق تعالیٰ کا کسی قبیح کے ساتھ یقیناً متصف
نہ ہونا ساری مخلوقات کی طرح (بالاختیار) ہے عقلاً
محال نہیں چنانچہ تمام علوم جن میں یقین ہے کہ ایک
نقیض کا وقوع ہے وہاں دوسری نقیض محال ذاتی
نہیں کہ وقوع مقدر نہ ہو سکے مثلاً مکہ اور بغداد کا
موجود ہونا یقینی ہے مگر عقلاً محال نہیں ہے کہ موجود نہ
ہوں اور اب یعنی جب یہ صورت ہوئی تو امکان

الجزم بعدمه والخلاف الجاري
في الاستحالة والامكان العقلي جار
في كل نقيصة اقدرته تعالى عليها
مسلوبة ام هي اي النقيصة بها اي
بقدرته مشمولة والقطع بانه لا يفعل
اي والحال القطع بعدم فعل تلك
النقيصة الخ ومثل ما ذكرناه عن
مذهب الاشاعرة ذكره القاضي
العضد في شرح مختصر الاصول و
اصحاب الحواشي عليه ومثله في
شرح المقاصد وحواشي المواقف
للچلپي وغيره وكذلك صرح به العلامة
القوشجي في شرح التجريد والقونوي
وغيرهم اعرضنا عن ذكر نصوصهم
مخافة الاطناب والسامة والله
المتولي للرشاد والهداية۔

کذب کے سبب اعتماد کا اٹھنا لازم نہ آئیگا اس لیے
کہ عقلاً کسی شے کا جواز مان لینے سے اس کے عدم
پر یقین نہ رہنا لازم نہیں آتا اور یہی استحالہ وقوعی و
امکان عقلی کا خلاف (معتزلہ اور اہل السنت میں) ہر
نقیض میں جاری ہے کہ حق تعالیٰ کو ان پر قدرت ہی
نہیں (جیسا کہ معتزلہ کا مذہب ہے) یا نقیض کو قدرت
حق تعالیٰ شامل ضرور ہے مگر ساتھ ہی اس کے یقین ہے
کہ کریگا نہیں (جیسا کہ اہل السنۃ کا قول ہے) یعنی اس
نقیض کے عدم فعل کا یقین ہے اور اشاعرہ کا
مذہب جو ہم نے بیان کیا ہے ایسا ہی قاضی عضد
نے شرح مختصر الاصول میں اور اصحاب حواشی نے
حاشیہ پر اور ایسا ہی مضمون شرح مقاصد اور چلپی
کے حواشی مواقف وغیرہ میں مذکور ہے اور ایسی
ہی تصریح علامہ قوشجی نے شرح تجرید میں اور قونوی
وغیرہ نے کی ہے جن کی نصوص بیان کرنے سے تطویل
کے اندیشہ سے ہم نے اعراض کیا اور حق تعالیٰ
ہی ہدایت کا متولی ہے۔

السؤال السادس والعشرون

ما قولكم في القادياني الذي يدعي المسيحية

چھبیسواں سوال

کیا کہتے ہو قادیانی کے بارے میں جو مسیح و نبی ہونے

والنبوة فان اناسا ينسبون اليكم
حبه ومدحه فالمرجو من مكارم
اخلاقكم ان تبينوا لنا هذه
الامور بيانا شافيا ليتضح صدق
القائلين وكذبهم ولا يبقى الريب
الذى حدث فى قلوبنا من تشويشات
الناس۔

کا مدعی ہے کیوں کہ لوگ تمہاری طرف نسبت
کرتے ہیں کہ اس سے محبت رکھتے اور اس کی
تعریف کرتے ہو، تمہارے مکارمِ اخلاق سے
امید ہے کہ ان مسائل کا شافی بیان لکھو گے
تاکہ قائل کا صدق و کذب واضح ہو جائے اور جو
شک لوگوں کے تشویش کرنے سے ہمارے دلوں
میں تمہاری طرف سے پڑ گیا ہے وہ باقی نہ رہے

الجواب

جواب

جملة قولنا وقول مشائخنا فى
القاديانى الذى يدعى النبوة والمسيحية
انا كنا فى بدء امره ما لم يظهر لنا
منه سوء اعتقاد بل بلغنا انه
يؤيد الاسلام ويبطل جميع
الاديان التى سواه بالبراهين و
الدلائل نحسن الظن به على ما
هو اللائق للمسلم بالمسلم ونأول
بعض اقواله ونحمله على محمل حسن
ثم انه لما ادعى النبوة والمسيحية
وانكر رفع الله تعالى المسيح الى السماء
وظهر لنا من خبث اعتقاده وزندقته

ہم اور ہمارے مشائخ سب کا مدعی نبوت و مسیحیت
قادیانی کے بارے میں یہ قول ہے کہ شروع شروع
میں جب تک اس کی بدعقیدگی ہمیں ظاہر نہ ہوئی
بلکہ یہ خبر پہونچی کہ وہ اسلام کی تائید کرتا ہے اور
تمام مذاہب کو بدلائل باطل کرتا ہے تو جیسا کہ
مسلمان کو مسلمان کے ساتھ زیبا ہے، ہم
اس کے ساتھ حسنِ ظن رکھتے اور اس کے بعض
ناشائستہ اقوال کو تاویل کر کے محمل حسن پر حمل
کرتے رہے۔ اس کے بعد جب اس نے نبوت و
مسیحیت کا دعویٰ کیا اور عیسیٰ مسیح کے آسمان
پر اٹھائے جانے کا منکر ہوا اور اس کا خبیث
عقیدہ اور زندیق ہونا ہم پر ظاہر ہوا تو ہمارے

افتی مشائخنا رضوان اللہ تعالیٰ علیہم
بکفرہ وفتویٰ شیخنا ومولانا رشید احمد
الگنگوھی رحمہ اللہ فی کفر القادیانی
قد طبعت وشاعت یوجد کثیر
منہا فی ایدی الناس لم یبق فیہا
خفاء الا انہ لما کان مقصود
المبتدعین تہییج سفہاء الہند و
جہالہم علینا وتنفیر علماء الحرمین
واہل فتیاہما وقضاتہما واشرافہما
منا لانہم علموا ان العرب لا
یحسنون الہندیۃ بل لا یبلغ
لدیہم الکتب والرسائل الہندیۃ
افتروا علینا ہذہ الاکاذیب فاللہ
المستعان وعلیہ التوکل وبہ
الاعتصام ھذا والذی ذکرنا فی
الجواب ہو ما نعتقدہ وندین اللہ
تعالیٰ بہ فان کان فی رایکم حقا
وصوابا فاکتبوا علیہ تصحیحکم
وزینوہ بختمکم وان کان غلطا
وباطلا فدلونا علی ما ہو الحق
عندکم فانا ان شاء اللہ لا نتجاوز

مشائخ نے اس کے کافر ہونے کا فتویٰ دیا۔
قادیانی کے کافر ہونے کی بابت ہمارے حضرت
مولانا رشید احمد گنگوہی کا فتویٰ تو طبع ہو کر
شائع بھی ہو چکا ہے بکثرت لوگوں کے پاس
موجود ہے کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں مگر چونکہ
مبتدعین کا مقصود یہ تھا کہ ہندوستان کے
جہلاء کو ہم پر برافروختہ کریں اور حرمین شریفین
کے علماء و مفتی و اشراف و قاضی و رؤسا کو
ہم سے متنفر بنائیں کیوں کہ وہ جانتے ہیں کہ اہل
عرب ہندی زبان اچھی طرح نہیں جانتے بلکہ
ان تک ہندی رسائل و کتابیں پہونچتی بھی نہیں
اس لیے ہم پر جھوٹے افتراء باندھے سو خدا ہی
سے مدد درکار ہے اور اسی پر اعتماد ہے اور
اسی کا تمسک جو کچھ ہم نے عرض کیا یہ ہمارے
عقیدے ہیں اور یہی دین و ایمان ہے سو اگر
آپ حضرات کی رائے میں صحیح و درست ہوں
تو اس پر تصحیح لکھ کر مہر سے مزین کر دیجئے
اور اگر غلط و باطل ہوں تو جو کچھ آپ کے
نزدیک حق ہو وہ ہمیں بتائیے ہم انشاء اللہ
حق سے تجاوز نہ کریں گے اور اگر ہمیں آپ
کے ارشاد میں کوئی شبہ لاحق ہو گا تو

عن الحق وان عن لنا فی قولکم
شبهة نراجعکم فیها حتی یظهر
الحق ولم یبق فیه خفاء وآخر
دعوانا ان الحمد لله رب العلمین
وصلی الله علی سیدنا محمد سید
الاولین والآخرین وعلی آله
وصحبه وازواجه وذریاته اجمعین
قاله بفمه ورقمه بقلمه خادم
طلبة علوم الاسلام کثیر الذنوب
والآثام الاحقر **خلیل احمد**
وفقه الله التزود لغد

یوم الاثنین ثامن عشر
من شهر شوال ١٣٢٥ھ

دوبارہ پوچھ لیں گے یہاں تک کہ حق ظاہر
ہو جائے اور خفا نہ رہے اور ہماری آخری
پکار یہ ہے کہ سب تعریف اللہ کو زیبا ہے
جو پالنے والا ہے تمام جہان کا اور اللہ
کا درود و سلام نازل ہو اولین و آخرین کے
سردار محمد پر اور ان کی اولاد و اصحاب
و ازواج و ذریات سب پر۔
زبان سے کہا اور قلم سے لکھا، خادم الطلبہ
کثیر الذنوب والآثام حقیر خلیل احمد نے
خدا ان کو توشۂ آخرت کی توفیق عطا
فرمائے

۱۸ شوال ۱۳۲۵ھ

تمت

تمام شد



چونکہ یہ رسالہ عربیہ تصادیق علماء ہندوستان سے مکمل کرانے کے بعد حجاز و مصر و شام کے بلاد اسلامیہ میں بھیجا گیا تھا، اس لیے اول علماء ہند کی تحریرات درج کی جاتی ہیں:-

تصدیق رئیس قدوۃ العارفین زبدۃ المحدثین حضرت مولانا الحاج المولوی محمود حسن صاحب محدث دامت فیضانہم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد لله عالم الغيب والشهادة و الصلوة والسلام على من قال ان احسن الظن من العبادة وعلى آله واصحابه هم سادة للامة وقادة وبعد فقد تشرفت بمطالعة المقالة التي رصفها المولى العلام مقدام علماء الانام مولٰنا المولوی خليل احمد لا زال فيوضه منسجمة على السهول والاكام فلله دره ولا مثل عشرة فقد اتى بالحق الصريح وازال عن اهل الحق الظن القبيح

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہر قسم کی تعریف زیبا ہے اللہ کو جو غائب و حاضر کا جاننے والا ہے اور درود و سلام اس ذات پر جس نے فرمایا ہے کہ اچھا گمان رکھنا بھی عبادت ہے اور ان کی اولاد و اصحاب پر جو امت کے سردار و پیشوا ہیں اس کے بعد عرض ہے کہ میں اس رسالہ کے ملاحظہ سے مشرف ہوا جس کو مولٰنا العلام و پیشوائے علماء انام مولانا مولوی خلیل احمد صاحب نے لکھا ہے ان کے فیوض ہمیشہ جاری رہیں ہر نشیب و فراز پر۔ سو اللہ ہی کیلئے ہے ان کی خوبی واقعی حق صریح بیان کیا اور اہل حق سے بدگمانی زائل فرمائی اور یہی ہمارا اور ہمارے

وهو معتقدنا ومعتقد مشائخنا
جميعا لاريب فيه فاثابه الله تعالى
جزاء عنا له في ابطال وساوس
الحاسد في افترائه. فقط
محمود عفى عنه المدرس الاول في
مدرسة ديوبند

جملہ مشائخ کا عقیدہ ہے اس میں کچھ شک نہیں
پس حق تعالیٰ مصنف کو اس محنت کی جزا
عطا فرمائے جو حاسد کی افترا پردازی کے وسوسوں
کے باطل کرنے میں انھوں نے کی ہے۔



تحریر منیف سید العلماء صفوۃ الصلحاء حضرت مولانا الحاج میر احمد حسن صاحب امروہی قدس اللہ سرہ

لله در المجيب اللبيب حيث اتى
بتحقيقات منيفة وتدقيقات
بديعة في كل مسئلة وباب و
ميز القشر عن اللباب وكشف قناع
الريب والبطلان عن وجوه خرائد
الحق والصواب كيف لا والمجيب
الحق المحقق هو مورد انعامه و
افضاله ومقدام المحققين في اقرانه
وامثاله فالحق انه ادامه الله تعالى
وابقاه اصاب في ما افاد وفي كل
ما اجاب اجاد لا ياتيه الباطل من
بين يديه ولا من خلفه وهو
حق صريح لاريب فيه فهذا هو

خدا کے لیے ہے عاقل مجیب کی خوبی کہ مستحکم تحقیقات
عجیب باریکیاں ہر مسئلہ اور باب میں بیان کی، اور
چھلکے کو مغز سے جدا کیا اور شک و بطلان کے
گھونگٹ حق اور صواب کے چہروں سے کھول
دیے، کیونکر نہ ہو مجیب محقق وہ شخص ہے جو حق
تعالیٰ کے انعام و افضال کا مورد اور محققین
زمانہ میں پیشوا ہے۔ پس حق یہ ہے کہ خدا ان کو
دائم و باقی رکھے کہ جو کچھ لکھا صواب لکھا اور
جو جواب دیا ایسا عمدہ دیا کہ باطل نہ اس
کے آگے سے آسکتا ہے نہ اس کے
پیچھے سے، اور یہی حق صریح ہے جس میں
شک نہیں پس یہی حق ہے اور حق کے
بعد بجز گمراہی کے کیا رہا اور یہ سب

الحق و ما ذا بعد الحق الا الضلال
وكل ذلك هو معتقدنا و معتقد
مشائخنا وسادتنا اماتنا الله
عليه وحشرنا مع عباده المخلصين
المتقين وبوانا في جوار المقربين
من النبيين والصديقين والشهداء
والصالحين آمين فآمين فمن تقول
علينا او على مشائخنا العظام بعض
الاقاويل فكلها فرية بلامرية و
الله يهدينا وايا هم الى صراط مستقيم
وهو تعالى وتقدس بكل شئ خبير
وعليم وآخر دعونا ان الحمد لله
رب العلمين والصلوة والسلام
على خير خلقه وصفوة انبيائه
سيدنا ومولنا محمد واله وصحبه
اجمعين و انا العبد الضعيف النحيف
خادم الطلبة احقر الزمن احمد حسن
الحسيني نسبا والامروهي مولدا و
موطنا والچشتي الصابري والنقشبندي
المجددي طريقة ومشربا الحنفي
الماتريدي مسلكا ومذهبا۔

ہمارا اور ہمارے مشائخ اور پیشوایان کا
عقیدہ ہے، حق تعالیٰ ہم کو اسی پر موت
دے اور اپنے مخلص پرہیزگار بندوں کے
ساتھ محشور فرمائے اور انبیاء و صدیقین
و شہداء و صالحین مقرب بندوں کے ہمسایہ
میں جگہ عطا فرمائے آمین، آمین۔ پس جس
نے ہم پر یا ہمارے با عظمت مشائخ پر کوئی
قول جھوٹ باندھا تو وہ بلاشبہ افتراء ہے
اور اللہ ہم کو اور ان کو راہ مستقیم دکھائے
اور وہ ہی حق تعالیٰ ہر شئے سے باخبر اور
واقف ہے اور آخر پکار یہ ہے کہ سب
تعریف اللہ کو جو رب العالمین ہے اور
درود و سلام ہو بہترین خلق خلاصۂ
انبیاء سیدنا و مولنا محمد، اور
ان کے آل و اصحاب پر اور سب پر۔
میں ہوں بندۂ ضعیف خادم الطلبۃ
احقر الزمن، احمد حسن حسینی نسبا امروہی
مولدا و موطنا چشتی صابری نقشبندی
مجددی طریقۃ و مشربا، حنفی ماتریدی
مسلکا و مذہبا

طبع الخاتم

تحریر شریف عمدۃ الفقہاء اُسوۃ الاصفیاء حضرت مولانا الحاج المولوی عزیز الرحمن صاحب دامت برکاتہم

بِسۡمِ اللهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

الحمد لله حق حمده والصلوٰة و
السلام الاتمان الاکملان علی من
لا نبی من بعده أما بعد فیقول العبد
المفتقر الیٰ رحمة الرحيم المنان
عزیز الرحمٰن عفا الله عنه المفتی
والمدرس فی المدرسة العالیة
الواقعة فی دیوبند ان ما نمقه
العلامة المقدام البحر القمقام
المحدث الفقیه المتکلم النبیه
الرحلة الامام قدوة الانام جامع
الشریعة والطریقة واقف رموز
الحقیقة من قام لنصرة الحق
المبین وقمع اساس الشرک و
الاحداث فی الدین المؤید من الله
الاحد الصمد مولانا الحاج الحافظ
خلیل احمد المدرس الاول فی
مدرسة مظاهر العلوم الواقعة فی
السهارنفور حفظها الله من الشرور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جملہ تعریفیں اللہ کے لیے ہیں اور درود و
سلام تمام و کامل اس ذات پر جن کے بعد
کوئی نبی نہیں۔ و کہتا ہے رحیم و منان کی
رحمت کا محتاج بندہ عزیز الرحمٰن عفا اللہ عنہ
مفتی مدرس مدرسہ عالیہ واقع دیوبند
جو کچھ تحریر فرمایا، علامہ پیشوا، دریائے
مواج محدث فقیہ متکلم، عاقل، مرجع
امام مقتدائے خلق جامع شریعت و طریقت
واقف اسرار حقیقت کہ کھڑے ہوئے
حق ظاہر کی مدد کے لیے اور اکھاڑ پھینکی
شرک و بدعت کی بنیاد، مؤید من اللہ
الاحد الصمد مولٰنا الحاج حافظ خلیل احمد
مدرس اول مدرسہ مظاہر العلوم واقع
سہارنپور نے (خدا اس کو شرور سے
محفوظ رکھے)، مسائل کی تحقیق میں وہ
سب حق ہے میرے نزدیک اور میرا
اور میرے مشائخ کا عقیدہ ہے۔ پس
اللہ ان کو عمدہ جزا دے قیامت کے

فی تحقیق المسائل ھو الحق عندی ومعتقدی ومشائخی فجزاہ اللہ احسن الجزاء یوم القیام ورحم اللہ من احسن الظن بالسادات العظام واللہ تعالیٰ ولی التوفیق وبالحمد اولاً و اٰخراً حقیق وھو حسبی و نعم الوکیل۔

کتبہ العبد عزیز الرحمٰن عفی عنہ دیوبندی

دن اور اللہ رحم فرماوے اس شخص پر جو سرداران بزرگ کی جانب اچھا گمان رکھے اور اللہ ہی توفیق دینے والا ہے اور اول و آخر حمد کا مستحق ہے اور وہ مجھ کو کافی ہے اور اچھا کارساز ہے۔

اس کو لکھا بندہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ دیوبندی نے (مہر)

کلماتِ بابرکات طبیبِ ملّت حکیم الامت حضرت مولانا الحاج الحافظ اشرف علی صاحب ادام اللہ فیوضہم

نقربہ و نعتقدہ و اکل امر المفترین الی اللہ و انا اشرف علی التھانوی الحنفی الچشتی ختم اللہ تعالیٰ لہ بالخیر۔

میں اس کا مقر اور معتقد ہوں اور افترا کرنے والوں کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے حوالے کرتا ہوں میں ہوں اشرف علی تھانوی حنفی چشتی۔ اللہ خاتمہ بخیر فرمائے۔

تصدیقِ لطیف شیخ الاتقیاء سند الابرار حضرت مولانا الحاج الحافظ الشاہ عبدالرحیم صاحب عمت مکارمہم

الذی کتب فی ھذہ الرسالۃ لحق صحیح وثابت فی الکتب بنص صریح وھو معتقدی و معتقد مشائخی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین احیانا اللہ بھا و اماتنا علیھا و

جو کچھ اس رسالہ میں لکھا ہے حق صحیح اور موجود ہے کتابوں میں نص صریح کے ساتھ۔ اور یہی میرا اور میرے مشائخ کا عقیدہ ہے اللہ تعالیٰ کی ان سب پر رضا ہو۔ اسی پر اللہ ہم کو جلاوے اور اسی پر موت دے

انا العبد الضعیف عبد الرحیم عفی عنه الرائفوری الخادم لحضرة مولانا الشیخ رشید احمد گنگوهی قدس الله سره العزیز۔

میں ہوں بندۂ ضعیف عبد الرحیم عفی عنہ رائپوری خادم حضرت مولانا الشیخ رشید احمد گنگوہی قدس اللہ سرہ العزیز

تسطیر منیر رئیس الحکما امام الفضلا حضرت مولانا الحاج الحکیم محمد حسن صاحب زیدت مجدہم

الحمد لله المتوحد فی جلال ذاته المتنزه عن شوائب النقص وسماته والصلوٰة والسلام علی سیدنا محمد نبیه ورسوله وعلی اٰله وصحبه اجمعین وبعد فهذا القول الذی نطق به الشیخ الاجل الامجد والفرد الاکمل الاوحد مولانا الحاج الحافظ خلیل احمد دام ظله الظلیل علی رؤس المسترشدین وابقاه الله تعالی لاحیاء الشریعة والطریقة والدین هو الحق عندنا ومعتقدنا ومعتقد مشائخنا رضوان الله تعالی علیهم اجمعین الی یوم الدین وانا العبد الضعیف النحیف محمد حسن عفا الله عنه الدیوبندی۔

سب تعریفیں اللہ کے لیے جو یکتا ہے اپنی ذات کے جلال میں پاک ہے نقص کے شائبوں اور علامات سے اور درود وسلام سیدنا محمدؐ پر جو اس کے نبی و رسول ہیں اور ان کی سب اولاد و اصحاب پر۔ اما بعد پس یہ تقریر جو شیخ اجل امجد اور فرد اکمل و اوحد مولانا حاجی حافظ خلیل احمد دام ظلہ علی رؤس المسترشدین نے فرمائی ہے، خدا ان کو شریعت و طریقت اور دین کے زندہ کرنے کے لیے قائم رکھے، حق ہے ہمارے نزدیک اور عقیدہ ہے ہمارا اور ہمارے مشائخ رضوان اللہ علیہم اجمعین، الی یوم الدین کا۔

میں ہوں بندۂ ضعیف نحیف محمد حسن عفی عنہ دیوبندی۔

تحریر شریف جامع الکمال صادق الاحوال جناب مولانا الحاج المولوی قدرت اللہ صاحب بورک فی احوالہٗ

ھذا ھو الحق والصواب
قدرت اللہ غفرلہ ولوالدیہ مدرس
مدرسہ مُراد آباد

یہی ہے حق اور صواب
قدرت اللہ غفرلہ و لوالدیہ مدرس
مدرسہ مُراد آباد۔

تحریر منیف صاحب الرائے الصائب ذوالفہم الثاقب حضرت مولانا الحاج المولوی حبیب الرحمن صاحب دامت فیوضہم

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ وبعد فما کتبہ الشیخ الامام الحبر الہمام فی جواب السوالات المذکورۃ ھو الحق والصواب والمطابق لما نطق بہ السنۃ والکتاب وھو الذی ندین اللہ تعالیٰ وبہ وھو معتقدنا ومعتقد جمیع مشائخنا رحمہم اللہ تعالیٰ فرحم اللہ من نظرھا بعین الانصاف واذعن للحق وانقاد للصدق

وانا العبد الضعیف
حبیب الرحمٰن الدیوبندی

سب تعریفیں اللہ یکتا کے لیے اور درود و سلام ان پر جن کے بعد کوئی نبی نہیں۔ جو کچھ لکھا ہے شیخ امام دانا سردار نے سوالات مذکورہ کے جواب میں وہی حق اور صواب ہے اور اس کے مطابق ہے جو سنت وکتاب کہہ رہی ہیں اور ہم اس کو دین قرار دیتے ہیں اللہ کے لیے۔ اور یہی عقیدہ ہے ہمارا اور ہمارے تمام مشائخ رحمہم اللہ تعالیٰ کا۔ پس اللہ رحم فرماوے اس پر جو بچشم انصاف دیکھے اور حق کا یقین لائے اور صدق کا مطیع ہو۔

حبیب الرحمٰن دیوبندی

تحریر لطیف لفقیہ السلف قدوۃ الخلف حضرت مولانا الحاج المولوی محمد احمد صاحب انار اللہ برہانہ

ماکتبه العلامة وحيد العصر هو الحق والصواب

احمد بن مولانا محمد قاسم النانوتوی ثم الدیوبندی ناظم المدرسة العالية الديوبندية

جو کچھ لکھا علامہ یکتائے زمانہ نے وہی حق اور صواب ہے۔

احمد بن مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی ثم الدیوبندی مہتمم مدرسہ عالیہ دیوبند۔

تحریر شریف حاوی الفروع والاصول جامع المعقول والمنقول مولانا الحاج المولوی غلام رسول صاحب مدظلہ

الحمد لله الذی قصرت عن وصف كماله السنة بلغاء الانام وضعفت عن الوصول الى ساحة جلاله اجنحة العقول والافهام والصلوة والسلام على افضل الرسل سيدنا محمد ن الهادی الى دار السلام وعلى اله واصحابه البررة الكرام، اما بعد فالقول الذی نطق به فی جواب السوالات المذكورة اكمل كملاء الزمان واعلم علماء الدوران وقدوة جماعة السالكين وزبدة مجامع المتقين مولانا الحافظ الحاج

سب تعریفیں اللہ کو زیبا ہیں کہ اس کے کمال کا وصف بیان کرنے سے مخلوق کے فصحاء کی زبانیں قاصر اور اس کی عظمت کے میدان تک پہونچنے سے عقول و افہام کے بازو عاجز ہیں اور درود و سلام افضل رسل سیدنا محمد پر، اور اُن کے آل و اصحاب نیکوکاران بزرگان پر۔ اما بعد یہ تقریر جو سوالات مذکورہ کے جواب میں کاملین زمانہ میں اکمل، اور علماء وقت میں اعلم اور گروہِ سالکین کے مقتدا، اور جماعتہائے متقین کے خلاصہ مولانا حافظ حاجی خلیل احمد صاحب نے فرمائی ہے۔ قول حق اور کلامِ صادق

خلیل احمد سلمہ اللہ تعالیٰ قول حق	ہے اور یہی ہمارا عقیدہ ہے اور ہمارے
وکلام صادق وھو معتقدنا ومعتقد	تمام مشائخ رحمہم اللہ کا عقیدہ ہے۔
جمیع مشائخنا رحمہم اللہ تعالیٰ	میں ہوں بندۂ ضعیف
اجمعین ۔ وانا العبد الضعیف	غلام رسول عفی عنہ
غلام رسول عفا اللہ عنہ القوی	مدرس مدرسۂ عالیہ
المدرس فی المدرسۃ العالیۃ الدیوبندیۃ	دیوبند

تحریر منیف فاضل عصر کامل دہر جناب مولانا المولوی محمد سہول صاحب لازال مجدہٗ

حامداً ومصلیا ومسلما وبعد فھذہ	حمد وصلوٰۃ وسلام کے بعد، یہ جوابات جن کو علم و
الاجوبۃ التی حررھا رافع رایۃ العلم	ہدایت کے جھنڈوں کو اونچا کرنے والے اور جہل وگمراہی
والھدایۃ خافض رایات الجھل و	کے نشانوں کو نیچا کرنے والے اہل طریقت کے
الضلالۃ سید ارباب الطریقۃ سند	سردار اور اصحاب حقیقت کے مستند خلاصہ
اصحاب الحقیقۃ زبدۃ الفقھاء و	فقہاء ومفسرین، مقتدائے متکلمین ومحدثین شیخ
المفسرین قدوۃ المتکلمین والمحدثین	اجل اوحد حافظ حاجی مولانا خلیل احمد صاحب
الشیخ الاجل الاوحد الحافظ الحاج	نے تحریر فرمایا ہے ان کے فیضان مسلمانوں
مولانا خلیل احمد لازالت فیضانہ	اور طالبان ہدایت پر سدا قائم رہیں واقعی
علی المسلمین والمسترشدین الی ابد	اس قابل ہیں کہ ان پر اعتماد کیا جاوے اور
حقیق بان یعتمد علیھا کلھا ویدین	ان سب کو مذہب قرار دیا جائے، اور یہی
بماجلھا وھو معتقدنا ومعتقد مشائخنا	عقیدہ ہے ہمارا اور ہمارے مشائخ کا اور میں
وانا عبدہ الارذل محمد بن افضل المدعو	ہوں بندہ ارذل محمد بن فضل یعنی سہول عفی عنہ
بالسہول عفی عنہ مدرس المدرسۃ العالیۃ الدیوبندیۃ	مدرس مدرسہ عالیہ دیوبند

تحریر لطیف عالم تحریر فاضل بے نظیر جناب مولنا المولوی عبدالصمد صاحب طاب اللہ ثراہ

الحمد لله الذی علم آدم الاسماء
کلها و اعطی صوادع النعوت الصفات
کلها و افاض علینا النعم الشوامخ
قبل الاستحقاق وهدانا الصراط
السوی مع تفرق السبل و الشقاق
و نصلی و نسلم علی محمد عبده و
رسوله الذی ارسل و الحق خاملة
اعوانه خاوية ارکانه والباطل عالية
نیرانه غالية اثمانه داعیا الی الله
من کان کفر وامر بالمعروف ونهی
عن غیره و زجر وعلی آله البررة
الکرام واصحاب الکملة العظام۔
الشافعین المشفعین فی المحشر اما
بعد فالاجوبة التی حررها ربیع
ریاض الطریقة و برکة هذه الخلیقة
محی معالم الطریق بعد دروسها و
مجدد مراسم المعارف غب افول
اقمارها وشموسها الذی تفجرت
ینابیع الحکم علی لسانه۔ وفاضت

سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے آدم کو تمام
نام سکھائے اور عطا فرمائی ہم کو عالی نعمتیں استحقاق
سے پہلے اور ہم کو دکھایا سیدھا راستہ مختلف متفرق
راستوں میں اور ہم درود و سلام بھیجتے ہیں۔
اس کے بندہ اور رسول محمد پر جو ایسے
وقت رسول بنے کہ حق کے مددگار شکست
اور ارکان معطل ہو چکے تھے اور باطل کے
شعلے بلند اور قیمت بڑھ گئی تھی۔ آپ نے
بلایا اللہ کی طرف ہر کفر کرنے والے کو
اور بھلے کام کی تاکید فرمائی اور منع کیا
برے کام سے اور روکا، اور آپ کی اولاد نیکوکار
و مکرم اور صحابہ کاملین باعظمت پر، جو محشر میں
سفارش فرمائیں گے اور مقبول ہوگی (اما بعد)
جوابات جن کو تحریر فرمایا ہے ایسی ذات نے جو
باغہائے طریقت کی بہار اور مخلوق میں مبارک
ہیں زندہ کرنے والے راہ کے نشانوں کے ان
کے مٹ جانے کے بعد اور معرفتوں کے مراسم کی
تجدید کرنے والے ان کے ماہتاب و آفتاب
غروب ہو جانے کے بعد کر جاری ہیں حکمتوں کے

عيون المعارف من خلال جنا به.
وانبثت أشعة أنواره في القلوب.
وبعثت سرايا أسراره إلى كل طالب
ومطلوب وسطعت شموس معارفه
وزكت أعراس عوارفه. لا زال الزهد
شعاره. والورع وقاره. والذكر أنيسه
والفكر جليسه مولانا العلام وأستاذنا
الفهام الشيخ الأزهد والهمام الأمجد
الحافظ الحاج خليل أحمد صدر
المدرسين في مدرسة مظاهر العلوم
الواقعة في السهارنفور حرية بأن
يعتقدها أهل الحق واليقين وحقة
بأن سلمها العلماء الراسخون في
الدين المتين وهذه عقائدنا و
عقائد مشائخنا ونحن نرجو من الله
أن يحيينا ويميتنا عليها ويدخلنا
في دار السلام مع أساتذتنا الكرام و
هو نعم المولى ونعم المعين وآخر
دعوانا أن الحمد لله رب العلمين
والصلوة والسلام على خير خلقه
وفخر رسله وآله وصحبه أجمعين

چشمے ان کے وسطِ قلب سے اور پھیل رہی
ہیں ان کے انوار کی شعاعیں دلوں میں اور
پہونچ رہے ہیں ان کے اسرار کے لشکر ہر
طالب و مطلوب تک اور چمک رہے ہیں ان
کی معرفتوں کے آفتاب اور اُگے ہوئے ہیں ان
کی معرفتوں کے درخت سدا رہے زہد ان کا طریقہ
اور تقویٰ ان کا لباس اور یادِ حق ان کی مونس اور
فکرِ حق ان کا ہمنشیں مولانا العلام اور ہمارے استاذ
فہیم شیخ صاحب زہد اور سردار بزرگ حافظ حاجی
یعنی مولانا خلیل احمد مدرس اول مدرسہ
مظاہر العلوم سہارنپور (یہ رسالے جوابات
اس لائق ہیں) کہ اہلِ حق ان کو عقیدہ بنا دیں اور
مستحق ہیں کہ دینِ متین میں مضبوط علماء ان کو تسلیم
کریں اور یہی ہمارے عقائد اور ہمارے مشائخ کے
عقیدے ہیں اور ہم متمنی ہیں اللہ سے کہ انھیں پر
جلاوے اور مارے اور ہم کو داخل فرمائے جنت
میں ہمارے بزرگ استاذ کے ساتھ اور وہی بہتر
کارساز اور بہتر مددگار ہے، اور آخری دُعا
ہماری یہ ہے کہ سب تعریف اللہ رب العلمین کو
اور درود و سلام بہترین مخلوق و فخرِ پیغمبران پر
اور ان کی ساری اولاد و اصحاب پر۔

الراقم الاٰثم محمد عبد الصمد عفا عنه الاحد البجنوری المدرس فی المدرسة العالية الديوبندية اقامها الله و ادامها الى يوم القيمة۔

راقم آثم محمد عبد الصمد عفا عنہ الاحد مدرس مدرسۂ عالیہ دیوبند، خدا اس کو تاقیامت دائم قائم رکھے۔

تحریر شریف شمس فلک الشریعۃ البیضاء بدر سماء الطریقۃ الغراء حضرت مولانا الحاج الحکیم محمد اسحٰق صاحب نہٹوری بارک اللہ فی حیاتہم

لله در المجيب المحقق المصيب صدقت بما فيه بلا شك مريب۔
الاحقر محمد اسحٰق النهٹوری ثم الدهلوی۔

اللہ کے لیے ہے خوبی حق و صواب جوابات دینے والے کی، جو کچھ اس میں ہے بلا شک و ریب تصدیق کرتا ہوں۔
احقر محمد اسحٰق نہٹوری ثم الدہلوی

تحریر منیف ذروۂ سنام الدین عروۂ الحبل المتین جناب مولانا الحاج المولوی ریاض الدین صاحب اطال اللہ بقاءہ

اصاب من اجاب
محمد رياض الدين عفی عنه مدرس مدرسه عاليه ميرٹھ۔

مجیب نے درست بیان کیا
محمد ریاض الدین عفی عنہ مدرس مدرسہ عالیہ میرٹھ۔

تحریر لطیف ربیع ریاض الاسلام مقتدائے انام جناب مولانا المفتی کفایت اللہ صاحب دامت فیوضہم

رأيت الاجوبة كلها فوجدتها حقة صحيحة لا يحوم حول سرادقها شك و لا ريب۔ و هو معتقدی و معتقد مشائخی رحمهم الله تعالی

میں نے تمام جوابات دیکھے پس سب کو بالکل صحیح پایا کہ اس کے اردگرد بھی شک و ریب نہیں گھوم سکتا۔ اور یہی میرا عقیدہ ہے اور میرے مشائخ رحمہم اللہ کا عقیدہ ہے۔

وانا العبد الضعيف الراجي رحمة مولى
المدعو بكفايت الله الشاهجهانپوري
الحنفي المدرس في المدرسة الامينية
الدهلوية ۔

میں ہوں بندۂ ضعیف امیدوار رحمت
خداوندی محمد کفایت اللہ شاہجہانپوری حنفی
مدرس مدرسہ امینیہ
دہلی

تحریر شریف جامع العلوم النقلیہ والفنون العقلیہ جناب مولانا المولوی ضیاء الحق صاحب زید فضلہ العمیم

اصاب من اجاب
العبد ضياء الحق عفي عنه المدرس في
المدرسة الامينية الدهلوية ۔

مجیب نے درست بیان کیا
بندہ ضیاء الحق عفی عنہ مدرس مدرسہ امینیہ
دہلی

تحریر شریف جامع العلوم النقلیہ والفنون العقلیہ جناب مولانا المولوی محمد قاسم صاحب زید فضلہ العمیم

الجواب صحيح
العبد محمد قاسم عفي عنه المدرس
في المدرسة الامينية الدهلوية۔

جواب صحیح ہے
بندہ محمد قاسم عفی عنہ
مدرس مدرسہ امینیہ، دہلی

تحریر منیف ذو الفضل والفضائل عمدۃ الاقران والاماثل جناب مولانا الحاج المولوی عاشق الٰہی صاحب کثر اللہ امثالہ میرٹھی فاضل

الحمد لله الذي هدانا للاسلام وما كنا
لنهتدي لولا ان هدانا الله، و
الصلوة و السلام على خير البرية
سيد محمد و آله الى يوم نلقاه و
بعد فاني تشرفت بمطالعة المقالة

سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے ہم
کو اسلام کا راستہ دکھایا اور ہم ہدایت نہ پا سکتے
اگر اللہ ہم کو ہدایت نہ دیتا اور درود و سلام
بہترین مخلوقات سیدنا محمد اور ان کی آل پر قیامت
تک۔ میں اس مقالہ شریفہ کے ملاحظہ سے

الشريفة التي نمقها الامام الهمام
الاجل الاكمل الاوحد سيدنا و
مولانا الحافظ الحاج المولوي خليل
احمد ادامه الله لاساس الشرك في
الاسلام قاطعا وقامعا و لابنية
البدع في الدين هادما و قالعا في
اجوبة الاسئلة هو الصدق والصواب
والحق عندي بلا ارتياب هذا هو
معتقدي ومعتقد مشائخي نقربه
لسانا ونعتقده جنانا فلله در المجيب
الاديب البحر القمقام والحبر الفهام
ثم لله دره قد اصاب فيما اجاب
واجاد فيما افاد متعنا الله بطول
حياته وبقائه وجزاه الله عني و
عن سائر اهل الحق خير الجزاء عنائه
في ابطال وساوس المفتري في افترائه
وانا العبد الضعيف محمد ن المدعو
بعاشق الهي الميرٹهي عفا الله عنه

مشرف ہوا جس کو پیشوا سردار معظم کامل کمتا
ہمارے سردار اور مولیٰ حافظ حاجی مولوی
خلیل احمد صاحب نے تحریر فرمایا ہے۔ اللہ
تعالیٰ ان کو سدا اسلام میں شرک کی بنیاد کا
قلع اور قمع کرنے والا اور دینی بدعتوں کی
بنیادوں کا گرانے والا اور اکھاڑنے والا
رکھے۔ یہ سوالات کے جوابات صادق اور
صائب ہیں اور میرے نزدیک بلا ریب حق ہیں
یہی میرا عقیدہ ہے اور میرے مشائخ کا عقیدہ
ہے ہم بزبان اس کے مقر اور بدل اس کے
معتقد ہیں۔ پس اللہ کے لیے ہے خوبی مجیب
عاقل دریائے سراج اور عاقل فہیم کی۔ پھر اللہ کیلئے
ہے ان کی خوبی جو کچھ جواب دیا صائب دیا اور
عمدہ نفع پہونچایا۔ اللہ ہم کو ان کی حیات و بقا کے
طول سے بہرہ یاب بنائے اور ان کو جزائے
میری اور تمام اہل حق کی طرف سے بہتر جزا اہل باطل
کی بہتان بندی کے وسوسوں کے باطل کرنے کی
محنت کے صلہ میں۔ میں ہوں بندۂ ضعیف

محمد عاشق الٰہی عفی عنہ میرٹھی

تحریر لطیف ذو المجد الطاہر والعلم الزاخر والفہم الباہر والرشد الزاہر جناب مولوی شیخ احمد حسن صاحب دام فیضہ

إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ

بے شک اس میں نصیحت ہے اس کے لیے

قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدًا / جو صاحب دل ہو یا متوجہ ہو کر کان لگائے

وانا الراجي الى الله الاحد محمد ن / میں ہوں امیدوار سوئے خدائے واحد

المدعو بسراج احمد المدرس في / محمد سراج احمد مدرس مدرسہ سردھنہ

المدرسة سردهنه / ضلع میرٹھ۔

تحریر شریف معدن معارف علم لائق مخزن محاسن الاخلاق جناب مولوی قاری محمد اسحٰق صاحب نصرہ اللہ بمنہ

ما كتبه العلامة فهو حق صحيح بلا ارتياب / جو کچھ علامہ نے تحریر فرمایا ہے وہ بلاریب حق صحیح ہے

العبد الضعيف محمد اسحٰق ميرٹهي المدرس في المدرسة الاسلامية الواقعة في بلدة ميرٹه / بندہ ضعیف محمد اسحٰق میرٹھی مدرس مدرسہ اسلامیہ میرٹھ

تحریر لطیف طبیب الامراض الروحانیہ و معالج الاسقام الجسمانیہ جناب مولوی حکیم محمد مصطفیٰ صاحب احب اللہ وجودہ صانہ اللہ تعالیٰ عن خودہ

اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ / بیشک یہ قول فیصل ہے اور بے معنی نہیں۔

العبد محمد مصطفیٰ البجنوری الطبيب الوارد في ميرٹه۔ / بندہ محمد مصطفیٰ بجنوری طبیب وارد حال میرٹھ

تحریر لطیف عین الانسان الکامل و انسان عین الافاضل حضرت مولانا الحاج الحکیم محمد مسعود احمد صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ و متعنا بطول بقائہ

العبد محمد مسعود احمد بن حضرت مولانا رشيد احمد گنگوہی / العبد محمد مسعود احمد بن حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہ العزیز

تحریر شریف منطقہ بمدح و فضائل مطرح انظار الاساتذہ والافاضل جناب مولانا المولوی محمد یحییٰ صاحب ایدہ اللہ القدوس بروح

بسم الله الرحمٰن الرحيم

الحمد لله الذی تقدست ذاته
الصمدية عن أن يماثل احد فی
صفاته المختصة و ان كان من
الانبياء و ترفعت قدرته من
تطرق العقول و الآراء و الصلوة
والسلام علی افضل من يتوسل
به فی الدعاء من المرسلين و
الصديقين و الشهداء و الصلحاء
واكمل من يدعى من الاحياء بعد
الوصال واللقاء وعلی آله واصحابه
الذين هم اشداء علی الكفار و
علی المومنين من الرحماء اما بعد
فرأيت هذه الاجوبة فوجدتها قولا
حقا مطابقا للواقع. وكلاما صادقا
يقبله القانع والمانع۔ لاريب فيه
هدی للمتقين الذين يومنون علی
الحق و يعرضون عن اباطيل الضالين
المضلين. كيف لا وقد نمقها من هو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس کی ذات
بے نیاز مقدس ہے کہ اس کی صفات خاصہ میں
کوئی اس کا ہم مثل ہو اگرچہ نبی ہی کیوں نہ ہوں
اور اس کی قدرت عالی ہے عقل اور رائے
کے دخل سے درود و سلام ان میں بہترین ذات
پر جن کو دعا میں وسیلہ پکڑا جاتا ہے۔ یعنی
پیغمبران و صدیقین اور شہداء و صلحاء اور
کامل جن کے لیے وصال و انتقال کے بعد
حیات ثابت ہے اور ان کی اولاد و اصحاب
پر جو کافروں پر سخت تر اور مسلمانوں پر
مہربان تر ہیں اما بعد میں نے یہ جوابات
دیکھے تو ان کو پایا قول حق واقع کے مطابق
اور کلام راست، جس کو ہر قانع و مخالف
قبول کرے اس میں شک نہیں ہدایت ہے
پرہیزگاروں کے لیے جو حق کو مانتے اور
گمراہوں و گمراہ کرنے والوں کی واہیات
سے منہ پھیرتے ہیں کیوں نہ ہو ان کو لکھا
ہے انھوں نے جو نقلی و عقلی علوم کی اطراف

محدد جهات العلوم النقلية و
العقلية ـ ذروة سنام الصناعات
العلوية و السفلية ـ منطقة بروج
الكمال و مطرقة لتصريف المبتدعين
من الفرق الاثنى عشرية وغيرها
من الانقلاب الى الاعتدال شمس
فلك الولاية ـ بدر سماء الهداية
الذى اصبحت رياض العلم والهداية
بسحاب فيضه زاهرة ـ و امست
حياض الجهل و الغواية بصواعق
نقمته غائرة حامل لواء السنّة
السنية ـ قامع البدعة السيئة الشنيعة
رشيد الملة و الدين قاسم الفيوضات
للمستفيضين ـ محمود الزمان ـ
اشرف من جميع الاقران ـ مقتدى
المسلمين ـ مجتبى العلمين حضرتنا
ومرشدنا و وسيلتنا ومطلعنا مولانا
الحافظ الحاج المولوى خليل احمد
لازالت شموس فيوضاته بازغة
للمقتبسين من انواره ـ ودامت
اشعة بركاته ساطعة للسالكين على

کی حد بندی کرنے والے اور فنون عالی وسافل
کے رفیع المرتبہ شخص ہیں بروج کمال کے منطقہ
اور روافض وغیرہ مبتدعین کو انقلاب سے
اعتدال کی جانب پھیرنے کے لیے بمنزلہ گرز
فلکِ ولایت کے آفتاب آسمانِ ہدایت
کے ماہتاب جن کے فیض کی گھٹاؤں سے
علم وہدایت کے باغ لہلہا اٹھے اور جن
کے غصّہ کی بجلیوں سے جہل وگمراہی کے
حوض پایاب بن گئے ـ روشن سنت کے علمبردار
بدعت سیئہ شنیعہ کے اکھاڑنے والے
ملت ودین کے رشد طالبین کے لیے
فیوضات کے قاسم ، محمودِ زمانہ ، جملہ
اہلِ عصر میں اشرف ، مسلمانوں کے مقتداء
پسندیدہ عالم ہمارے حضرت ومرشد
اور وسیلہ ومطاع مولانا حافظ حاجی مولوی
خلیل احمد صاحب ان کے فیوضات
کے آفتاب سدا ان کا نور لینے والے
والوں کے لیے چمکتے رہیں ـ اور ان کی
برکات کی شعاعیں ان کے قدم بہ قدم
چلنے والوں پر ہمیشہ چمکتی رہیں ـ آمین
یارب العلمین.

خطواته وآثاره، آمين يارب العلمين

وانا عبده الحقير محمد ن المدعو بيحيى السهرامى المدرس فى مدرسة مظاهر علوم سهارنفور

میں ہوں بندہ ضعیف حقیر محمد یحییٰ سہسرامی
مدرس مدرسہ مظاہر علوم
سہارنپور

تحریر منیف ناشر العلوم العربیۃ ماہر الفنون الادبیۃ جناب مولانا المولوی کفایت اللہ حب اللہ صاحب زاد علمہ و شرفہ

الحمد لله الذى لا حياة الا فى رضاه ولا نعيم الا فى قربه ولا اصلاح للقلب ولا فلاح الا فى الاخلاص له وتوحيد حبه والصلوٰة والسلام على سيدنا ومولانا محمد عبده ورسوله الذى ارسله على حين فترة من الرسل فهدى به الى اقوم الطرق واوضح السبل وعلى آله وصحبه العظام الذين هم قادة الابرار وقدوة الكرام۔ وبعد فهذه نميقة أنيقة۔ ووجيزة وثيقة الفها عمدة العلماء جهبذ الفضلاء الجامع بين الشريعة والطريقة۔ الواقف باسرار المعرفة والحقيقة الذى درس من المعارف والعلوم ما اندرس واحيى مراسم الملة الحنيفة الرشيدية البيضاء

جملہ تعریفیں اس اللہ کے لیے کہ حیات اس کی رضا اور آسائش اس کے قرب میں منحصر ہے اور قلب کی صلاح و بہبودی اس کے اخلاص اور یکتائے محبت پر موقوف ہے۔ اور درود و سلام سیدنا مولانا محمد پر جو اس کے بندہ اور رسول ہیں کہ بھیجا ان کو پیغمبروں کے ختم ہو جانے پر پس ان کے ذریعے سب سے [illegible] اور واضح طریق دکھلایا۔ اور ان کی اولاد با عظمت صحابہ پر جو سرداران نیکو کاران و مقتدایان بزرگان ہیں۔ یہ تحریر پاکیزہ اور مختصر وثیقہ جس کو تالیف کیا عمدۃ العلماء سردار فضلاء جامع شریعت و طریقت واقف رموز معرفت و حقیقت نے کہ تعلیم دی معرفتوں اور علوم کی اس کے بعد کہ محو ہو گئے تھے اور جلا یا چمکتی ملت حنیفیہ رشیدیہ کے مراسم کو اس کے بعد کہ مٹ چلے تھے بنا و [illegible]

بعد ما كادت ان تنطمس. كهف
الكملاء خاتم الاولياء المحدث المتكلم
الفقيه النبيه سيدى و مولائى الحافظ
الحاج المولى خليل احمد لا زالت
شموس افاضته بازغة وبدور افادته
طالعة فلله درّه ثم لله درّه حيث
نطق بالصواب فى كل مآب وذلك
فضل الله يؤتيه من يشاء و الله
ذو الفضل العظيم، هو يهدى من
يشاء الى صراط مستقيم ولا حول و
لا قوة الا بالله العلى العظيم العبد
[illegible] محمد [illegible] كفايت الله
جعل الله آخرته خيرا من اولاه
الگنگوهى مسكنا مدرس مدرسة
مظاهر العلوم الواقعة فى سهارنفور.

کمال، مُہرِ اولیاء، محدث متکلم فقیہ عاقل
سیدی و مولائی حافظ حاجی مولانا خلیل احمد
صاحب نے ان کے افاضے کے آفتاب
چمکتے اور ان کے افادہ کے ماہتاب نکلتے
رہیں۔ سو اللہ کے لیے ہے ان کی خوبی میں
اللہ کے لیے ان کی خوبی کہ ہر باب میں صواب
کہا اور یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہے
دے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔ وہی
ہدایت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے سیدھے
رستہ کی، اور نہ پھرنا ہے نہ طاقت مگر اللہ
برتر باعظمت کے ہاتھ۔

بندہ ادناہ محمد کفایت اللہ، اللہ اس کی
آخرت دنیا سے بہتر بنائے
گنگوہی بحیثیت سکونت مدرس مدرسہ
مظاہر علوم سہارنپور۔

هذه

خلاصة تصديقات السادة العلماء بمكة المكرمة

زادها الله تعالیٰ شرفا وفضلا

یہ مکہ مکرمہ زاد اللہ شرفاً وتعظیماً کے علماء کی تصدیقات کا خلاصہ ہے

جن میں سب سے مقدم حضرت شیخ العلماء مولانا محمد سعید بابصیل کی تصدیق لطیف و تحریر شریف ہدیۂ ناظرین کی جاتی ہے:-

صورة ما كتبه حضرة الشيخ الاجل والفاضل الابجل امام العلماء ومقدام الفضلاء رئيس الشيوخ الكرام وسند الاصفياء العظام عين اعيان الزمان قطب فلك العلوم والعرفان حضرة مولانا الشيخ محمد سعيد بابصيل الشافعي شيخ العلماء بمكة المكرمة والامام والخطيب بالمسجد الحرام لا زال محفوفا بنعم الملك العلام

تقریظ مرقومہ شیخ اعظم صاحب فضیلت تامہ پیشوائے علماء و مقتدائے فضلاء مشائخ کرام کے سردار اور باعظمت اصفیاء میں مستند محترم اہل زمانہ و قطب آسمان علوم و معرفت جناب حضرت مولانا شیخ محمد سعید بابصیل شافعی شیخ علماء مکہ مکرمہ اور امام و خطیب مسجد حرام ہمیشہ شاہنشاہ علام کی نعمتوں سے گھرے رہیں۔

بسم الله الرحمن الرحيم

اما بعد فقد طالعت هذه الاجوبة للعلامة الفهامة المسطورة على الاسئلة المذكورة في هذه الرسالة فرأيتها في

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد (حمد و صلوٰۃ کے واضح ہو) میں نے بڑے زبردست و نہایت سمجھدار عالم کے یہ جوابات جو سوالات مذکورہ کے متعلق انھوں نے لکھے

غاية الصواب شكر الله تعالى المجيب اخي وعزيزي الاوحد الشيخ خليل احمد ادام الله سعده واجلاله في الدارين وكسر به رؤس الضالين والحاسدين الى يوم الدين بجاه المرسلين۔

ہیں۔ غور کے ساتھ دیکھے۔ پس ان کو نہایت درجہ درست پایا۔ حق تعالیٰ جواب لکھنے والے میرے بھائی اور عزیز یکتا شیخ خلیل احمد کی تحریر مشکور فرمائے اور ان کی صلاح وجلالت کو دارین میں قائم رکھے اور ان کے ذریعہ سے گمراہوں اور حاسدوں کے سروں کو قیامت تک بجاہ سید المرسلین توڑتا رہے۔ آمین۔

امين رقمه بقلمه المرتجي من ربه كمال النيل محمد سعيد بن محمد بابصيل مفتي الشافعية ورئيس العلماء بمكة المكرمة غفر الله له ولمحبيه وجميع المسلمين

لکھا ہے اپنے قلم سے امیدوار کمال نیل محمد سعید خلف محمد بابصیل مفتی شافعیہ اور شیخ علماء مکہ مکرمہ نے۔ اللہ ان کو اور ان کے دوستوں اور تمام مسلمانوں کو بخشے

طبع الخاتم — مُہر

صورة ما كتبه حضرة الامام الجليل والفاضل النبيل منبع العلوم ومخزن الفهوم محيي السنة الغراء ماحي البدعة الظلماء مولانا الشيخ احمد رشيد الحنفي لازال منغمسا في بحار لطفه الجلي والخفي۔

تقریظ مسطورہ مقتدائے صاحب جلالت وفاضل باعظمت چشمہ علوم وخزانہ فہوم روشن سنت کے زندہ کرنے والے تاریک بدعت کے مٹانے والے مولانا شیخ احمد رشید حنفی، حق تعالیٰ کے لطف کے سمندر میں سدا غوطہ زن رہیں

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله عالم الغيب والشهادة

بسم اللہ الرحمن الرحیم
سب تعریف اللہ کو زیبا ہے جو چھپے اور کھلے کا

الكبير المتعال والصلوٰة والسلام
على سيدنا ونبينا وحبيبنا ومرشدنا
وهادينا ومولٰنا واولٰنا محمد و
صحبه والآل ۔ وبعد فقد تتبعت
هذه الاجوبة المنيفة الشرعية و
المسائل اللطيفة المرعية للعالم
المفضال انسان عين الافاضل عين
الانسان الكامل صفوة الاماثل بقية
الاوائل قامع الشرك ماحي البدع
مبيل اهل الزيغ والضلال سيف
الله على رقاب الماردة المبتدعة
الضلال المحدث الوحيد والفقيه
الفريد سيدي ومولائي وملاذي حضرة
الحافظ الحاج الشيخ خليل احمد لا
زال ولم يزل مؤيدا من مولانا ذي
الجلال فلله در من فاضل اديب و
عارف اريب ومتكلم لبيب حيث
تصدى لحماية الشرع الشريف ووقاية
الدين الحنيف وصيانة المذهب
المنيف فاعلى منار الحق ورفع معالم
الهدى وقوى بنيانه وتشيد اركانه و

جاننے والا بڑائی اور علو والا ہے اور درود وسلام
ہمارے سردار نبی اور محبوب ومرشد اور
ہادی ومولا اور سب سے بہتر محمد اور ان کے
صحابہ و اولاد پر میں نے ان لطیف مسائل شرعیہ
کے جوابات علیہ کو خوب غور سے دیکھا جو ایسے
شخص کے لکھے ہوئے ہیں جو بڑے صاحب
فضل عالم اور فضلاء کی آنکھوں کی پتلی اور صاحب
کمال انسان کی آنکھ ہمعصروں میں منتخب اور سلف
کا نمونہ ہیں شرک کے اکھیڑنے والے بدعتوں کے
مٹانے والے کجی و گمراہی والوں کو تباہ کرنے والے
اور بددین سرکش بدعتیوں کی گردنوں پر اللہ کی
تلوار بنے ہوئے ہیں۔ محدث یگانہ اور فقیہ یکتا
یعنی سیدی ومولائی وملاذی حضرت حافظ حاجی
شیخ خلیل احمد صاحب حق تعالیٰ کی طرف سے
ہمیشہ ہمیشہ ان کی تائید ہوتی رہے پس اللہ
ہی کے لیے ہے خوبی ان فاضل ادیب اور
صاحب معرفت عاقل اور ماہر کلام دانا کی کہ
شرع شریف کی حمایت اور دین مبین کی
حفاظت اور مذہب حق کی نگہبانی کے لیے اٹھا
ہوئے اور حق کا منارہ اونچا کر دیا، ہدایت کے
نشان بلند کیے اس کی بنیاد مضبوط کی۔ اسکے ستون

وضح برهانه فما احسن بيانه وما
اطلق لسانه وما افصح بتيانه. فلعمري
لقد كشف الغطاء وازال العماء و
افحم العداء والبهم ثوب الهوان
والردى واثار للمسترشدين سبل
الهدى ميز الخبيث من الطيب و
بين الحق والصواب ووافق السنة
والكتب واظهر العجب العجاب أن
فى ذلك لذكرى لاولى الالباب ازال
ريب المرتابين وفضح تلبيس الملبّسين
وفرق جمع المحرّفين وشتت شمل
المفسدين وبدد حزب الملحدين و
فتت اكباد المبتدعين وكسر جند
الضالين وهزم افواج المضلين وأهلك
اعداء الدين وخذل المغيّرين المبدلين
واخزى اخوان الشياطين وابطل
عمل المشركين فقطع دابر القوم الذين
ظلموا والحمد لله رب العلمين۔
وكيف لا الا ان حزب الله هم الغلبون
فلله دره ثم لله دره اجاب فاجاد
واصاب جزاه الله عن الاسلام و

محکم کیے اور اس کی دلیل واضح کر دی کتنا سلیس
بیان اور کتنی صاف زبان اور کیسی فصیح تقریر ہے
کہ واقعی پردہ اٹھا دیا اور اندھاپن دُور کر دیا
دشمنوں کی زبان بند کر دی اور ان کو ذلت و
ہلاکت کے کپڑے پہنا دیے اور طالبانِ ہدایت
کے لیے حق کے راستے روشن کر دیے۔ گندے کو
پاک سے جُدا اور درست و صحیح کو ظاہر کر دیا،
اور حدیث و قرآن کی موافقت کی اور عجیب
مضامین بیان فرمائے۔ واقعی اس میں اہلِ عقل
کے لیے پوری نصیحت ہے۔ اہلِ شک کا شک
زائل کر دیا اور خلط ملط کرنے والوں کی گڑبڑ کھول
دی تحریف کرنے والوں کا گروہ منتشر بنا دیا اور فتنہ
پردازوں کا اجتماع متفرق اور ملحدوں کی جماعتوں کو
تباہ کر دیا۔ بدعتیوں کے کلیجے پھاڑ دیے اور گمراہوں
کے لشکروں کو توڑ دیا اور گمراہ کرنے والوں کی سپاہ
کو بھگا دیا۔ دین کے دشمنوں کو ہلاک اور تغیر و تبدل
کرنے والوں کو خوار کیا شیطان کے بھائیوں کو
ذلیل بنایا اور مشرکوں کے کردار باطل کر دیے پس
ستمگاروں کی جڑ ہی کٹ گئی۔ الحمد للہ رب العلمین کا شکر
ہے اور کیوں نہ ہو اللہ کا گروہ ہمیشہ غالب ہی
رہتا ہے پس اللہ کے لیے ہے مولانا کی خوبی

المسلمين افضل الجزاء امين بجاه
سيد المرسلين والحمد لله اولا وآخرا
وباطنا وظاهرا وصلى الله على قرة
اعيننا سيدنا محمد خاتم جميع الانبياء
وآله وصحبه ومن تبعهم واهتدى
بهديهم وسلك سبيلهم واتبع
طريقهم وسار على منهجهم الى
يوم الدين امين امين امين امين
امين لا ارضى بواحدة حتى اضيف
اليه الف امينا۔

قال بفمه وكتبه بقلمه الفقير الى
ربه التواب راجى رحمة الله الوهاب
عبده وعابده احمد رشيد خاں
نواب المكى عفى الله عنه وعن والديه
وتجاوز عن سيأتهم بجاه النبى
الاواب شافع المذنبين يوم الحساب
حرره يوم الخميس التاسع عشر من
شهر ذى الحجة الحرام الذى هو من
شهور السنة ١٣٢٨ الثامنة والعشرين
بعد الثلثمائة والالف من هجرة من
له العز والشرف عليه افضل الصلوٰة واكمل السلام واتم التحية امين!

کہ جو جواب دیا درست و صحیح دیا۔ اللہ ان کو اسلام
اور اہلِ اسلام کی طرف سے بہتر جزا عطا فرمائے
آمین بجاہ سید المرسلین اور اللہ ہی کو زیبا ہے ہر
قسم کی تعریف اول و آخر اور ظاہر و باطن اور
روز قیامت تک رحمت نازل فرمائے حق تعالیٰ
ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک سیدنا محمد پر جو تمام انبیاء
کی مُہر ہیں اور ان کی اولاد و صحابہ پر اور ان پر
جو ان کے تابع ہیں اور ان کی روش اختیار کریں
اور ان کی راہ چلیں اور ان کے طریقہ کا اتباع کریں
اور ان کے راستے کو مسلک بناویں۔ آمین آمین
آمین آمین آمین ایک بار آمین کہنے پر راضی نہ ہونگا
یہاں تک کہ ہزار بار آمین کہی جائے۔

کہا اپنی زبان سے اور لکھا قلم سے اپنے
تواب پروردگار کے محتاج اور بخشش والے خدا کی
رحمت کے امیدوار بندہ احمد رشید خاں نواب
مکی نے اللہ ان کی اور ان کے والدین کی خطاؤں
سے درگزر کرے اور معاف فرماوے بجاہ
شفیع گناہ گاراں بیوم قیامت۔

یوم پنجشنبہ ۱۹ ذی الحجہ ۱۳۲۸ھ نبوی

طبع الخاتم

صورة ما كتبه حضرة امام الاتقياء السالكين ومقدام الفضلاء العارفين جنيد زمانه واوانه شبلى دهره وزمانه مخدوم الانام منبع الفيوض للخواص والعوام جناب الشيخ محب الدين المهاجر المكى الحنفى لا زال بحر جوده زاخرًا وبدر فيضه لامعًا

تقریظ مسطورہ پیشوائے اتقیا رسالکین و مقتدائے فضلاء عارفین جُنید زمانہ شبلی وقت مخدوم الانام چشمہ فیض برائے خواص و عوام جناب شیخ مولانا محب الدین صاحب مہاجر مکی حنفی ۔ اُن کے سخا کا سمندر موجزن اور فیضان کا ماہتاب روشن رہے۔

الاجوبة صحيحة	تمام جوابات صحیح ہیں۔
حرره خادم الولى الكامل حضرة الشيخ امداد الله عليه رحمة الله محب الدين مهاجر مكة معظمة۔	لکھا اس کو ولی کامل شیخ حاجی امداد اللہ صاحب قدس سرہ کے خادم محب الدین مہاجر مکہ معظمہ نے۔

صورة ما كتبه رئيس الاتقياء الصّٰلحين وامام الاولياء والعارفين مركز دائرة الفنون العربية وقطب سماء العلوم العقلية جناب الشيخ محمد صديق الافغانى المكىؒ۔

تقریظ جو تحریر فرمائی نیکو کار پرہیزگاروں کے سردار اولیاء اور عارفین کے پیشوا دائرۂ فنون عربیہ کے مرکز اور آسمانِ علوم عقلیہ کے قطب جناب مولٰنا شیخ محمدؐ صدیق افغانی نے۔

بسم الله الرّحمٰن الرّحيم	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الحمد لله الذى لا يغفران يشرك به	سب تعریف اس اللہ کو جو شرک کو نہ بخشے گا،

ويغفر ما دون ذلك لمن يشاء كما
قال تعالى ربكم اعلم بكم ان يشاء
يرحمكم او ان يشأ يعذبكم وما
ارسلنك عليهم وكيلا والذي قال و
من كفر بالله وملئكته وكتبه ورسله
واليوم الأخر فقد ضل ضلالا بعيدا
والصلوة والسلام على من قال من
قال لا اله الا الله دخل الجنة قال
ابوذر يا رسول الله وان زنى وان
سرق قال رسول الله صلى الله عليه
وسلم وان زنى وان سرق على رغم
انف ابي ذر والله علم الغيب والشهادة
لانه من تلقاء ذاته تعالى فالله متكلم
من تلقاء نفسه واما رسول الله صلى
الله عليه وسلم فهو مخبر لما اوحى اليه
جليا كان او خفيا كما قال الله تعالى
وما ينطق عن الهوى ان هو الا وحى
يوحى الذي كتب مولانا الشيخ خليل
احمد في هذه الرسالة فهو حق صحيح
لا ريب فيه وما ذا بعد الحق الا
الضلال وهو معتقدنا و معتقد

اور اس کے سوا جس گناہ کو چاہے بخش دے گا
چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ تمہارا
رب تم کو خوب جانتا ہے اگر چاہے تم پر رحم
فرمائے اور اگر چاہے تم کو عذاب دے اور اے
محمدؐ ہم نے تم کو لوگوں پر وکیل بنا کر نہیں بھیجا اور
فرمایا کہ جس نے کفر کیا، اللہ اور اس کے فرشتوں
اور کتابوں اور پیغمبروں اور یوم قیامت کا تو
بیشک وہ پرلے درجہ کی گمراہی میں پڑا اور درود وسلام
اس ذات پر جس نے ظاہر فرمایا کہ جس نے لا الٰہ الا اللہ
کہا وہ جنتی ہوا حضرت ابوذرؓ نے یہ سن کر عرض
کیا کہ یا رسول اللہ اگرچہ زنا اور چوری کرے جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں اگرچہ
زنا کرے اگرچہ چوری کرے، ابوذرؓ کو ناگوار ہو
تو ہوا کرے اللہ ہی کو علم ہے غائب و حاضر کا
کیونکہ علم اس کا ذاتی ہے پس اللہ تعالیٰ متکلم ہے
بذاتہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خبر دینے
والے ہیں جو آپ کی طرف اللہ وحی فرماتا ہے خواہ
جلی ہو یا خفی جیسا کہ ارشاد فرمایا، حق تعالیٰ نے
اور محمدؐ نہیں بولتے خواہش نفس سے ان کا ارشاد
تو بس وحی ہے جو ان کی طرف بھیجی جاتی ہے جو
کچھ مولانا شیخ خلیل احمد صاحب نے اس رسالہ میں

مشائخنا رضوان الله تعالیٰ علیهم اجمعین۔

وانا العبد الضعیف محمد صدیق الافغانی المهاجر۔

لکھا ہے وہ حق صحیح ہے جس میں کچھ شک نہیں اور حق کے بعد کچھ نہیں بجز گمراہی کے اور یہی عقیدہ ہے ہمارا اور ہمارے تمام مشائخ رضی اللہ عنہم کا۔ میں ہوں بندہ ضعیف محمد صدیق افغانی مہاجر مکہ مکرمہ

چونکہ جناب شیخ العلما حضرت محمد سعید بابصیل تمام علماء مکہ مکرمہ زید شرفاً وفضلاً کے سردار اور ان کے امام ہیں لہٰذا ان کی تصدیق وتقریظ کے بعد کسی عالم کی علماء مکہ معظمہ میں سے تقریظ کی حاجت نہیں مگر تاہم مزید اطمینان کے واسطے جن بعض علماء مکہ مکرمہ کی تصدیقیں بلاجد وجہد حاصل ہوئیں وہ ثبت کردی گئیں اور اسی وجہ سے اس وقت تنگ میں جو کہ بعد از حج قبل از روانگی مدینہ منورہ زید شرفاً وفضلاً جو تصدیقیں میسر ہوئیں انھیں پر اکتفا کیا گیا۔ حالانکہ مخالفین نے اپنی سعی مخالفت وغیرہ میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا تھا اور اسی وجہ سے جناب مفتی مالکیہ اور ان کے بھائی صاحب نے بعد اس کے کہ تصدیق کردی تھی مخالفین کی سعی کی وجہ سے اپنی تقریظ کو بحیلۂ تقویت کلمات لے لیا اور پھر واپس نہ کیا۔ اتفاق سے ان کی نقل کرلی گئی تھی۔ سو ہدیۂ ناظرین ہے:۔

تقریظ مولنا العلام الامام الهمام الفقیه الزاهد الفاضل الماجد حضرة مولنا الشیخ محمد عابد مفتی المالکیه ادام الله تعالیٰ

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله الذی وفق من شاء من عباده السادة الاتقیاء لاقامة منار الدین یقمع کل منابذ لشریعة سید المرسلین صلی الله علیه وسلم وعلی اٰله وصحبه وکل منتم الیه۔ اما بعد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سب تعریفیں اللہ کو جس نے اپنے متقی بندوں میں جس کو چاہا دین کا منارہ قائم رکھنے کی توفیق بخشی کہ شریعت محمدیہ کے ہر مخالف اور جھوٹی نسبت کرنے والے کا قلع قمع کرے۔ اما بعد میں اس تحریر اور جو کچھ ان چھبیس سوالات پر تقریر ہوئی ہے

قد اطلعت بهذا التحرير وعلى جميع ما وقع على هذه الاسئلة الستة و العشرين من التعريب فوجدته هو الحق المبين وكيف لا و هو تقرير عضد الدين عصام الموحدين الا ان محمود تفسيره كشاف لآيات التمكين فضلة الحاج خليل احمد لا زال على معراج الهداية يصعد فليسعد آمين اللهم آمين!

امر برقمه مفتى المالكية حالا بمكة المكرمة محمد عابد بن حسين

سب پر مطلع ہوا تو میں نے اس کو لکھا ہوا حق پایا اور کیوں نہ ہو یہ تقریر ہے دین کے بازو مسلمانوں کے پناہ کی کہ جن کا عمدہ بیان آیات تمکین کا واضح کرنے والا یعنی بزرگ حاجی خلیل احمد صاحب ہدایت کی معراج پر سدا چڑھتے اور صاحب نصیب رہیں آمین آمین اللہم آمین۔

حکم کیا اس کے لکھنے کا محمد عابد بن حسین مفتی مالکیہ نے۔

طبع الخاتم

تقریظ الشیخ الاجل والحبر الاکمل حضرة مولانا محمد علی بن حسین مالکی مدرس حرم شریف برادر مفتی صاحب ممدوح انار اللہ برھانہ۔

الحمد لله على آلائه والصلوة والسلام على سيد انبيائه سيدنا محمد وعلى آله الكرام واصحابه السادة القادة الاعلام. اما بعد فيقول العبد الحقير المالكي محمد علي بن حسين احمد الامام والمدرس بالمسجد المكي انی

تمام حمد اللہ کے لیے ہے، اس کی نعمتوں پر اور درود و سلام سردار انبیا سیدنا محمد اور ان کی اولاد کرام و اصحاب عظام پر۔ اما بعد کہتا ہے بندہ حقیر محمد علی بن حسین احمد مالکی مدرس و امام مسجد حرام کہ علماء محقق یگانہ مولوی حاجی حافظ شیخ خلیل احمد نے

وجدت ما حرره العالم العلامة
المحقق الاوحد فضيلة الحاج الحافظ
الشيخ خليل احمد على هذه الاسئلة
الستة والعشرين هو الحق الذى لا يأتيه
الباطل من بين يديه ولا من خلفه
عند جميع المحققين فجزاه الله تعالى
خير الجزاء ووفقنا واياه دائما لصالح
الاعمال الحميدة وحسن الثناء
آمين اللهم آمين!
كتبه الامام المدرس بالمسجد
المكى محمد على ابن حسين المالكى

ان چھبیس سوالوں پر جو کچھ لکھا ہے، تمام
محققین کے نزدیک وہی حق ہے کہ باطل
نہ اس کے آگے سے آسکتا ہے نہ پیچھے سے
پس اللہ ان کو جزائے خیر دے اور ہمیں اور
ان کو ہمیشہ نیک اعمال اور حسن ثنا کی توفیق
بخشے۔ آمین اللّٰھم آمین!
لکھا محمد علی بن حسین مالکی مدرس و
امام مسجد مکی نے

طبع الخاتم

خلاصۂ تصادیقِ علمائے مدینۂ منوّرہ زادہا اللہ شرفاً و تعظیماً

سب سے اول امام فقہاء زمانہ، رئیس محدثین وقت، مرکز علوم عقلیہ، منبع معارف نقلیہ، قطب فلک تحقیق و تدقیق، شمس سماء الامانت والتصدیق حضرت مولانا سید احمد برزنجی شافعی سابق مفتی آستانۂ نبویہ دامت فیوضہم کے رسالہ کا ملخص تین مقام سے لکھتے ہیں:

وقد كتب الفاضل العالم في اول رسالته المسمّٰى تثقيف الكلام ما نصه:

بسم الله الرّحمٰن الرّحيم

الحمد لله الذي له الكمال المطلق في ذاته وصفاته المنزه عن الحدوث وسماته الحكيم في افعاله الصادق في اقواله۔ عزّ شانه تعالىٰ جده و وجب علينا شكره وحمده والصلوٰة والسلام على سيدنا ومولانا محمدن الذي بعثه الله رحمة للعٰلمين و جعل وجوده نعمة عامة للاولين و الاٰخرين وختم بنبوته ورسالته نبوة الانبياء و رسالة المرسلين وعلٰى اٰله واصحابه وكل من تمسك بهديه

مولانا ممدوح نے شروع رسالہ میں یوں تحریر فرمایا ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سب تعریف زیبا ہے اللہ کو جس کے لیے اس کی ذات و صفات میں کمال مطلق ثابت ہے منزہ ہے حدوث اور اس کی علامات سے حکیم ہے اپنے افعال میں سچا ہے اپنے اقوال میں معزز ہے اس کی ثنا اور عالی ہے اس کی شان واجب ہے ہم پر اس کا شکر اور اس کی حمد اور درود و سلام ہمارے سردار و مولا محمد پر جن کو بھیجا اللہ نے دنیا جہان کے لیے رحمت بنا کر اور ان کا وجود بنایا تمام اگلے پچھلوں کے لیے نعمت اور ختم کیا ان کی نبوت و رسالت پر جملہ انبیاء کی نبوت اور رسولوں کی رسالت کو اور سلام ان کی اولاد

الی یوم الدین اما بعد فقد قدم علینا
بالمدینة المنورة والرحاب النبوة
المطهرة جناب العلامة الفاضل و
المحقق الکامل احد العلماء
المشهورین بالهند الشیخ خلیل احمد
حین تشرف بزیارة خیر الانام سید
الانام والمرسلین العظام سیدنا ومولانا
محمد علیه افضل الصلوٰة والسلام
وقدم الینا رسالة مشتملة علی اجوبة
اسئلة واردة الیه من بعض العلماء
لکشف عن حقیقة مذهبه ومذهب
معتقد مشائخه الفضلاء وطلب
منی ان انظر فی تلک الاجوبة بعین
الانصاف ومجانبة الانحراف عن
الحق وترک الاعتساف فجمعت ما
فی هذه الورقات مما اراه الیه
نظری من التحقیقات مقتبسا لها
من مشکوٰة ائمة الدین المقتدی بهم
فی المتمسک بحبل الله المتین لاجابة
لمطلوبه وتلبیة لمرغوبه وسمیته کمال
التثقیف والتقویم لعوج الافهام عما

اصحاب اور تمام ان لوگوں پر جو ان کے طریقہ
پر چلیں قیامت کے دن تک، اما بعد ہمارے
پاس تشریف لائے مدینہ منورہ اور آستانہ نبویہ
میں جناب علامہ فاضل اور محقق کامل ہند کے
مشہور علماء میں سے ایک مولانا شیخ خلیل احمد
صاحب بہترین خلق سید الانام و مرسلین سیدنا و
مولانا محمد علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کی
زیارت سے مشرف ہونے کے وقت اور ایک
رسالہ پیش فرمایا جس میں ان سوالات کے
جوابات تھے جو ان کے مذہب اور عقائد اور
ان کے صاحب فضل مشائخ کے عقیدوں کی
حقیقت و ماہیت ظاہر کرنے کے لیے ان کی
جانب کسی عالم کی طرف سے بھیجے گئے تھے اور
شیخ ممدوح مجھ سے اس امر کے خواہاں ہوئے کہ
میں ان جوابات میں نظر کروں چشم انصاف سے
اور حق سے انحراف کرنے سے بچ کر اور زیادتی
چھوڑ کر پس میں نے ان کی خواہش کے موافق
اور آرزو پوری کرنے کو ان اوراق میں جہاں
تک میری نظر پہونچی وہ تحقیقات جمع کر دیں جن
کو ان کے پیشوایان دین کے چراغدان سے اخذ
کیا ہے جن کا اقتدا کیا جاتا ہے، اللہ کی مضبوط

يجب لكلام الله القديم وسبب تسميتي له بهذا الاسم ان الكلام على الاجوبة التي اجابها عن تلك الاسئلة وان كان متنوعا متعلقا باحكام شتى من الفروع والاصول اهمها ما يتعلق بوجوب الصدق في كلام الله تعالى النفسي واللفظي ولهذه الاهمية قدمت الكلام على هذا المبحث على الكلام على غيره من تلك الاجوبة بالله المستعان ومنه التوفيق وعليه التكلان۔

رہی کے مضبوط تھامنے میں اور میں نے اس کا نام کمال التحقیق والتقدیم لعروج الافہام عما یجب لکلام اللہ القدیم رکھا اور اس رسالہ کے یہ نام رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ رسالہ میں جن سوالات کے جوابات دیئے ہیں اگرچہ قسم قسم کے اور فروع واصول کے مختلف احکامات کے متعلق ہیں مگر سب سے زیادہ اہم وہ مسئلہ ہے جو حق تعالیٰ کے کلام نفسی ولفظی میں صدق کے ضروری ہونے سے متعلق ہے اور اسی کے اہم ہونے کی وجہ سے اس بحث پر گفتگو دوسرے جوابوں پر مقدم اور اللہ ہی سے مدد چاہی جاتی ہے اور اسی پر بھروسہ۔ اس کے بعد کلام لفظی ونفسی کی تحقیق اور اس میں صدق وکذب کی تشریح اور علماء مذہب کی تنقید واختلاف نقل فرمائے

وقال في وسط رسالته الشريفة في اخر المبحث الاول ما نصه

اور اپنے رسالہ شریفہ کے وسط میں پہلی بحث کے آخر یوں تحریر فرماتے ہیں:۔

وبعد اطلاعك على هذا البيان الشافي وادراكك له بالفهم السليم الكافي تعلم ان ما ذكره الفاضل الشيخ خليل احمد في جواب الثالث والعشرين والرابع والعشرين والخامس والعشرين كلام معروف في كثير من

اور جب اے مخاطب تو اس شافی بیان پر مطلع ہو گیا اور کافی فہم سلیم کے ذریعہ سے اس کو سمجھ لیا تو معلوم کر لے گا کہ جو کچھ فاضل شیخ خلیل احمد نے تئیس وچوبیس وپچیسویں سوال کے جواب میں ذکر کیا ہے وہ موجود ہے بہتیرے معتبر اور متاخرین علماء کلام کی متداول کتابوں

الكتب المعتبرة المتداولة لعلماء الكلام
المتأخرين كالمواقف والمقاصد و
شروح التجريد والمسايرة وغيرها و
محصل تلك الاجوبة التى ذكرها
الشيخ خليل احمد موافقة علماء
الكلام المذكورين فى مقدورية مخالفة
الوعد والوعيد والخبر الصادق لله
تعالى فى الكلام اللفظى المستلزمة
للامكان الذاتى فى ذلك عندهم مع
الجزم والقطع بعدم وقوعها وهذا
القدر لا يوجب كفرا ولا عنادا و
لا بدعة فى الدين ولا فسادا كيف
قد علمت موافقة كلام العلماء الذين
ذكرناهم عليه كما رايته فى كلام
المواقف وشرحه الذى نقلناه قريبا
فالشيخ خليل احمد لم يخرج عن
دائرة كلامهم لكن اقول مع هذا
نصيحة له ولسائر علماء الهند انه
ينبغى لهم عدم الخوض فى هذه
المسائل الغامضة واحكامها
الدقيقة التى لا يفهمها الا الواحد

میں مثلاً مواقف اور مقاصد اور تجرید و مسائرہ وغیرہ
کے شروحات میں اور خلاصہ ان جوابات کا جن
کو شیخ خلیل احمد نے ذکر کیا ہے مذکورہ علماء
کلام کی اس مضمون میں موافقت ہے کہ کلام لفظی
میں اللہ تعالیٰ کے وعدہ اور وعید اور سچی خبر کا
خلاف کرنا حق تعالیٰ کی قدرت میں داخل ہے
جو ان کے نزدیک امکان ذاتی کو مستلزم ہے
مع اس امر کے جزم اور یقین کے کہ اس خلاف
کا وقوع ہرگز نہ ہوگا اور اتنا کہنے سے نہ کفر لازم
آتا ہے نہ عناد اور نہ دین میں بدعت اور فساد
اور کیسے لازم آسکتا ہے حالانکہ تو معلوم کر چکا ہے
کہ یہ مذہب بالکل موافق ہے ان کے جن کا ذکر
ہم اوپر کر چکے ہیں چنانچہ تو مواقف اور اس کی
شرح وغیرہ کی عبارتیں جن کو ہم نے ابھی نقل
کیا ہے دیکھ چکا ہے پس شیخ خلیل احمد ان
حضرات علماء کے دائرہ سے باہر نہیں ہیں لیکن
باوجود اس کے میں ان سے اور نیز تمام علماء
ہند سے بطور نصیحت کہتا ہوں کہ سب علماء
کو مناسب ہے کہ ان باریک مسائل اور ان
دقیق احکام میں خوض نہ کیا کریں جن کو عوام تو
کیا سمجھیں گے بڑے علماء میں سے بھی بجز

بعد الواحد من فحول العلماء المحققين
فضلا عن غيرهم فضلا عن عوام المسلمين
لانهم اذا قالوا ان مقدورية مخالفة
الوعيد والخبر الالهي لله تعالى مستلزمة
لامكان الكذب في الكلام اللفظي المنسوب
اليه تعالى بالذات لا بالوقوع واشاعوا
ذلك بين عامة الناس تبادرت اذهانهم
الى انهم قائلون بجواز الكذب في كلام
الله تعالى فحينئذ يكون شان اولئك
العامة مترددا بين الامرين الاول
يتلقوا ذلك بالقبول على الوجه الذي
فهموه فيقعوا في الكفر والالحاد الثاني
ان لا يتلقوه بالقبول وينكروه غاية
الانكار ويشنعوا على قائله غاية التشنيع
وينسبوهم الى الكفر والالحاد وكلا
الامرين فساد في الدين عظيم فلاجل
ذلك يجب عليهم عدم الخوض في هذه
المسائل الا عند الاضطرار الشديد
مع توجيه الخطاب الى ذي قلب يلقى
السمع وهو شهيد وقد وفقنا الله
بهدايته وارشاده لسلوك السبيل

ایک دو اخص الخواص عالم کے دوسرے عالم بھی
نہیں سمجھ سکتے۔ اس لیے کہ جب وہ کہیں گے کہ اللہ
کی دی ہوئی خبر اور وعید کے خلاف کرنا اللہ تعالیٰ
کی قدرت میں داخل ہے اور واقعی اس سے لازم
آیا اس کلام لفظی میں جو اللہ کی طرف منسوب ہے
کذب کا امکان بالذات نہ بالوقوع اور اس کو
پھیلائیں گے تمام لوگوں میں تو عوام کے ذہن فوراً
اسی طرف جائیں گے کہ یہ لوگ کلام خداوندی میں
کذب کے جواز کے قائل ہیں پس اس وقت ان عوام
کی حالت ان دو امر میں متردد ہوگی کہ یا تو جس طرح
ان کی سمجھ میں آیا ہے اسی کو قبول کر کے مان لیں گے
پس کفر والحاد میں گر پڑیں گے اور یا یہ کہ اس کو
قبول نہ کریں گے اور پوری طرح انکار کرینگے اور
اس کے قائل پر طعن و تشنیع کرینگے اور ان کو کفر والحاد
کی طرف نسبت کرینگے اور یہ دونوں باتیں دین
میں فساد عظیم ہیں پس اس وجہ سے ان پر واجب
ہے کہ ان مسائل میں خوض نہ کریں ہاں اگر کوئی
سخت ضرورت ہی پیش آجائے تو مجبوری ہے
کہ ایسے شخص کو مخاطب بنا کر مطلب سمجھاویں، جو
صاحب دل ہو کر متوجہ کان لگا کر سنے اور ہم کو
اللہ نے توفیق عطا فرمائی جب اپنے ارشاد اور

التی فیها التخلص من الوقوع فی هذه الخطر العظیم بالوجه الصحیح المستقیم والحمد لله رب العلمین ۔

ہدایت سے اس راستہ پر چلنے کی جس میں اس بڑے خطرے میں واقع ہونے سے نجات ہے صحیح و مستقیم صورت سے اور اللہ کا شکر ہے جو پالنے والا ہے تمام جہان کا ۔

وقال فی اختتام رسالته الشریفة ما نصّهٗ ۔

اور فرمایا اپنے رسالہ شریفہ کے آخر میں جس کی عبارت یہ ہے :

و اذا وصل بنا الکلام الی هذا المقام فنقول قولاً عاماً شاملاً لجمیع هذه الرسالة المشتملة علیٰ ستّة و عشرین جواباً التی قدمها الینا العلّامة الفاضل الشیخ خلیل احمد للنظر فیها و تأمل ما فیها من الاحکام انا لم نجد فیها قولاً یوجب الکفر و الابتداع ولا ما ینتقد علیه انتقاداً ما الا هذه المواضع الثلاثة التی ذکرناها ولیس فیها ما یوجب الکفر و الابتداع ایضاً کما علمت ذٰلك من کلامنا فیها ومن المعلوم انه لا یسلم کل عالم الف کتاباً من العثرات فی بعض المواضع من کلامه فقدما قیل من الف فقد استهدف وقال الامام

اور جب اس مقام تک تقریر پہنچ چکی تو اب ایک قول عام بیان کرتے ہیں جو اس تمام رسالہ کے ان چھبیس جوابات پر مشتمل ہے جس کو علامہ فاضل شیخ خلیل احمد نے اس میں نظر کرنے اور اس کے احکامات میں غور کرنے کے لیے ہمارے سامنے کیا ہے کہ واقعی ہم نے ایک بات بھی اس میں ایسی نہیں پائی جس سے کفر یا بدعتی ہونا لازم آئے بلکہ ان تین مسائل کے علاوہ جن کو ہم نے ذکر کیا ہے کوئی مسئلہ بھی ایسا نہیں جس پر کوئی باریک بینی اور کسی انتقاد کی گنجائش ہو اور یہ بات سب کو معلوم ہے کہ کوئی عالم جو کتاب تصنیف کرے اپنی تحریر میں کسی مقام پر لغزش کھا جانے سے سالم نہیں رہ سکتا چنانچہ یہ مثل مشہور ہے قدیم سے کہ جو مؤلف بنا وہ نشانہ بنا اور امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

مالك رضي الله تعالى عنه مامنّا الاوادّ ومردود عليه الاصاحب هذا القبر الكريم يعني قبره صلّى الله عليه وسلم وحسبي الله وكفى والحمد رب العلمين - ثم جمعها وكتابتها في اليوم الثاني من شهر ربيع الاوّل عام الف وثلاثمائة وتسع وعشرين من الهجرة النبوية على صاحبها افضل الصّلوة وازكى التحيّة -	فرمایا ہے کہ ہم میں کوئی بھی ایسا نہیں جس نے دوسرے پر رد نہ کیا ہو یا جس پر رد نہ ہوا ہو، بجز اس بزرگ قبر والے یعنی سیّدنا محمد صلّی اللہ علیہ وسلم کے اور ہم کو اللہ کافی و وافی ہے اور سب تعریف اللہ کو جو رب ہے تمام عالم کا ختم ہوئی اس رسالہ کی ترتیب و کتابت دوسری ماہ ربیع الاول ۱۳۲۹ھ کو۔

شیخ ممدوح کے اس رسالہ پر جو بہ تمامہا علیحدہ طبع ہو چکا ہے اور اس مختصر رسالہ میں جس کا مقصود اجوبہ مذکورہ پر تقریظ و تنقید کرنے والے اصحاب کی عبارت و مواہیر کا نقل کرنا ہے اس رسالہ کے اوّل و آخر و وسط تین مقامات لکھ دیے گئے ہیں۔ مفصلہ ذیل علماء کی مواہیر ثبت ہیں :-

المدرس مدرسة الشفا	المدرس في الحرم النبوي البخاري الحنفي	خادم العلم بالحرم الشريف النبوي
رسوحی عمر ۱۳۲۲	ملا محمد خان ۱۳۲۶	راجی فیض الکریم خلیل بن ابراهیم ۱۳۰۵
شیخ المالكية بحرم خير البرية	خادم العلم بالمسجد الشريف النبوي	خادم العلم بالحرم الشريف النبوي
السيّد احمد الجزائري	عمر بن حمدان المحرسي	محمد العزيز الوزير التونسي
خادم العلم بالمسجد النبوي	محمد زكي البرزنجي	محمد السوسي الخياري

من مشاهير علماء العرب	خادم العلم الشريف فی دمشق الشام و خطيب جامع السروجی	خادم العلم والمدرس فی باب السلام
احمد بن المامون البلغيثی ۱۳۲۸	محمّد توفيق	موسیٰ کاظم بن محمّد
خادم العلم بالمسجد الشريف	خادم العلم الشريف فی بلدة النبی صلی الله علیه وسلم	خادم العلم بالحرم الشريف النبوی
احمد بن محمّد خير الحاج العبّاسی	ابن نعمان ۱۳۲۲ محمّد منصور	معصوم احمد سعيد ۱۳۰۲
من علماء العرب	الفقير اليه عز شانه احقر الورٰی الشهير بالهواء الدمشقی	المدرس بالحرم الشريف النبوی
عبدالله القادر بن محمد بن سودة العربی وابيه	يسين عفی عنه ۱۳۲۶	مُلا عبدالرحمٰن
خادم العلم بالحرم الشريف النبوی	خادم بالحرم الشريف النبوی	خادم العلم بالحرم الشريف النبوی
محمود عبد الجواد	احمد بساطی	محمّد حسن سندی
خادم العلم فی الحرم الشريف النبوی	الفقير النابلسی الحنبلی خادم العلم بالحرم النبوی	خادم العلم بالحرم الشريف النبوی
احمد بن احمد اسعد	عبدالله ۱۳۲۸	محمد بن عمر الفلانی

صورة ما کتبه علٰی اصل الرسالة حضرة شيخ العلماء الکرام وسند الاصفياء العظام محی السنّة الغراء وعضد الملة البيضاء رئيس السادة العظام ومقدام الفضلاء الفخام مرجع اب الشيخ احمد بن محمّد خير الشنقيطی المالکی المدنی لا زالت بحار فيضه زاخرة آمين۔

نقلِ تقریظ جس کو اصل رسالہ اجوبہ پر تحریر فرمایا حضرت شیخ علماء کرام اور سند اصفیاء عظام روشن سنّت کے زندہ کرنے والے اور شگاف ملت کے بازو سرداران باعظمت کے مقتداء اور جلالت مآب صاحبانِ فضل کے پیشوا جناب شیخ احمد بن محمد خیر شنقیطی مالکی مدنی نے سدا ان کے فیضان کے سمندر موجزن رہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لمستحقه والصّلٰوة و السلام علی افضل خلقه اما بعد لما اطلعت علی رسالة الاستاذ المحقق والحبر المدقق الشیخ خلیل احمد لازال مشمولا بتوفیق الملك الصمد وملحوظا بعناية الواحد الاحد وجدت ما فیها موافقا لمذهب اهل السنة كله ولم يبق للتكلم مجالا الا فی مسئلة القيام عند ذكر مولده الشريف والاحوال التی تعرض لذلك والحق كما اشار اليه الشيخ بل صرح ببعضه ان المولد الشريف ان كان سالماً مما يعرض له من المنكرات فهو امر مستحب محمود شرعا كما هو المعروف عند اكابر العلماء جيلا بعد جيل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد اس ذات کو جو اس کا مستحق ہے اور درود و سلام بہترین مخلوق پر اس کے بعد واضح ہو کہ میں نے صاحب تحقیق استاذ اور صاحب تدقیق علامہ شیخ خلیل احمد کے رسالہ کا مطالعہ کیا بے نیاز شاہنشاہ کی توفیق سدا ان کے شامل حال رہے اور یکتا و یگانہ خدا کی عنایت ان پر دائم رہے جو کچھ اس میں ہے بالکل مذہب اہل سنت کے موافق پایا اور کسی مسئلہ میں گفتگو کی گنجائش نہ پائی بجز ذکر مولود شریف کے وقت مسئلہ قیام اور ان حالات میں جن سے تعرض کیا ہے اور حق وہ ہے جیسا کہ شیخ نے بھی اس کی طرف اشارہ کیا بلکہ بعض کی تصریح بھی کر دی ہے کہ مولود شریف اگر عارضی نامشروع باتوں سے سالم ہو تو وہ فعل مستحب اور شرعاً پسندیدہ ہے چنانچہ مدت سے اکابر علماء کے نزدیک معروف ہے اور اگر مراد

وقرنا بعد قرن ان لم يسلم من المنكرات كما ذكره الاستاذ أنه يقع فى الهند مثلا واما فى غير الهند بالنادر وقوعه بل لانسمع بشئ مما ذكر انه يقع فى الهند واقع فى غيره فيمنع من جهة ما عرض له والحاصل ان العلة تدور مع المعلول وجوداً و عدماً فحيث وجد المنكر لزم ترك الوسيلة اليه وحيث عدم استحب اظهار ما هو من شعائر المسلمين و فى مسئلة السوال الثانى والعشرين ان من اعتقد قدوم روحه الشريف من عالم الارواح الى عالم الشهادة الخ اما قدوم روحه عليه الصلوٰة و السلام فى بعض الاحيان لبعض الخواص امر غير مستبعد ومعتقد هذا القدر لا يعد مخطئاً لكونه امرا ممكنا فهو صلى الله عليه وسلم حیٌّ فى قبره الشريف يتصرف فى الكون باذن الله تعالى كيف شاء لكن لا بمعنى كونه صلى الله عليه وسلم مالكا للنفع والضرر

منکرات سے سالم نہ ہو جیسا کہ استاذ نے ذکر فرمایا ہے کہ ہند میں عموماً ایسا ہی ہوتا ہے اور ہند کے علاوہ دوسری جگہ شاذ و نادر ایسا ہوتا ہوگا بلکہ وہ باتیں جن کا ہند میں واقع ہونا بیان کیا گیا ہے دوسری جگہ ہم نے واقع ہوتے بھی نہیں سنا تو اس پیش آجانے والی وجہ سے ایسی مجلس مولود سے ضرور منع کیا جائے گا۔ خلاصہ یہ ہے کہ وجود اور عدم معلول کا مدار علت پر ہوگا کہ جہاں مولود میں کوئی امر نامشروع پایا جائیگا۔ وہاں اس شئی کا چھوڑنا بھی ضرور ہوگا جو اس نامشروع کا وسیلہ ہے اور جہاں کوئی امر ناجائز نہ ہو وہاں اس ذکر کا جو مسلمانوں کا شعار ہے ظاھر کرنا مستحب ہوگا اور بائیسویں سوال کا یہ مسئلہ کہ جو شخص معتقد ہو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارکہ کے عالم ارواح سے دنیا میں تشریف لانے کا الخ پس خواص میں سے کسی بزرگ کے لیے کسی خاص وقت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پرفتوح کے تشریف لانے میں تو کچھ استبعاد نہیں کیونکہ ایسا ہو سکتا ہے اور اتنی بات کا عقیدہ رکھنے والا بھی غلطی پر نہ سمجھا جائیگا کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں باذن

فانه لا نافع ولا ضار الا الله تعالیٰ
قال تعالیٰ قُل لَّآ اَملِكُ لِنَفسِی نَفعًا
وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ واما اعتقاد
تجدد الولادة فلا یتصور من ذی عقل
تام واما قول الاستاذ فهو مخطی متشبه
بفعل المجوس فکان ینبغی للاستاذ
عبارة هو الیق من هذه لکونه حاکما
لهم بالاسلام کان یقول فیه بعض
شبه مثلا والله تعالیٰ اعلم وفی
مسئلة الکلام فی الفصل الخامس
والعشرین اقول المسئلة الخلاف
فیها مشهور وینبغی عدم الخوض مع
اهل البدع فی مثلها واما الاستاذ
فهو ناقل من کلام اهل السنة لامحالة
وحیث کان ناقلا من کلام اهل السنة
بای حال کان علی هدی قال فی
الوسیلة وکل رای لاتباع السلف
ادی من المجمع والمختلف فیه فمن
یراه لا فضلا لا فیما یراه لا ولا
اضلا لا وکل ما اجمع اهل السنة
علی خلافه فکالاسنة یهلك امنا *

خداوندی کون میں جو چاہتے ہیں تصرف فرماتے ہیں
مگر نہ بایں معنی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نفع اور
نقصان کے مالک ہیں کیونکہ نفع اور ضرر
پہونچانے والا بجز اللہ کے کوئی نہیں چنانچہ ارشاد
خداوندی ہے کہ کہدو اے محمد! میں مالک نہیں
اپنے نفس کے لیے بھی نفع کا اور نہ نقصان کا، مگر
جو کچھ اللہ چاہے۔ اب رہا پیدائش کے از سر نو
ہونے کا عقیدہ سو کسی پورے عقل والے سے
اس کا احتمال بھی نہیں ہوتا۔ ہاں استاذ کا یہ فرمانا
کہ ایسا عقیدہ رکھنے والا خطاوار اور مجوس کے فعل
سے مشابہت کرنے والا ہے۔ سو استاذ کو زیبا تھا
کہ کوئی اور عبارت اس سے بہتر ہوتی جو ان پر
اسلام کا حکم قائم رکھتی۔ مثلاً یوں فرماتے کہ اس میں
کچھ مشابہت ہے واللہ اعلم۔ اور پچیسویں سوال میں
کلام کے مسئلہ کے متعلق میں کہتا ہوں کہ اس مسئلہ میں
اختلاف مشہور ہے اور مناسب ہے کہ ایسے مسئلوں میں
بدعتیوں کے ساتھ گفتگو اور خوض نہ کیا جاوے اور
استاذ یقیناً اہل سنت کا کلام نقل کر رہے ہیں اور
جب کلام اہل السنۃ کے ناقل ہوئے تو بہر حال ہدایت
پر ہوئے اسی وسیلہ میں مسطور ہے ہر وہ رائے جو
سلف کے اتباع میں ہو مسئلہ اتفاقیہ میں یا اختلافیہ

يعسل الانسان۔ فيه وان زينه
الشيطان فحيث كان دائرا بين
الاشاعرة والماتريدية فهو على
ملة الحق قال في الواضح المبين و
اعلم بان الملة المرضية۔ هي التي
عليها الاشعرية۔ والماتريدية اذ
هي التي۔ اتى بها احمد هادي الامة
ومن يحد عنها يكن مبتدعا۔ فنعم
من كان لها متبعا۔

كتبه خادم العلم بالحرم النبوي
احمد بن محمد خير الشنقيطي
عفى الله عنه۔

احمد
۱۳۲۸
ابن محمد
الشنقيطي

میں تو اس رائے کو کون شخص گمراہی کہہ سکتا ہے
نہیں ہرگز نہیں، نہ وہ ضلال ہے اور نہ اضلال،
البتہ ہر وہ مسئلہ جس کے خلاف پر اہل سنت کا اجماع
ہو نیزوں کی طرح مہلک ہے اگر انسان اس میں
خوض کرے اگرچہ شیطان اس کو آراستہ بنادے
پس جب یہ مسئلہ اشاعرہ اور ماتریدیہ کے درمیان
دائر ہے تو مذہب حق ہوا چنانچہ واضح مبین میں
مذکور ہے کہ جان لے اے مخاطب پسندیدہ طریقہ
وہی ہے جس پر اشعریہ یا ماتریدیہ ہوں کیونکہ وہی
ہے جس کو راہبر طریقت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم
لائے ہیں اور جو اس سے منحرف ہو وہ بدعتی ہے
پس کیا اچھا ہے وہ شخص جو طریقۂ مذکور کا متبع ہو

لکھا حرم نبوی میں علم کے خادم،
احمد بن محمد خیر شنقیطی عفی اللہ عنہ نے

مہر

خلاصة التصديقات لسادة العلماء بمصر و الجامع الازهر

صورة ما كتبه حضرة امام الفضلاء الكاملين ومقدام الفقهاء العارفين سند العلماء المتقين وسيد الحكماء المتقنين حجة الله على العلمين ظل الله على المؤمنين نور الاسلام والمسلمين مخزن حكم رب العلمين حضرة الشيخ سليم البشرى شيخ العلماء بالجامع الازهر الشريف متع الله المسلمين بطول بقائه آمين!

نقل تقریظ کی جو تحریر فرمائی فضلاء کاملین کے امام اور فقہاء عارفین کے پیشوا اور علماء متقین میں مستند اور حکماء متقنین کے سردار، اہلِ دُنیا پر اللہ کی حجت اور مومنین پر سایہ خداوندی اسلام اور مسلمانوں کے نُور اور رب العالمین کے حکمتوں کے مخزن حضرت شیخ سلیم البشری جامع ازہر شریف کے شیخ العلماء نے بہرہ یاب فرمائے اللہ مسلمانوں کو ان کی بقاء طویل فرما کر آمین!

الحمد لله وحده - والصلوٰة والسلام على من لا نبي بعده - اما بعد فقد اطلعت على هذه الرسالة الجليلة فوجدتها مشتملة على العقائد الصحيحة وهي عقائد اهل السنة والجماعة

سب تعریف اللہ یگانہ کے لیے اور درود و سلام اس ذات پر جن کے بعد کوئی نبی نہیں میں اس باعظمت رسالہ پر مطلع ہوا۔ پس میں نے اس کو صحیح عقیدوں پر مشتمل پایا اور یہی عقائد ہیں اہل السنۃ والجماعت کے البتہ جناب رسول اللہ

غیر ان انکار الوقوف عند ذکر
ولادته صلی الله علیه وسلم والتشنیع
علی فاعل ذلك بتشبیه بالمجوس
او بالروافض لیس علی ما ینبغی لان
کثیرا من الائمة استحسن الوقوف
المذکور بقصد الاجلال والتعظیم
للنبی صلی الله علیه وسلم وذلك امر
لا محذور فیه۔ والله اعلم

شیخ الجامع الازهر

سلیم البشری

کتبهٔ محمد ابراهیم القایانی بالازهر

کتبه سلیمان العبد بالازهر

صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکرِ ولادت کے وقت قیام کا انکار اور اس کے کرنے والے پر مجوس یا روافض سے مشابہت دے کر تشنیع مناسب نہیں معلوم ہوتی کیونکہ بہت ائمہ نے قیام مذکور کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالت عظمت کی شان کے ارادہ سے مستحسن سمجھا ہے اور یہ ایسا فعل ہے جس کی ذات میں کوئی خرابی نہیں۔

سلیم البشری شیخ الجامع ازہر (مہر)

لکھا اس کو محمد ابراہیم قایانی نے ازہر میں (مہر)

لکھا اس کو سلیمان عبد نے ازہر میں (مہر)

خلاصة التصديقات لسادة العلماء بدمشق الشام

خلاصۂ تصاویقِ علمائے دمشق الشام

صورة ما كتبه النحرير الفاضل والعلامة الكامل شمس العلماء الشامیین وبدر الفضلاء الحنفیین مفخر الفقهاء و المحدثین ملاذ الادباء والمفسّرین جامع الفضائل كابرا عن كابر حضرة مولانا السيّد محمّد ابو الخير الشهير بابن عابدین بن العلامة احمد بن عبد الغنی بن عمر عابدين الحُسینی النّقشبندی الدمشقی متع الله المُسلمين بطول بقائه اٰمين - وهو من احفاد العلامة ابن عابدين صاحب الفتاوی الشامية رحمة الله تعالیٰ -

نقل تقریظ جو تحریر فرمائی، فاضل نحریر علامہ کامل علمائے شام کے آفتاب اور فضلائے احناف کے ماہتاب فقہاء محدثین کے مایۂ فخر ادباء و مفسرین کے پشت پناہ جامعِ فضائل آباء و اجداد سے، حضرت مولانا سید محمد ابو الخیر معروف بہ ابن عابدین خلف علامہ احمد بن عبد الغنی ابن عمر عابدین حسینی نقشبندی دمشقی، اللہ ان کی درازی عمر سے مسلمانوں کو متمتع فرمائے اور وُہ نواسہ ہیں علامہ ابن عابدین کے جو مصنّف تھے فتاوی شامی کے، رحمۃ اللہ علیہ!

بسم الله الرحمٰن الرحيم

الحمد لله وسلام علیٰ عبادہ الذين

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سب تعریفیں اللہ کو، اور سلام اس کے برگزیدہ

اصطفیٰ اما بعد فقد اطلعنی المولے
الفاضل المکرم المحترم علی ھٰذہ
الرسالۃ فوجدتہا مشتملۃ علی التحقیق
الذی ھو بالقبول حقیق ولقد اتی
مؤلفہا حفظہ اللہ بالعجب العجاب
ما ھو معتقد أھل السنۃ والجماعۃ
بلا ارتیاب مما یدل علی فضلہ وسعۃ
اطلاعہ فلا زال کشافا للمشکلات
حلالا للمعضلات جزاہ اللہ الجزاء
الأوفی فی ھٰذہ الدنیا وفی الاخری
حررہ علی عجل الفقیر الیہ تعالیٰ خادم
العلماء ابو الخیر محمد بن العلامۃ احمد
بن عبد الغنی ابن عمر عابدین الحسینی
نسبا الدمشقی بلدا عفا اللہ عنہ بمنہ
وکرمہ

ابو الخیر
محمد
عابدین

بندوں پر مولوی فاضل مکرم محترم نے یہ رسالہ
مجھے دکھایا، پس میں نے اس کو مشتمل پایا اس
تحقیق پر جو قبول کرنے کے قابل ہے اور
اس کے مؤلف نے حق تعالیٰ ان کو محفوظ رکھے
عجیب تحریر لکھی جو بلاشک اہل السنۃ و
الجماعت کا عقیدہ ہے اور یہ جو دلالت کر
رہا ہے مصنف کے وسعت معلومات پر
پس وہ ہمیشہ مشکلوں کے کھولنے والے رہیں
اور دشواریوں کے حل کرنے والے اللہ ان
کو پوری جزا عطا فرمائے اس دنیا میں
اور آخرت میں۔ عجلت میں لکھا محتاج رب
خادم العلماء، ابو الخیر محمد بن علامہ احمد بن عبد الغنی
ابن عمر عابدین نے جو ہوئے نسب حسینی ہیں
اور وطن دمشق اللہ اپنے لطف وکرم سے
ان کو بخشے۔

مہر

صورۃ ما کتبہ الفاضل الجلیل الامام النبیل رئیس الفضلاء
وسند الکملاء محقق عصرہ ومدقق دھرہ وحید الزمان صفی الدوران
جناب الشیخ مصطفی بن احمد الشطی الحنبلی لا زال مغمورا فی
رضوان الملک العلام آمین

نقل تقریظ جس کو تحریر فرمایا جلیل الشان فاضل سردار فضلاء، سند کملاء، امام عاقل محققِ وقت مدقق زمانہ یکتائے زمان برگزیدۂ دوران جناب شیخ مصطفیٰ بن احمد شطی حنبلی نے سدا شاہنشاہ علام کی رضا میں غرق رہیں۔ آمین!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الاول بلا بدایۃ و الآخر بلا نہایۃ فسبحانہ من الٰہ تفضل علی ہذہ الامۃ المحمدیۃ بفضائل لا تحصی وخصہم بخصائص لا تستقصی سیما وقد جعل منہم علماء و نبلاء و فضلاء و انار قلوبہم بنور معرفتہ وجعل منہم اولیاء وورثۃ لخاتم الرسل علیہ الصلوٰۃ والسلام ولسائر الانبیاء و ان ممن یرجی انہ یکون منہم الشیخ حضرۃ العالم الفاضل و النبیہ الاریب الکامل مؤلف ہذہ الرسالۃ المشتملۃ علی مسائل شرعیۃ و ابحاث شریفۃ علمیۃ نشر للرد علی فرقۃ الوہابیہ فی بعض مسائل علی مذہب السادۃ الحنبلیۃ و الرد انشاء اللہ فی محلہ فجزا اللہ تعالیٰ ہذا المؤلف عن سعیہ خیرا و قابلہ باحسانہ و

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سب تعریف اللہ کو زیبا ہے جو اول ہے بلا ابتدا کے اور آخر ہے بلا انتہا کے پس پاک ہے وہ معبود جس نے فضیلت بخشی اس امتِ محمدیہ کو بے شمار فضائل سے اور خاص فرمایا لا انتہا خصوصیتوں سے خصوصاً اس نعمت سے ان میں علماء، کملاء، اور فضلاء اور ان کے دلوں کو روشن فرمایا اپنی معرفت کے نور سے اور بنائے ان میں اولیاء اور خاتم الرسل علیہ وعلی سائر الانبیاء الصلوٰۃ والسلام کے وارث اور امید کی جاتی ہے کہ انھیں خاصانِ خدا میں سے عالم فاضل فہیم عقیل کامل اس رسالہ کے مؤلف بھی ہیں جو چند شرعی مسئلوں اور شریف علمی بحثوں پر مشتمل ہے۔ وہابی فرقہ کی تردید کے لیے علماء حنبلی کے مذہب کے موافق بعض مسائل میں اور یہ رد انشاء اللہ اپنے موقع پر ہے۔ پس اللہ بہتر جزا دے ان مؤلف کو

سبها ما صابته فی افئدة من زاغ
عن الحق وفرقه والصلوٰة والسلام
علےٰ من ھو الوسیلة العظمیٰ لنیل کل
فضیلة والغایة القصویٰ لوصول
المراتب الجلیلة وعلےٰ اٰله واصحابه
واتباعه واحزابه لاسیما من ذب
عن الدین المحمدی کل جهول وهابی
معتدی اما بعد فانی وقفت علی هذا
المؤلف الجلیل فوجدته سفرا حافلا
لکل دقیق وجلیل من الرد علی
الفرقة المبتدعة الوهابیة اکثر الله
تعالیٰ من امثال مؤلفه واعانه بعنایة
الربانیة کیف لا والکلام من هذا
الموضع من اهم ما یعتنی به فی الوصول
والفروع فجزا الله مولفه العالم
الفاضل والانسان الکامل افضل
ما جوزی عامل علی عمله وسقاه
الله من الرحیق علله ونهله ونرجو
منه الدعاء بحسن الخاتمة والتوفیق
لما فیه النجاة فی الاخرة - کتبه الفقیر
الی الله تعالیٰ

محمود بن رشید العطار

اور توفیق بخشی اور ان کے کلام کو بنا دیا تیر
پہنچنے والا ان کے کلیجوں میں جو حق سے پھرے
اور علیحدہ ہوئے اور درود و سلام اس ذات پر
جو بڑا وسیلہ ہے ہر فضیلت کے حاصل کرنے
کو اور منتہائے مراد ہے مراتب جلیلہ تک
پہونچنے کو اور ان کی اولاد و اصحاب اور
تابعین وجماعت پر خصوصاً ان پر جنھوں نے
دینِ محمدی سے ہر جاہل وہابی معتدی کو دفع
کیا۔ اما بعد پس میں مطلع ہوا اس تالیف
جلیل پر پس پایا اس کو جامع ہر باریک و
باعظمت مضمون کا جس میں رد ہے بدعتی
وہابیوں کے گروہ پر، مؤلف جیسے علماء کو
حق تعالیٰ زیادہ کرے اور ان کی مدد فرمائے
عنایت ربانیہ سے کیوں نہ ہو اس مضمون میں
گفتگو کرنا اصول و فروع کے قابل توجہ مسائل
میں اہم و ضروری ہے پس اللہ جزا دے اس
کے مؤلف کو جو عالم فاضل اور انسان کامل ہیں
بہترین جزا جو عمل کنندہ کو اس کے عمل پر ملا کرتی
ہے اور ان کو شراب جنت سے سیراب کرے
بار بار اور ہم امیدوار ہیں ان سے دعا حسن خاتمہ کی
اور ان اعمال کی توفیق کہ جس میں نجات اخروی حاصل ہو
لکھا اس کو فقیر محمود بن رشید عطار نے ۔

صورة ما كتبه النحرير العلام رئيس الفضلاء الاعلام حضرة الشيخ محمد البوشي الحموي تغمده الله بكرمه البهي-

بسم الله الرحمٰن الرحيم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ القائل كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ و الصلوٰة و السلام على اشرف خلقه و خاصته من انبيائه القائل لا تزال طائفة من امتي ظاهرين حتى يأتيهم امر الله وهم ظاهرون وعلى اٰله و اصحابه القائمين بنصرة الدين في الحرب والسلم وسلم تسليما كثيرا الى يوم الدين رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَ هَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ اما بعد فاقول قد اطلعت على هذه الاسئلة و اجوبتها للعلامة الفاضل والجهبذ الكامل فريد عصره ووحيده الهمام القمقام شيخي واستاذي وعمدتي وملاذي مولانا المولوي الشهير بخليل احمد فوجدتها لما عليه السواد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سب تعریف اللہ رب العلمین کو جس نے ارشاد فرمایا کہ (اے امت محمدیہ) تم سب سے بہتر امت ہو جو لوگوں کے لیے نکالی گئیں کہ حکم کرتے ہو نیکی کا اور منع کرتے ہو برائی سے اور درود و سلام بہترین مخلوقات اور برگزیدہ پیغمبراں پر جس کا ارشاد ہے کہ ہمیشہ ایک گروہ میری امت میں سے غالب رہے گا۔ یہاں تک کہ قیامت آجائے گی اور وہ غالب ہی ہوں گے اور ان کی اولاد و اصحاب پر جو دین کی مدد پر قائم رہے جنگ و صلح میں اور سلام نازل ہو بکثرت روز قیامت تک اے ہمارے رب کج نہ فرما ہمارے دلوں کو اس کے بعد کہ ہم کو ہدایت دے چکا اور عطا فرما ہم کو اپنے پاس سے رحمت بیشک تو بہت زیادہ عطا فرمانے والا ہے اس کے بعد میں کہتا ہوں کہ میں ان سوالات پر مطلع ہوا جن کو تحریر فرمایا ہے زبردست عالم صاحب فضل اور سردار کامل یکتائے زمانہ اور یگانہ وقت پیشوا بحر مواج میرے شیخ اور میرے استاذ اور معتمد اور

الاعظم من اہل السنۃ والجماعۃ	پشت وپناہ مولانا مولوی خلیل احمد صاحب نے
ولما علیہ مشائخنا الاعلام والسادۃ	پس میں نے پایا ان کو اس کے موافق جس پر عظمت
الفخام سقی اللہ روحھم صوب الرحمۃ	گروہ یعنی اہل السنۃ والجماعۃ ہیں اور اس کے
والغفران فجزی اللہ ذٰلک الفاضل	مطابق جس پر ہمارے مشائخ اعلام اور سرداران
عن السنۃ خیر الجزاء والسلام قالہ	عظام ہیں حق تعالیٰ ان کی ارواح کو رحمت ومغفرت
بفمہ ونطقہ بلسانہ ورقمہ لسنانہ	کی بارش سے سیراب کرے پس اللہ جزائے ان
الفقیر الحقیر ذی العجز والتقصیر محمد	فاضل مؤلف کو سنت کی طرف سے بہتر جزاء۔
البوشی الحموی الازھری المدرس و	والسلام کہا اپنے دہن سے اور ظاہر کیا زبان سے
الامام فی الجامع الشھیر بجامع المدفن	اور لکھا قلم سے فقیر حقیر محمد بوشی سندیافتہ جامع ازہر
بحماۃ الشام۔	مدرس وامام جامع مدفن واقع شہر حما ملک شام نے

صورۃ ما کتبہ الامام الاجل والھمام الاکمل حضرۃ الشیخ محمّد سعید الحموی غطاہ اللہ بلطفہ الخفی والجلی۔

الحمد للہ الواحد فلا یجحد الاحد	سب تعریف اللہ احد کو جس کا انکار نہیں ہو
الذی فی سرمدیتہ توحد الفرد	سکتا یکتا کہ اپنی بقا میں یگانہ ہے فرد کہ اپنی
الذی فی ربوبیتہ تفرد والصّلوۃ	ربوبیت میں لاشریک ہے اور درود وسلام
والسّلام علی سیدنا محمّد الممجد و	سیدنا محمد ممجد پر اور ان کی اولاد واصحاب پر
علی اٰلہ واصحابہ الذین جاھدوا مع	جنھوں نے جہاد کیا ہر اس شخص سے جس نے
من تمرد اما بعد فانی لما سرحت	شرارت کی، اما بعد میں نے جب نظر ڈالی
نظری فی الرسالۃ المنسوبۃ للعالم	اس رسالہ میں جو منسوب ہے عالم فاضل امام
الفاضل والامام الکامل مولانا	کامل مولانا خلیل احمد صاحب کی طرف

خلیل احمد وجدتها مطابقة لاعتقادنا واعتقاد مشائخنا فالله یجزیه الجزاء الاوفی ویحشرنا وایاه تحت لواء المصطفیٰ آمین۔

محمد سعید

تو اس کو پایا مطابق اپنے اعتقاد اور اپنے مشائخ کے اعتقاد کے پس اللہ جزا دے ان کو پوری جزا اور ہم کو اور ان کو جمع فرمائے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کے نیچے آمین!

صورة ما كتبه البارع النبيل الفاضل الجليل صاحب الكمال حضرة الشيخ على بن محمد الدلال الحموى لازال معمورا بالافضال

الحمد لله الذی وقانا من الاهواء والبلاء والضلالات۔ ووفقنا لاتباع سیدنا محمد صلی الله تعالیٰ علیه وسلم صاحب المعجزات الباهرات وثبتنا علی ما كان علیه هو واصحابه الكرام (امابعد) فانی لم اعثر فی هذه الرسالة المنسوبة للعلامة الفاضل مولانا خلیل احمد الاعلیٰ ما یوافق اعتقادنا واعتقاد مشائخنا رحمهم الله تعالیٰ من معتقدات اهل السنة والجماعة فجزاه الله تعالیٰ خیر الجزاء وحشرنا وایاه معهم فی زمرة سید الانبیاء والحمد لله رب العلمین

سب تعریف اللہ کے لیے جس نے ہم کو محفوظ رکھا ہوائے نفسانی و بدعات اور گمراہیوں سے اور ہم کو توفیق بخشی سیدنا احمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کی جو روشن معجزوں والے ہیں اور ہم کو ثابت قدم رکھا اس طریقہ پر جس پر آپ اور آپ کے صحابہ تھے۔ اما بعد میں نے کوئی بات اس رسالہ میں جو منسوب ہے علامہ فاضل مولانا خلیل احمد صاحب کی طرف ایسی نہیں پائی جو موافق نہ ہو اہل السنۃ والجماعۃ کے عقیدوں میں ہمارے اعتقاد اور ہمارے مشائخ کے اعتقاد کے۔ پس اللہ ان کو جزا دے اور ہم کو اور ان کو اہل السنت والجماعت کے ساتھ سید الانبیاء کے زمرہ میں محشور فرمائے والحمد للہ رب العلمین

خادم العلماء علی بن محمد الدلال الحموی عفی عنہ -

خادم العلماء علی بن محمد دلال -

صورة ما کتبہ الادیب الکامل والحبر الفاضل الامام الربانی حضرة الشیخ محمد ادیب الحورانی متع اللہ بعلمہ القاصی والدانی -

الحمد للہ علی ما انعم وعلمنا مالم نکن نعلم والصلوٰۃ والسلام علی افصح من نطق بالضاد وافحم بباھر حجتہ کل من عاند وحاد عن طریقۃ الرشاد سیدنا محمدن الذی جاء بالحق المبین ومحا براھینہ القاطعۃ شبہ الضالین المضلین وعلی الہ واصحابہ المتمسکین بسنۃ المتادبین باداب شریعتہ (وبعد) فقد اطلعت علی ھذہ الاجوبۃ الظاھرۃ والعقود الفاخرۃ فوجدتھا موافقۃ لما علیہ اھل السنۃ والدین مخالفۃ لمعتقد المبتدعین المارقین جزی اللہ مولفہ کل خیر واکثر من امثالہ- وایدہ فی اقوالہ وافعالہ- امین

الراجی نیل الربانی محمد ادیب

اللہ کے لیے حمد ہے ان نعمتوں پر جو اس نے دیں اور ہم کو سکھایا جو ہم جانتے نہ تھے اور درود وسلام اس ذات پر ضاد بولنے میں سب سے زیادہ فصیح ہیں اور معاند ومنحرف کو اور اس کو جو ان کی راہ رشد سے پھرا باظہار دلیل سب سے زیادہ چپ کرانے والے ہیں یعنی سیدنا محمد جو کھلا ہوا حق لے کر آئے اور اپنے دلائل قاطعہ سے گمراہوں گمراہ کنندوں کے شبہات مٹائے اور ان کی اولاد واصحاب پر جنھوں نے آپ کا طریقہ مضبوط پکڑا اور آداب شریعت کے عامل بنے ہیں ان کھلے جوابوں اور فخر کے لائق ہاروں پر مطلع ہوا تو ان کو موافق پایا اس طریقے کے جس پر سنت اور دین والے ہیں اور مخالف پایا بددین بدعتیوں کے عقیدہ کے اللہ صلہ دے اس کے مولف کو ہر قسم کی بھلائی کا اور زیادہ کرے ان جیسے علما اور ان کی تائید فرمائے ان کے اقوال وافعال میں آمین

الحورانی المدرس فی جامع السلطانة بحماة

طبع الخاتم

امید وار عطار ربانی محمد ادیب حورانی مدرس جامع مسجد سلطانہ حما۔ ملک شام

مہر

صورة ما کتبه صاحب الفضل الباهر والعلم الزاهر حضرة الشیخ عبد القادر لا زال ممدوحا من الاصاغر والاکابر

قد اطلعنا علی رسالة الفاضل الشیخ خلیل احمد المشتملة علی الاسئلة و الاجوبة بخصوص العقائد وشد الرحال لزیارة سید المرسلین فوجدناها موافقة لعقائدنا اهل السنة والجماعة خالیة عن الخلل ما علیها رد من جهة بذلك فنشکر فضل الاستاذ المذکور کتبه الفقیر الیه تعالی عبد القادر لبابیدی

ہم مطلع ہوئے صاحب فضل شیخ مولانا خلیل احمد کے اس رسالہ پر جو مشتمل ہے چند سوالات و جوابات اور خاص عقیدوں اور زیارت سرور عالم کے لیے سفر کرنے پر پس ہم نے ان کو پایا موافق عقائد اہل سنت والجماعت کے بالکل خالی خلل سے جس پر کسی طرح کسی قسم کا رد نہیں ہو سکتا۔ پس ہم استاد مذکور کی فضیلت کے شکرگزار ہیں۔ لکھا فقیر عبد القادر نے۔

صورة ما کتبه العلامة الوحید الدر الفرید حضرة الشیخ محمد سعید من الله علیه باحسانه المدید وکرمه المجید۔

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله نحمده و نستعینه و نشهد به و نستغفره و اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شریك له۔ واشهد ان سیدنا محمدا عبده

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سب تعریف اللہ کو ہم اس کی حمد کرتے اور اس سے مدد چاہتے اور اس کا دل سے اقرار کرتے اور اس سے استغفار کرتے ہیں اور گواہی دیتے ہیں کہ کوئی معبود نہیں مگر اللہ کیتا لا شریک

ورسوله ارسله الله رحمة للعلمين
بشيرا و نذيرا و سراجا منيرا صلى
الله عليه وعلى آله واصحابه نجوم
الاهتداء وائمة الاقتداء وسلم
تسليما كثيرا. اما بعد فقد اطلعت
على هذه الاجوبة الجليلة التي كتبها
العالم الفاضل الشيخ خليل احمد
فرأيتها مطابقة لما عليه السواد
الاعظم من علماء المسلمين و
ائمة الدين من الاعتقاد الحق و
القول الصدق وهي جديرة بان
تنشر بين المسلمين وتعلم لسائر
المومنين فجزى الله مولفها الخير و
وقاه الاذى والضير وها انا قد
اجريت قلمي بالتصديق عليها ولا
حول ولا قوة الا بالله العظيم

١٠ ربيع الثاني ١٣٢٩ه

كتبه الفقير اليه تعالى محمد سعيد

طبع الخاتم

اور گواہی دیتے ہیں کہ سیدنا محمد اس کے
بندہ اور رسول ہیں جن کو اللہ نے بھیجا جہان
بھر کے لیے رحمت بنا کر مژدہ سنانے والا
ڈرانے والا روشن چراغ اللہ کی رحمت ہو ان
پر اور ان کی اولاد و اصحاب پر جو ہدایت کے
تارے اور اقتدار کے امام ہیں اور سلام ہو
بکثرت۔ میں مطلع ہوا ان بزرگ جوابات پر جن
کو لکھا ہے عالم فاضل شیخ خلیل احمد نے پس
میں نے ان کو پایا مطابق اس اعتقاد برحق
اور سچے قول کے جس پر علماء مسلمین و پیشوایان
دین کا گروہ اعظم ہے اور یہ جوابات اس لائق
ہیں کہ ان کو پھیلا دیا جائے تمام مسلمانوں میں
اور سکھا دیا جائے سارے مومنین کو پس اللہ
اس کے مولف کو جزائے خیر دے اور محفوظ
رکھے تکلیف و مضرت سے اور لو میں نے اس
کی تصدیق پر قلم چلا دیا۔

محمد سعید

١٠ ربیع الثانی ١٣٢٩ھ

مُہر

صورة ما كتبه الفصيح الثناء والناظم السدار حضرة الشيخ محمد سعيد لطفي حنفي غفره الله بفضله العلي۔

احمد الله على آلائه و اصلى واسلم على خاتم انبيائه وعلى آله واصحابه الذين فازوا بنصرته و ولائه اما بعد فقد اطلعت على هذه الاجوبة الفاضلة فوجدتها مطابقة للحق خالية من كل شبهة باطلة كيف لا وطرز بردها شمس سماء البلاد الهندية و دُر تاج علماء تلك البقعة البهية فقد احرز قصبات السبقة فى مضمار العلم والقيت اليه مقاليد الذكاء والفهم عيد اعيان هذا الزمان وانسان عين الانسان مقتدى اهل الفضل والصلاح و وسيلة النجاة والنجاح حضرة الحافظ الحاج المولوى خليل احمد دام بعناية الملك الصمد ولا زالت اشعة شموسه مشرقة مضيئة و انوار بدوره فى افق السماء العلم بازغة منيرة آمين يارب العلمين

میں اللہ کی حمد کرتا ہوں اس کے احسانات پر اور درود بھیجتا ہوں خاتم الانبیاء پر اور ان کی اولاد و اصحاب پر جو آپ کی مدد اور محبت سے مالامال ہوئے۔ اما بعد میں مطلع ہوا ان فضیلت والے جوابوں پر پس ان کو پایا حق کے مطابق اور ہر باطل شبہ سے خالی۔ کیوں نہ ہو جب کہ اس کے مولف آسمانِ ہند کے آفتاب اور اس جانب کے علماء کے سرتاج کہ جنھوں نے علم کے میدان میں مراتب سبقت فضل کو لیا اور ذکاء و فہم کی کنجیاں ان کے قبضہ میں آئیں۔ بزرگانِ زمانہ کی وحید اور ہر انسان کی آنکھ کی پتلی اہل فضل و جلالت کے پیشوا، اور نجات و کامیابی کے وسیلہ حضرت حافظ حاجی مولوی خلیل احمد صاحب ہیں بے نیاز شاہنشاہ کی عنایت سے دائم قائم رہیں اور ان کے آفتاب کی شعاعیں روشن اور چمکتی رہیں اور ان کے ماہتاب کے انوار آسمانِ علم کے افق پر تاباں درخشاں رہیں۔ آمین یارب العالمین!

سرحت طرفی فی میا دین السؤال مع الجواب
الفیت ما فیہا حقیقاً کلہ عین الصواب
لا عزو اذا ابداہ ذو القدر العلی اللیث المہاب
من صیتہ قد طارۃ بین السہول والھضاب
وبحفظ احکام الشریعۃ جاء بالعجب العجاب
وھو الحسام الفضل فی اعناق اھل الارتیاب
وھو الامام اللوذعی وقولہ فصل الخطاب
دم بالرعایۃ یا خلیل وانت محمود الجناب

ترجمہ: سوال و جواب کے میدانوں پر میں نے نظر ڈالی تو اس کا سب مضمون بالکل صواب اور حق پایا، ایسا ہونا کچھ تعجب نہیں کیونکہ اس کو بلند مرتبہ والے قابل ہیبت شیر نے ظاہر کیا ہے جس کا شہرہ نیک نامی نرم و سخت غرض تمام زمین میں اڑ گیا اور شریعت کے احکام کی حفاظت میں عجیب مضمون بیان فرمایا اور وہ ایک فصیل کن تلوار ہیں اہل شک کی گردنوں میں۔ اور وہ پیشوائے ذکی ہیں اور ان کا قول گفتگو کا فیصلہ ہے۔ اے خلیل تم محمود بارگاہ ہو کر ہمیشہ بحفاظت قائم رہو۔

وانا العبد الفقیر اسیر التقصیر — میں ہوں بندۂ فقیر:
الراجی لطف ربہ الجلی والخفی — محمد سعید لطفی حنفی عفی عنہ
محمد سعید لطفی الحنفی عفا اللہ عنہ

طبع الخاتم

صورۃ ما کتبہ الشیخ الاوحد ذو الفضل المجید حضرۃ فارس بن محمد امدہ اللہ بمنہ المخلد

الحمد للہ حمد من اعترف بجنابہ — تمام حمد اللہ کے لیے ہے اس کی حمد جو اس

الاقدس بجميع الكمالات وعرف
انه تعالى وتنزه عن جميع ما يقوله
المبتدعة واهل الضلالات و
اعتقد بان حججهم داحضة و
ترهاتهم متناقضة والصلوة و
السلام على سلطان دوائر الحضرات
الربانية وسيد سادات المرسلين
اهل المشاهد القدسية سيدنا و
مولانا محمد الذى هو محمد دولة
الموجودات واحمد كائب الكائنات
وعلى اله اقمار سموات المفاخر و
اصحابه نجوم المحافل والمحاضر
الى يوم الدين اما بعد فيقول العبد
الذى اذا غاب لا يذكر واذا احضر
لا يوقر خويدم السنة السنية والفقراء
الاحمدية فارس بن احمد الشفقة
الحموى مولدا ووطنا والشافعى مذهبا
والرفاعى طريقة والمدرس فى جامع
البصة الكائن بمدينة حماة المحمية
احدى البلاد الشامية قد طالعت
الرسالة المباركة المشتملة على ستة

کی بارگاہِ اقدس کے لیے تمام کمالات کا معترف
ہو اور جانتا ہو کہ وہ عالی اور منزہ ہے اور
تمام ان باتوں سے جو کہتے ہیں بدعتی اور اہل
ضلال اور معتقد ہو اس بات کا۔ ان کی دلیل
ضعیف ہے اور ان کی بکواس باہم معارض ہے
اور درود و سلام ربانی بارگاہوں کے دائروں
کے بادشاہ اور پاک مجالس والے بزرگ پیغمبران
کے سردار سیدنا و مولانا محمد پر جو تمام عالم
کی حکومت کے ستودہ اور سارے جہان
کے مخلوقات کے ممدوح ہیں اور آپ کی
اولاد جو آسمان ہائے مفاخر کے ماہتاب ہیں
اور آپ کے صحابہ پر جو محافل و مجالس کے
تارے ہیں روز قیامت تک۔ اما بعد کہتا ہے
بندہ جو غائب ہو تو نہ یاد آوے اور موجود
ہو تو عظمت نہ کی جائے روشن سنت اور محمدی
فقراء کا ادنیٰ خادم فارس ابن احمد شفقہ جس کی
جائے ولادت و وطن حماہ ہے اور مذہب شافعی
اور مشرب رفاعی اور ملک شام کے شہر حماہ کی
جامع مسجد بجصہ میں مدرس ہے۔ میں اس
مبارک رسالہ پر مطلع ہوا جو چھبیس ٢٦ جوابوں پر
مشتمل ہے۔ جو عالم کامل زیرک فاضل محقق

وعشرين جوابا التي اجاب بها العالم الكامل والجهبذ الفاضل المحقق المدقق والمقدام المفرد مولانا المولوي خليل احمد وعند ما تصفحت تلك العبارات الفائقة وتعلقت هاتيك المعاني الرائقة وجدتها للشريعة المطهرة موافقة ولما عليه معتقدنا ومعتقد اشياخنا من السلف والخلف مطابقة فجزاه الله تعالى خيرا وحشرنا واياه تحت لواء سيد المرسلين والحمد لله رب العلمين۔

قاله بفمه وكتبه بقلمه الفقير لربه المعترف بذنبه فارس بن احمد الشفقة الحموي۔

مدقق بیشوائے یگانہ مولانا مولوی خلیل احمد صاحب نے دیے ہیں اور جب میں نے ان عمدہ عبارتوں اور خوشگوار مضامین کو غور سے دیکھا تو ان کو شریعت مطہرہ کے مطابق اور اپنے اگلے پچھلے مشائخ کے عقیدے کے موافق پایا پس اللہ ان کو جزائے خیر دے اور ہم کو اور ان کو سید المرسلین کے زیر لواء محشور فرمائے والحمد للہ رب العلمین۔

کہا اپنے دہن سے اور لکھا قلم سے فقیر فارس بن شقفہ احمد حموی نے۔

طبع الخاتم

صورة ما كتبه البحر الجواد قدوة الزهاد والعباد حضرة الشيخ مصطفى الحداد سقاه الله بالرحيق يوم التناد

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الواحد الذي عدمت له النظائر والاشباه۔ الصمد الذي

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سب تعریف اللہ کو جو یکتا ہے کہ اس کی کوئی نظیر اور شبیہ نہیں بے نیاز ہے کہ اس

اقرت بربوبيته الضمائر و الافواه الجليل الذي سجدت لهيبته الاذقان و الجباه القادر الذي جرت خاضعة لقدرته الرياح و الامواه المقتدر الذي اطاع امره الفلك الاعلى وما علاه الاحد الذي نطقت حكمته بوحدانيته فيما ابتدعه وسواه واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له شهادة يرغم بها الجاحد المنافق ويعظم بها الرب القدوس الخالق واشهد ان سيدنا ونبينا ومولانا وحبيبنا وقرة عيوننا ابا القاسم محمدا عبده ورسوله المبعوث باعمر الطريق وحبيبه وامينه المكاشف بغيوب الحقائق صلى الله عليه و على اله وصحبه وسلم ما لاح و ميض بارق وبعد فقد وقفت في هذه الاونة على رسالة تتضمن ستة وعشرين سوالا نمق لجوبتها العالم الفاضل الشيخ خليل احمد

کے رب ہونے کا اقرار دل اور منہ سے کرتے ہیں باعظمت ہے کہ اس کی ہیبت سے ٹھوڑی اور ماتھے جھکے ہوئے ہیں باقدرت ہے کہ اس کی طاقت سے ہوائیں اور پانی مسخر ہیں زور آور ہے کہ فلک اعلیٰ اور اس سے بالا بھی اس کے حکم کے مطیع ہیں یگانہ ہے کہ جو کچھ ایجاد فرمایا ہے اس کی حکمت اس کی وحدانیت بتا رہی ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ معبود نہیں بجز اللہ یگانہ لاشریک کے جس کو منافق نہیں مانتا اور جس سے پاک پروردگار پیدا کرنے والے کی عظمت ظاہر ہو اور گواہی دیتا ہوں کہ سیدنا و مولانا ہمارے محبوب اور آنکھوں کی ٹھنڈک ابو القاسم محمد اس کے بندہ اور رسول ہیں جو سب سے عمدہ اور پیارا طریقہ دے کر بھیجے گئے اور امین ہیں کہ مخفی حقیقتیں ظاہر فرماتے ہیں اللہ ان پر اور ان کی اولاد و اصحاب پر رحمت نازل فرمائے جب تک ان کی چمک ظاہر ہے۔ اما بعد دریں ولا میں اس رسالہ سے آگاہ ہوا جو ان چھبیس سوالات کو شامل ہے جن کے جوابات عالم فاضل شیخ خلیل احمد صاحب نے دیئے ہیں۔ اللہ کم

وفقني الله وإياه والمسلمين لما به
في الدارين تسعد وفي الملاء به
نحمد. فوجدته قد نهج في أجوبته
المذكورة المنهج الصحيح ووافق
بها الحق الصريح ورد بمنطوقها المين
وجلا بمفهومها الغين عن العين
والحمد لله الهادي الى سبيل
الصواب واليه المرجع والمآب و
صلى الله على سيدنا ومولانا محمد
عالي القدر العظيم الجاه وعلى آله
وصحبه ومن والاه.

كتبه العبد الضعيف الملتجي الى
مولاه خادم السنة السنية في مدينة
حماه الراجي من ربه في الدنيا
التوفيق للقيام على قدم السداد وفي
الآخرة كهيئة السؤال والمراد به
الفقير اليه سبحانه المصطفى الحداد
عفي عنه.

کو اور ان کو اور تمام مسلمانوں کو ان اعمال
کی توفیق بخشے جن کی بدولت ہم دارین میں
صاحب نصیب ہوں اور عالم بالا میں ہماری
تعریف ہو۔ پس میں نے پایا کہ شیخ ممدوح
ان مذکورہ جوابات میں صحیح طریق پر ہیں اور
صریح حق کی موافقت کی اور اس کی عبارت
سے باطل کو رد کیا اور مضمون سے آنکھوں کی
ظلمت رفع کی اور سب تعریف اللہ کو جو
درست طریقہ کا راہ نما ہے اور اسی کی طرف
لوٹنا اور آخر جانا ہے اور رحمت فرمائے اللہ
سیدنا و مولٰنا محمدؐ پر جو عالی قدر اور عظیم الجاہ
ہیں اور ان کی اولاد و اصحاب اور ان کے
دوستوں پر۔

لکھا بندۂ ضعیف:
مصطفٰے حداد حموی نے

طبع الخاتم



۲۷ رجب المرجب — کتبہٗ خاکپائے بزرگانِ دیوبند: نفیس الحسینی غفرلہٗ — ۱۳۸۲ھ

[illegible]

[illegible]

عقائد أهل السنّة والجماعة

یعنی

خلاصہ عقائد علمائے دیوبند

مع

تصدیقاتِ جدیدہ



ترتیب

حضرت مولانا مفتی سیّد عبدالشکور ترمذی صاحب مدظلہم
مہتمم مدرسہ عربیہ حقانیہ، ساہیوال، ضلع سرگودھا



بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی یحق الحق بکلماتہ ویبطل الباطل بسطواتہ نصر المؤمنین و قال کان حقا علینا نصر المؤمنین و قطع کید الخائنین فقطع دابر القوم الذین ظلموا۔ والحمد للہ رب العلمین۔ والصلوۃ والسلام علی مفرق فرق الکفر والطغیان ومشتت جیوش بغاۃ القرین والشیطان۔ وعلی الہ وصحبہ اشداء علی الکفار و رحماء بینھم تراھم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا۔ ماتعاقب الیزان وتضاد الکفر والایمان

بعد الحمد والصلوۃ!

گزارش آنکہ عرصہ سے بعض احباب کا یہ اصرار اور تقاضا تھا کہ اکابر علماء دیوبند کے جو عقائد، جو درحقیقت تمام اہل سنت والجماعت کے مسلّم عقائد ہیں، ان کی متفرق کتب "المہند" وغیرہ میں مفصل اور مبسوط طریقہ پر لکھے ہوئے ہیں۔ ان میں سے اس وقت کے مناسب حال بعض اہم اور ضروری عقائد کا انتخاب کرکے ان کو مختصر طریقہ پر ایک جگہ جمع کر دیا جائے۔ کیونکہ اس زمانہ میں عقائدِ اکابر سے عوام تو کیا، اکثر نئے علماء اور طلبہ کرام بھی ناواقف ہوتے جا رہے ہیں اور اُن کے نزدیک "دیوبندیت" صرف بریلویت کی تردید اور اس کی نقیض کا ہی نام رہ گیا ہے۔ اس کے سوا اُن کو کچھ خبر نہیں کہ اکابر کا مسلک کیا تھا۔

اس وجہ سے یہ چند عقائد "المہند" وغیرہ کتب سے انتخاب کرکے جمع کردیئے گئے ہیں اور چونکہ اس میں اختصار اور ناظرین کی سہولت مدِّنظر ہے، اس لئے "المہند" میں سے ایسے عقائد کو نظر انداز کردیا گیا ہے، جو مشکل اور دقیق تھے یا وہ زیادہ وضاحت طلب تھے، البتہ باقتضاءِ ضرورتِ وقت بعض ایسے عقائد کا بھی ذکر کردیا گیا ہے جو "المہند" کے علاوہ اکابر کی دوسری کتابوں میں مذکور ہیں اور بعض عقائد کے دلائل کی طرف بھی حسبِ اقتضاءِ زمانہ حال مختصر طور پر اشارہ کردیا گیا ہے۔ اس مختصر مجموعہ کا نام "عقائد اہل السنۃ والجماعۃ" معروف بہ "عقائد علماءِ دیوبند" تجویز کیا گیا ہے۔

یہ ایک واضح حقیقت ہے اور روشن صداقت ہے کہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہما، حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی قدس سرہٗ کے علمی خاندان کے ارشد تلامذہ میں سے تھے اور ۱۸۵۷ء کے بعد یہ دونوں حضرات ہندوپاک میں اس خاندان کے جائز طور پر علمی وارث قرار پائے اور بدعات کو مٹانے اور سنت مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا بلند کرنے کی خدمت انہی کے مقدس ہاتھوں میں دی گئی جس کو دارالعلوم دیوبند نے بحمد اللہ پورا کیا اور بمصداق و مثل کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ اصلھا ثابت و فرعھا فی السماء تؤتی اکلھا کل حین باذن ربھا۔ ہندوستان ہی میں نہیں، بلکہ روم و شام، عرب و عراق، کابل و قندھار، بخارا و خراسان، چین و تبت وغیرہ، دنیا کے گوشہ گوشہ میں اس کا فیض جاری اور عام ہے۔

اس قبول عام اور نفع عظیم نیز احیاءِ سنت اور امانت بدعت کو دیکھ کر بعض "بدعت پسند حضرات" سے رہا نہ گیا اور وہ "علماءِ دیوبند" کی مخالفت اور بدعت کی حمایت پر کمربستہ اور آمادہ ہوگئے اور انہی نے لوگوں کو علماءِ دیوبند سے متنفر کرنے اور اُن کو بدنام کرنے کے لئے طرح طرح کے غلط عقائد اور نظریات کا الزام ان پر لگانا شروع کردیا۔

"بدعت پسند حضرات" کی اس کاروائی کی خبر جب بعض علماء مدینہ منورہ (زادہم اللہ شرفا) کو ہوئی تو انہوں نے چھبیس ۲۶ سوالات حضرات علماء دیوبند کی خدمت میں لکھ کر بھیجے اور ان کے جوابات طلب کئے۔ چنانچہ فخر العلماء والمتکلمین، شیخ المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد صاحب صدر مدرس مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور قدس سرہٗ، نے ان سوالات کے جوابات عربی میں تحریر فرمائے اور ان کو اس وقت کے اکابر علماء دیوبند (جن میں خصوصیت سے شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحبؒ، حضرت مولانا احمد حسن صاحب امروہیؒ، حضرت مولانا شاہ عبد الرحیم صاحب رائے پوریؒ، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ اور حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب دہلویؒ قابلِ ذکر ہیں) کی تصدیقات سے مزین کراکر علماء حرمین شریفین کی خدمت میں بھیج دیا، تو علماء حرمین شریفین نیز مصر و شام اور حلب و دمشق کے علماء کرام نے بھی ان جوابات کی تصحیح اور تصدیق فرمائی اور یہ لکھدیا کہ یہ عقائد صحیح ہیں۔

اسی مجموعہ سوالات و جوابات اور ان کی تصدیقات کا نام "المہند علی المفند" معروف "بہ التصدیقات لدفع التلبیسات" ہے۔ یہ مجموعہ ۱۳۲۵ھ میں مرتب کیا گیا تھا۔ اس مجموعہ کے مندرجہ عقائد کی چونکہ صرف یہی حیثیت نہیں ہے کہ وہ کسی فرد یا ایک شخص کی انفرادی رائے یا ذاتی عقیدہ ہے اور نہ ان عقائد کی خدانخواستہ یہ حیثیت ہے کہ ان کو غیر واقعی اور غیر تحقیقی سمجھتے ہوئے اہل بدعت کے جواب میں محض رفع الزام اور دفع الوقتی کے طور پر لکھدیا گیا ہو (جیسا کہ سنا گیا ہے کہ بعض لوگ ایسا کہہ دیتے ہیں کیونکہ اس صورت میں اکابر کی دیانت مجروح ہو جاتی ہے اور اُن پر سخت الزام آتا ہے کہ انہوں نے غلط اور خلافِ حق سمجھتے ہوئے ان عقائد کا اظہار کردیا۔ یہی تو اہلِ بدعت کا ان پر الزام ہے۔ اس لئے یہ کہنا اکابر کی کھلم کھلا توہین کرنا اور ان کو برملا کتمان حق کا مجرم ٹھہرانا ہے۔ اس سے بڑھ کر اکابر کی توہین اور کیا ہو سکتی ہے) بلکہ ان عقائد کو علماء مدینہ منورہ کے سوالات کی روشنی میں اُسوقت

کے اکابر دیوبند کے تحقیقی مسلک کے طور پر اور وہ بھی بحیثیت "جماعتی مسلک دیوبند" کے پیش کیا تھا۔ اس لئے یہ مجموعہ علماء دیوبند کے عقائد کے معلوم کرنے کے لئے ایک تحریری دستاویز اور متفقہ مسلکی وثیقہ ہے اور "مسلک دیوبند" کے دیکھنے اور جانچنے کے لئے بمنزلہ آئینہ اور کسوٹی کے ہے اور ساتھ ہی یہ ہر اس شخص کا جواب بھی ہے جو "علماء دیوبند" کی طرف کسی بھی عقیدہ کو غلط طور پر منسوب کرے۔

"المہند" کے ملاحظہ سے واضح ہے کہ "علماء دیوبند" کے عقائد و اعمال قرآن وحدیث کے بالکل موافق ہیں اور ان کا سلوک و تصوّف عین سنت کے مطابق ہے اور یہ حضرات نہایت درجہ کے پکے حنفی اور اہل سنت والجماعت ہیں۔ ان کا کوئی عقیدہ قرآن و سنت کے خلاف نہیں ہے۔

مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس زمانہ میں بعض وہ حضرات جن کو تلمذ اور شاگردی کا انتساب بھی علماء دیوبند کے ساتھ حاصل ہے اور اسی لئے وہ اپنے کو دیوبند کی طرف منسوب کرتے اور دیوبندی کہلاتے ہیں، لیکن اس کے باوجود عقائد دیوبند کی اس مسلکی دستاویز اور وثیقہ کے مندرجات سے ان کو نہ صرف اختلاف ہی ہے، بلکہ وہ "علماءِ دیوبند" کے ان "اجماعی عقائد" کے خلاف علی الاعلان تحریر و تقریر میں مصروف ہیں اور طرفہ تماشہ یہ کہ پھر بھی وہ اپنے آپ کو دیوبندی کہلانے پر اصرار کرتے ہیں۔

اس لئے اس رسالہ "عقائد علماءِ دیوبند" میں اکثر و بیشتر عقائد "المہند" سے بھی لئے گئے ہیں اور اس کا حوالہ بھی دے دیا گیا ہے۔ مگر اختصار کے سبب اس میں سے سوالات کو بالکل حذف کر دیا گیا ہے اور جوابات میں بھی انتخاب سے کام لیا گیا ہے اور اُن کو "عقیدہ" کے عنوان سے بیان کر دیا گیا ہے اور جو عقیدہ کسی کتاب سے لیا گیا ہے، اس کے ساتھ اس کا حوالہ درج کر دیا گیا ہے۔

"عقائد علماءِ دیوبند" کے ملاحظہ سے جہاں یہ معلوم ہو گا کہ علماءِ دیوبند کے عقائد بالکل وہی ہیں جو تمام اہلِ سُنت والجماعت کے مسلمہ ہیں اور اہلِ سُنت کے خلاف

علماءِ دیوبند کے اپنے مخصوص عقائد کچھ نہیں ہیں، بلکہ اہلِ سنت والجماعت کے عقائد کا ہی دوسرا نام "عقائد علماءِ دیوبند" ہے۔

اسی طرح یہ بھی واضح ہوگا کہ اصلی دیوبندیت کیا ہے اور اس زمانہ میں بعض مقررین جن عقائد کو علماءِ دیوبند کی طرف منسوب کر رہے ہیں اور دیوبندیت کی جو تصویر اور اس کا جو نقشہ وہ عوام کے سامنے پیش کر رہے ہیں، جس سے روز بروز توحش اور تنفر بڑھتا جا رہا ہے اور کشیدگی زیادہ ہوتی جا رہی ہے۔ اس کو اصل دیوبندیت سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے اور یہ تصویر اور نقشہ حقیقتِ حال کے بالکل برعکس اور واقعہ کے قطعاً برخلاف ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو عقائد حقہ اختیار کرنے اور اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق عنایت فرمائیں۔ آمین!

وهو الموفق والمعين !

اب آگے "عقائد علماء دیوبند" لکھے جاتے ہیں۔ ان کو ملاحظہ فرمایا جائے۔ فقط۔!

سیّد عبد الشکور ترمذی گمتھلی عفی عنہ
مہتمم
مدرسہ عربیہ حقانیہ ساہی وال ضلع سرگودہا
۷، جمادی الاخری ۱۳۸۸ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

عقائد علمائے دیوبند

عقیدہ : ۱

ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک زیارتِ قبر سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم (ہماری جان آپ پر قربان) اعلیٰ درجہ کی قربت اور نہایت ثواب اور سبب حصول درجات ہے، بلکہ واجب کے قریب ہے گو شدِّ رحال اور بذلِ جان و مال (یعنی کجاوے کسنے اور جان و مال کے خرچ کرنے) سے نصیب ہو! (المہند ص ۱۰)

عقیدہ : ۲

اور سفر مدینہ منورہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی نیت کرے اور ساتھ ہی مسجد نبوی اور دیگر مقامات و زیارت گاہہائے متبرکہ کی بھی نیت کرے۔ بلکہ بہتر یہ ہے کہ جو علامہ ابن ہمام نے فرمایا ہے کہ خالص قبر شریف کی نیت کرے۔ پھر وہاں حاضر ہوگا، تو مسجد نبوی کی بھی زیارت حاصل ہو جائے گی۔ اس صورت میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم زیادہ ہے اور اس کی موافقت خود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے ہو رہی ہے کہ :

"جو میری زیارت کو آیا کہ میری زیارت کے سوا کوئی حاجت اسکو نہ لائی ہو تو مجھ پر حق ہے کہ قیامت کے دن اسکا شفیع بنوں۔"

عقیدہ : ۳

وہ حصہ زمین جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعضاء مبارکہ کو مس کیے ہوئے ہے۔ (یعنی چھوئے ہوئے ہے) علی الاطلاق افضل ہے۔ یہاں تک کہ کعبہ اور عرش و کرسی سے بھی افضل ہے۔ (المہند ص۱۱ زبدۃ المناسک حضرت گنگوہیؒ)

عقیدہ : ۴

ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک دعاؤں میں انبیاء علیہم السلام اور صلحاؤ اولیاء، شہداؤ صدیقین کا توسل جائز ہے۔ اُن کی حیات میں بھی اور اُن کی وفات کے بعد بھی۔ اس طریقہ پر، کہ، کہے: یا اللہ! میں بوسیلہ فلاں بزرگ کے تجھ سے دعاء کی قبولیت اور حاجت برآری چاہتا ہوں، یا اسی جیسے اور کلمات کہے۔

(المہند ص۱۳، اور فتاویٰ رشیدیہ ص۱۱۲)

عقیدہ : ۵

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کے پاس حاضر ہو کر شفاعت کی درخواست کرنا اور یہ کہنا بھی جائز ہے کہ حضرت میری مغفرت کی شفاعت فرمائیں۔!

(فتاویٰ رشیدیہ ص۱۱۲، فتح القدیر ج۱ ص۳۳۸ اور طحطاوی علی المراقی ص۴۰۰)

نیز حضرت گنگوہیؒ تحریر فرماتے ہیں:-

"پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے دعا کرے اور شفاعت چاہے" کہے

يَا رَسُولَ اللهِ اَسْئَلُكَ الشَّفَاعَةَ	اے اللہ کے رسول! میں آپ سے شفاعت
واتوسل بك الى الله فى ان	کا سوال کرتا ہوں اور آپ کو اللہ تعالے

اموت مسلمًا علی ملتك وسنتك۔

(زبدۃ المناسک ص۹)

کے یہاں بطور وسیلہ پیش کرتا ہوں کہ میں بحالت اسلام آپ کی ملت اور سنت پر مروں!"

عقیدہ : ۶

اگر کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے پاس سے صلوٰۃ وسلام پڑھے تو اس کو آپ خود بنفسِ نفیس سنتے ہیں اور دور سے پڑھے ہوئے صلوٰۃ وسلام کو فرشتے آپ تک پہنچاتے ہیں۔

(طحطاوی علی المراقی ص۳۴۸)

حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ فرماتے ہیں :-

"انبیاء علیہم السلام کو اسی وجہ سے مستثنیٰ کیا ہے کہ اُن کے سماع (سننے) میں کسی کو اختلاف نہیں۔"

(فتاوٰی رشیدیہ ص۱۱۲)

حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ فرمایا کرتے تھے :-

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حیات ہیں۔ لہٰذا پست آواز سے سلام کرنا چاہیے۔ مسجد نبویؐ کی حد میں کتنی ہی پست آواز سے سلام عرض کیا جائے، اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود سنتے ہیں۔"

(تذکرۃ الخلیل ص ۲۰۶)

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ لکھتے ہیں :-

"سلام سننا نزدیک سے خود اور دور سے بذریعہ ملائکہ (اور) سلام کا جواب دینا۔ یہ تو دائمًا (ہمیشہ) ثابت ہیں۔"

(نشر الطیب ص۲۹۷)

حضرت گنگوہیؒ کی عبارت بالا سے یہ بات بھی واضح ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کے سماع عند القبر میں کسی کو اختلاف نہیں۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ليهبطن عيسى ابن مريم حكما واماما مقسطا وليسلكن فجا حاجا او معتمرا وليأتين قبري حتى يسلم علي ولاردن عليه! (الجامع الصغير) وقال صحيح!

البتہ ضرور عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام نازل ہوں گے۔ منصف اور امام عادل ہوں گے اور البتہ وہ فج (جگہ کا نام ہے) کے راستہ پر حج یا عمرہ کے لیے چلیں گے اور بلا شبہ وہ میری قبر پر آئیں گے یہاں تک کہ وہ مجھے سلام کہیں گے۔ اور میں اُن کے سلام کا ضرور جواب دوں گا۔

فائدہ: یہ روایت مسند احمد ج ۲ ۔ ص ۔ ۲۹۰ اور مستدرک حاکم ج ۲ ص ۵۹۵ میں بھی ہے اور حاکمؒ اور علامہ ذہبیؒ دونوں نے اس کو صحیح کہا ہے۔ جب اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا سلام سُنیں گے اور اس کا جواب مرحمت فرمائیں گے۔ کیونکہ سماعِ سلام کے بغیر جواب دینے کی کوئی صورت ہی نہیں ہے تو اب عند القبر صلوٰۃ وسلام کا سُننا اور اس کا جواب دینا کیوں ناممکن ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سماعِ سلام کو خصوصیت اور اعجاز پر اس لئے محمول نہیں کیا جا سکتا۔ کہ حدیث من صلى علي عند قبري سمعته الخ میں ہر اس شخص کے صلوٰۃ وسلام کو خود بنفسِ نفیس سُننے کی خبر آپ نے دی ہے جو آپ پر آپ کی قبر مبارک کے پاس سے صلوٰۃ وسلام پڑھتا ہو۔

اور اس حدیث کی سند کے بارہ میں شیخ ابنِ حجرؒ فتح الباری ج ۶ ص ۳۷۹ میں اور حافظ سخاوی القول البديع ص ۱۱۶ میں اور علامہ علی قاری مرقات ج ۲ ص ۱۰ میں اور علامہ شبیر احمد عثمانیؒ فتح الملہم ج ۱ ص ۳۳۰ میں فرماتے ہیں کہ:

"یہ سند جید ہے اور محدثین کرام کے نزدیک ایسی سند کے حجت ہونے میں کوئی کلام نہیں ہے۔ خاص کر جبکہ اُمتِ مسلمہ کا اجماع

اور تعامل بھی اس کی تائید کر رہا ہے ۔"

عقیدہ : ۷

ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں زندہ ہیں اور آپ کی حیات دنیا کی سی ہے بلا مکلف ہونے کے اور یہ حیات مخصوص ہے ۔ آنحضرت اور تمام انبیاء علیہم السلام اور شہداء کے ساتھ برزخی نہیں ہے جو حاصل ہے ، تمام مسلمانوں بلکہ سب آدمیوں کو ، چنانچہ علامہ سیوطیؒ نے اپنے رسالہ ابناء الاذکیا بحیوۃ الانبیاء میں تصریح لکھا ہے ۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ :۔

"علامہ تقی الدین سبکیؒ نے فرمایا ہے کہ انبیاء و شہداء کی قبر میں حیات ایسی ہے ۔ جیسی دنیا میں تھی اور موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر میں نماز پڑھنا اس کی دلیل ہے ۔ کیونکہ نماز زندہ جسم کو چاہتی ہے"

پس اس سے ثابت ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات دنیوی ہے ۔ اور اس معنی کو برزخی بھی ہے کہ عالم برزخ میں حاصل ہے اور ہمارے شیخ مولانا محمد قاسم صاحب قدس سرہ کا اس مبحث میں ایک مستقل رسالہ بھی ہے ۔ نہایت دقیق اور انوکھے طرز کا بے مثل ، جو طبع ہو کر لوگوں میں شائع ہو چکا ہے ۔ اس کا نام "آب حیات" ہے ۔ (المہند ص ۱۴)

"عبارت بالا میں " نماز زندہ جسم کو چاہتی ہے " کے بعد یہ لکھنا کہ اس سے ثابت ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات دنیوی ہے"

صاف طور پر اس کی دلیل ہے کہ دنیوی حیات سے اکابر دیوبند سے مراد یہ ہے کہ یہ حیات اس دنیوی جسم مبارک میں ہے اور اس دنیوی حیات کے اثبات کا مطلب یہ ہے کہ قبر مبارک میں اسی دنیا والے جسدِ اطہر کے ساتھ آپ کی روح اقدس کا ایسا تعلق ہے کہ جس کی وجہ سے اس بدنِ اطہر میں حیات اور زندگی حاصل ہے اور یہ

صرف روح مبارک کی زندگی نہیں ہے، لیکن اس سے اکابر رحمہم اللہ تعالیٰ کا یہ مقصد ہرگز نہیں ہے کہ عالم برزخ میں اس حیاتِ جسدی کے لئے دنیوی حیات کے جملہ لوازمات ثابت ہیں اور یہ کہ آپ کو کھانے پینے وغیرہ کی جس طرح دنیا میں حاجت ہوتی تھی۔ اس طرح قبرِ اطہر میں بھی ہوتی ہے، لیکن چونکہ دنیوی حیات کی طرح انبیاء علیہم السلام کو اس قبر شریف والی حیات میں بھی ادراک اور علم اور شعور حاصل ہوتا ہے۔ اسلئے ان اہم امور کے حاصل ہونے کی وجہ سے اس حیات کو بھی دنیوی حیات کہدیا جاتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:۔

اَلْاَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِهِمْ يُصَلُّوْنَ ! — حضرات انبیاء علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں۔

اس حدیث کو امام بیہقیؒ، علامہ سبکیؒ کے علاوہ امام ابو یعلیٰؒ نے بھی روایت فرمایا ہے۔ ابو یعلیٰؒ کی اس حدیث کی سند کے بارہ میں علامہ ہیثمی فرماتے ہیں:۔

رجال ابی یعلیٰ ثقات ! — ابو یعلیٰ کی سند کے سب راوی ثقہ ہیں۔

(مجمع الزوائد ج ۸ صـ ۲۱۱)

علامہ عزیزیؒ لکھتے ہیں:۔

وھو حدیث صحیح ! — یہ حدیث صحیح ہے!

(السراج المنیر ج ۲ صـ ۱۳۴)

علامہ ابن حجر نے فرمایا ہے:۔

و صححہ البیہقی ! — امام بیہقیؒ نے اسکو صحیح کہا ہے!

(فتح الباری ج ۶ صـ ۳۵۲)

حضرت ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں:۔ "صح خبر الانبیاء احیاء فی قبورھم"

الانبیاء احیاء فی قبورھم ——— حدیث صحیح ہے۔ (مرقات ج ۲ صـ ۲۱۲)

علّامہ انور شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں:۔

ووافقہ الحافظ فی المجلد السادس۔ (فیض الباری ج ۲ صـ ۶۴)
"امام بیہقی کی تصحیح پہ حافظ ابن حجرؒ نے اتفاق کیا ہے" اور اس حدیث کی مراد بیان فرماتے ہوئے، حضرت علامہ انور شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں:۔ ولعل المراد بحدیث الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون انھم ابقوا علی ھذہ الحالۃ ولم تسلب عنھم الخ (تحیۃ الاسلام صـ ۳۶) الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون کی حدیث سے شاید یہ مراد ہو کہ وہ اسی (دنیوی) حالت پر باقی رکھے گئے ہوں اور یہ حالت ان سے مسلوب نہیں کی گئی" نیز فرماتے ہیں:۔ یرید بقولہ الانبیاء مجموع الاشخاص لا الأرواح فقط (تحیۃ الاسلام صـ ۳۶) الانبیاء احیاء سے حضرات انبیاء علیہم السلام کے مجموع اشخاص مراد ہیں نہ فقط ارواح یعنی انبیاء علیہم السلام اپنے اجسام مبارکہ کے ساتھ زندہ ہیں۔

شیخ الاسلام علّامہ شبیر احمد عثمانیؒ اس حدیث کی تصحیح پر حافظ ابن حجرؒ کی تائید کرتے ہیں۔ (فتح الملہم ج ۱ ص ۳۲۹) نیز فرماتے ہیں:۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم حی کما تقرر وانہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی فی قبرہ باذان واقامۃ۔ (فتح الملہم ج ۳ صـ ۴۱۹)	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں۔ جیسا کہ اپنی جگہ یہ ثابت ہے اور آپ اپنی قبر میں اذان و اقامۃ سے نماز پڑھتے ہیں۔

حضرت علّامہ انور شاہ صاحبؒ بھی اسی طرح فرماتے ہیں:۔

ان کثیرا من الاعمال قد ثبتت فی القبور کالاذان والاقامۃ عند الدارمی وقراۃ القران عند الترمذی۔ (فیض الباری ج ۱ صـ ۱۸۳)	قبروں میں بہت سے اعمال کا ثبوت ملتا ہے۔ جیسے اذان و اقامت کا ثبوت دارمی کی روایت میں اور قرأت قرآن کا ترمذی کی روایت میں۔

عقیدہ زیر بحث میں مسلک دیوبند تو المہند کی عبارت سے ہی پوری طرح عیاں ہے۔ اور سطور بالا میں اس مسلک کی دلیل کی طرف کسی قدر اجمالی طور پر اشارہ ہو گیا ہے۔ اب تائید کے لئے بعض اکابر دیوبند کی مزید تصریحات بھی اس عقیدہ پر پیش کی جاتی ہیں۔

حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ فرماتے ہیں :۔

"ارواح انبیاء کو بدن کے ساتھ علاقہ بدستور رہتا ہے، پر اطراف و جوانب سے سمٹ آتی ہے۔" (جمال قاسمی ص ۱۴)

اور فرماتے ہیں :۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنوز قبر میں زندہ ہیں اور مثل گوشہ نشینوں اور چلہ کشوں کے عزلت گزیں۔ جیسے ان کا مال قابل اجرائے حکم میراث نہیں ہوتا، ایسے ہی آپ کا مال بھی محل توریث نہیں۔"

(آب حیات صـ۲)

نیز فرماتے ہیں :۔

"انبیاء کو ابدانِ دنیا کے حساب سے زندہ سمجھیں گے۔ پر حسب ہدایت کل نفس ذائقة الموت اور انك ميت وانهم ميتون تمام انبیاء کرام علیہم السلام خاص کر حضرت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت موت کا اعتقاد بھی ضروری ہے۔"

(لطائف قاسمیہ صـ۴)

قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی صاحبؒ فرماتے ہیں :

ولان النبيين صلوات الله عليهم اجمعين لما كانوا احياء فلا معنى لتوريث الاحياء منهم!	چونکہ انبیاء علیہم السلام سب کے سب زندہ ہیں۔ اس لیے ان کی آگے وراثت چلنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

(الکوکب الدری جلد ۱، صـ ۴۴۳)

اور فرماتے ہیں :

"آپ اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں۔ نبی اللہ حی یرزق! اس مضمون حیات کو بھی مولوی محمد قاسم صاحب سلمہ اللہ نے اپنے رسالہ "آب حیات" میں بمالامزید علیہ ثابت کیا ہے"

(ہدایۃ الشیعہ ص ۱۸)

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ فرماتے ہیں :

"حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے لئے بہت کچھ شرف حاصل ہے۔ کیونکہ جسدِ اطہر اس کے اندر موجود ہے۔ بلکہ حضور خود یعنی جسد مع تلبس الروح اس کے اندر تشریف رکھتے ہیں۔ کیونکہ آپ قبر میں زندہ ہیں۔ قریب قریب تمام اہلِ حق اس پر متفق ہیں۔ صحابہ کا بھی یہی اعتقاد ہے۔ حدیث میں بھی نص ہے۔ ان نبی اللہ حی فی قبرہ یرزق کہ آپ اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں اور آپ کو رزق بھی پہنچتا ہے"

(المجبور ص ۱۴۹)

اور دوسرے مقام پر فرماتے ہیں :

"حضور کے لئے بعد وفات کے بھی حیات برزخی ثابت ہے۔ اور وہ حیات شہداء کی حیات برزخی سے بھی بڑھکر ہے اور اتنی قوی ہے کہ حیاتِ ناسوتی کے قریب قریب ہے۔ چنانچہ بہت سے احکام ناسوت کے اس پر متفرع بھی ہیں۔ دیکھئے زندہ مرد کی بیوی سے نکاح جائز نہیں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات سے بھی نکاح جائز نہیں اور زندہ کی میراث تقسیم نہیں ہوتی۔ حضورؐ کی بھی میراث تقسیم نہیں ہوتی اور حدیثوں میں صلوٰۃ وسلام کا سماع وارد ہوا ہے"

(الطہور ص ۴۹)

حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی تحریر فرماتے ہیں:

"وہ (وہابی) وفاتِ ظاہری کے بعد انبیاء علیہم السلام کی حیاتِ جسمانی اور بقاء علاقہ بین الروح والجسم کے منکر ہیں اور یہ حضرات (علمائے دیوبند) صرف اس کے قائل ہی نہیں بلکہ مثبت بھی ہیں اور بڑے زور شور سے اس پر دلائل قائم کرتے ہوئے متعدد رسائل اس بارہ میں تصنیف فرما کر شائع کر چکے ہیں۔"

(نقشِ حیات ج ۱ ص ۱۰۳)

مفتی پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دامت برکاتہم (کراچی) (سابق مفتی دارالعلوم دیوبند) تحریر فرماتے ہیں:

"جمہور اُمت کا عقیدہ اس مسئلے میں یہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء علیہم السلام برزخ میں جسدِ عنصری کے ساتھ زندہ ہیں۔ ان کی حیاتِ برزخی صرف روحانی نہیں بلکہ جسمانی حیات ہے۔ جو حیاتِ دُنیوی کے بالکل مماثل ہے۔ بجز اس کے کہ وہ احکام کے مکلف نہیں۔"

آگے لکھتے ہیں:

"خلاصہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی حیات بعد الموت حقیقی جسمانی مثل حیاتِ دُنیوی کے ہے۔ جمہورِ اُمت کا یہی عقیدہ ہے اور یہی عقیدہ میرا اور سب بزرگانِ دیوبند کا ہے۔"

(ماہنامہ الصدیق، ملتان، جمادی الاولیٰ ۱۳۷۸ھ)

مخدوم العلماء حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مدفیوضہم تحریر فرماتے ہیں:

"احقر اور احقر کے مشائخ کا مسلک وہی ہے جو المہند میں بالتفصیل مرقوم ہے، یعنی برزخ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام

انبیاء علیہم السلام بجسد عنصری زندہ ہیں۔ جو حضرات اس کے خلاف ہیں۔ وہ اس مسئلہ میں دیوبند کے مسلک سے ہٹے ہوئے ہیں"

(الصدیق مذکور)

مفتی دار العلوم دیوبند حضرت مولانا سید مہدی حسن صاحب دامت فیوضہم تحریر فرماتے ہیں:۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مزار مبارک میں بجسدہ موجود اور حیات ہیں۔ آپ کے مزار مبارک کے پاس کھڑا ہو کر جو سلام کرتا اور درود پڑھتا ہے، آپ خود سنتے ہیں اور سلام کا جواب دیتے ہیں"

(الصدیق مذکور)

شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور حضرت مولانا محمد ادریس صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) لکھتے ہیں:

"تمام اہل سنت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام وفات کے بعد اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز و عبادات میں مشغول ہیں اور حضرات انبیاء کرام علیہم السلام، کی یہ برزخی حیات اگرچہ ہم کو محسوس نہیں ہوتی، لیکن بلاشبہ یہ حیات حسّی اور جسمانی ہے اس لئے کہ روحانی اور معنوی حیات تو عامہ مومنین بلکہ ارواح کفار کو بھی حاصل ہے" (حیات نبوی ص ۲)

عقیدہ : ۸

اولیٰ اور بہتر یہی ہے کہ قبر شریف کی زیارت کے وقت چہرہ مبارک کی طرف منہ کر کے کھڑا ہونا چاہیئے اور یہی ہمارے نزدیک معتبر ہے اور اسی پر ہمارا اور ہمارے مشائخ کا عمل ہے اور یہی حکم دعا مانگنے کا ہے۔ جیسا کہ امام مالکؒ سے مروی ہے جبکہ وقت کے خلیفہ نے ان سے مسئلہ دریافت کیا تھا اور اس کی تصریح مولانا گنگوہیؒ اپنے

رسالہ "زبدۃ المناسک" میں کر چکے ہیں۔ (المہند ص ۱۵)

عقیدہ : ۹

ہمارے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (اسی طرح جملہ انبیاء علیہم السلام) اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ نماز پڑھتے ہیں حسن و علم سے موصوف ہیں اور آپ پر امت کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں اور آپ کو صلوٰۃ و سلام پہنچائے جاتے ہیں۔

(طبقات الشافعیہ ج ۳ ص ۲۸۲)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر امت اجابت کے اعمال کا فرشتوں کے ذریعہ اجمالی طور پر پیش کیا جانا مسند بزار کی صحیح حدیث سے ثابت ہے۔

علامہ عثمانیؒ اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں "اس کی سند عمدہ ہے"

(فتح الملہم ج ۱ ص ۴۱۳)

حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ براہین قاطعہ (جس کی تصدیق حرفاً حرفاً بغور ملاحظہ فرما کر حضرت گنگوہیؒ نے فرمائی ہے) میں فرماتے ہیں "اور صلوٰۃ و سلام ملائکہ پہنچاتے ہیں اور اعمالِ امت آپؐ پر پیش ہوتے ہیں" (براہین صـ ۲۰)

حکیم الامت حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں:-

"مجموعہ روایات سے علاوہ فضیلتِ حیات اور اکرام ملائکہ کے برزخ میں آپ کے یہ مشاغل ثابت ہوتے ہیں، اعمالِ امت کا ملاحظہ فرمانا، نماز پڑھنا" الخ (نشر الطیب ص ۲۹۷)

اِن عبارات سے صاف واضح ہو رہا ہے کہ صلوٰۃ و سلام کے علاوہ بھی برزخ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اعمالِ امت پیش ہوتے ہیں اور صلوٰۃ و سلام کے پہنچنے کا مطلب یہ ہے کہ فرشتے آپ کو اطلاع دیتے ہیں۔ جیساکہ دوسرے اعمالِ امت کی بھی اطلاع دیتے ہیں۔ آج کل صلوٰۃ و سلام کے پہنچنے کی جو مراد بتلائی جا رہی ہے، کہ

صلوٰۃ وسلام کا ثواب آپ کو پہنچ جاتا ہے، یہ اجماعِ اُمت کے خلاف ہے۔

عقیدہ : ۱۰

ہمارے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (اسی طرح تمام انبیاء علیہم السلام) وفات کے بعد بھی اپنی قبور مبارکہ میں اسی طرح حقیقۃً نبی اور رسول ہیں۔ جس طرح وفات سے قبل ظاہری حیاتِ مبارکہ میں تھے۔

علامہ شامیؒ نے لکھا ہے:

"اہلِ سُنت کے امام ابوالحسن اشعریؒ (المتوفی ۳۳۰ھ) کی طرف ان کے دشمنوں نے جو یہ بات منسوب کی ہے کہ وہ وفات کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے کے قائل نہیں ہیں، یہ ان پر خالص بہتان اور محض افتراء ہے۔ امام ابوالقاسم قشیریؒ المتوفی (۴۶۵) نے اس افتراء کی سختی سے تردید کی ہے" (شامی ج ۳ ص ۳۲۷)

فائدہ: نبوت و رسالت کے لئے حِس و علم سے موصوف ہونا لازم ہے۔ اس لیے یہ عقیدہ رکھنا ضروری ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے ابدان مبارکہ میں وفات کے بعد بھی بہ تعلقِ روح ادراک و شعور ہوتا ہے۔ ورنہ جس بدن میں ادراک و شعور نہ ہو، اُس پر حقیقی اعتبار سے رسول اللہ کا اطلاق نہیں ہو سکتا۔ تو اس میں بعد وفات وصفِ نبوت سے انعزال لازم آتا ہے اس لیے کہ بغیر تعلق رُوح کے ابدان مدفونہ میں جو شعور مثل جمادات کے (نعوذ باللہ) قبور کے اندر ایجاد کیا جا رہا ہے۔ اس میں چونکہ احساس و علم نہیں ہوتا۔ اس وجہ سے وہ ابدان وصفِ نبوت و رسالت سے متصف نہیں ہو سکتے۔ (والعیاذ باللہ)

عقیدہ : ۱۱

ہمارا اور ہمارے مشائخ کا عقیدہ یہ ہے کہ سیّدنا و مولانا و حبیبنا و شفیعنا محمدؐ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمامی مخلوق سے افضل اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بہتر ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے قرب و منزلت میں کوئی شخص آپ کے برابر تو کیا قریب بھی نہیں ہو سکتا۔ آپ سردار ہیں جملہ انبیاء اور رسل علیہم السلام کے اور خاتم ہیں سارے برگزیدہ گروہ کے، جیساکہ نصوص سے ثابت ہے اور یہی ہمارا عقیدہ ہے اور یہی دین اور ایمان، اسی کی تصریح ہمارے مشائخ بھی تصانیف میں کر چکے ہیں۔ (المہند صـ۲۰)

عقیدہ : ۱۲

ہمارا اور ہمارے مشائخ کا عقیدہ یہ ہے کہ ہمارے سردار و آقا اور پیارے شفیع محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیّین ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے:

"ولیکن محمّد اللہ کے رسول اور خاتم النبیّین ہیں"

اور یہی ثابت ہے بکثرت حدیثوں سے جو معنیً حد تواتر تک پہنچ گئیں، اور نیز اجماعِ اُمت سے۔ سو حاشا ہم میں سے کوئی اس کے خلاف کہے۔ کیونکہ جو اُسکا منکر ہے۔ وہ ہمارے نزدیک کافر ہے۔ اس لئے کہ وہ منکر ہے۔ نص صریح قطعی کا۔

(المہند ص ۲۱)

عقیدہ : ۱۳

ہم اور ہمارے مشائخ سب کا مدعی نبوت و مسیحیّت قادیانی کے بارے میں یہ قول ہے کہ ----------!

"جب اس نے نبوت و مسیحیت کا دعویٰ کیا اور عیسیٰ مسیح علیہ السلام کے آسمان پر اُٹھائے جانے کا منکر ہوا اور اس کا خبیث عقیدہ اور زندیق ہونا ہم پر ظاہر ہوا تو ہمارے مشائخ نے اس کے کافر ہونیکا فتویٰ

دیا۔ قادیانی کے کافر ہونے کی بابت ہمارے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کا فتویٰ تو طبع ہو کر شائع ہو چکا۔ بکثرت لوگوں کے پاس موجود ہے"
(المہند ص ۴۴)

عقیدہ : ۱۴

جو شخص اسکا قائل ہو کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہم پر بس اتنی ہی فضیلت ہے۔ جتنی بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے تو اس کے متعلق ہمارا عقیدہ ہے کہ وہ دائرہ ایمان سے خارج ہے اور ہمارے تمام گذشتہ اکابر کی تصنیفات میں اس عقیدہ واہیہ کا خلاف مصرح ہے۔
(المہند ص ۲۳)

عقیدہ : ۱۵

ہم زبان سے قائل اور قلب سے معتقد اس امر کے ہیں کہ سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمامی مخلوقات سے زیادہ علوم عطا ہوئے ہیں۔ جن کو ذات و صفات اور تشریعات یعنی احکام عملیہ و علم نظریہ اور حقیقت ہائے حقہ اور اسرار مختفیہ وغیرہ سے تعلق ہے کہ مخلوق میں سے کوئی بھی ان کے پاس تک نہیں پہنچ سکتا۔ نہ مقرب فرشتہ اور نہ نبی و رسول اور بیشک آپ کو اولین و آخرین کا علم عطا ہوا اور آپ پر حق تعالیٰ کا فضل عظیم ہے ولیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ کو زمانہ کی ہر آن میں حادث و واقع ہونے والے واقعات میں سے ہر جزئی کی اطلاع و علم ہو کہ اگر کوئی واقعہ آپ کے مشاہدہ شریفہ سے غائب رہے تو آپ کے علم (تشریع) اور معارف میں ساری مخلوق سے افضل ہونے اور وسعت علمی میں نقص آ جائے۔ اگرچہ آپ کے علاوہ کوئی دوسرا شخص اس جزئی سے آگاہ ہو۔ جیسا کہ سلیمان علیہ السلام پر واقعہ عجیبہ مخفی رہا کہ جس سے ہدہد کو آگاہی ہوئی۔ اس سے سلیمان علیہ السلام کے اعلم (زیادہ عالم) ہونے میں نقصان نہیں آیا۔ چنانچہ ہدہد کہتا ہے کہ :۔

"میں نے ایسی چیز دیکھی ہے۔ جس کی آپ کو اطلاع نہیں، اور شہر سبا سے میں ایک سچی خبر لے کر آیا ہوں" (المہند ص ۲۵)

عقیدہ : ۱۶

ہمارا پختہ عقیدہ ہے کہ جو شخص اس کا قائل ہو کہ فلاں (مثلاً شیطان) کا علم نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے زیادہ ہے، وہ کافر ہے، چنانچہ اس کی تصریح ایک نہیں ہمارے بہتیرے علماء کر چکے ہیں۔ (المہند ص ۲۷)

عقیدہ : ۱۷

ہمارے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف کی کثرت مستحب اور نہایت موجب اجر و ثواب طاعت ہے، خواہ دلائل الخیرات پڑھ کر ہو یا درود شریف کے دیگر رسائل مولفہ کی تلاوت سے ہو، لیکن افضل ہمارے نزدیک وہ درود ہے۔ جس کے لفظ بھی حضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) سے منقول ہیں۔ گو غیر منقول کا پڑھنا بھی فضیلت سے خالی نہیں اور اس بشارت کا مستحق ہو ہی جائے گا کہ جس نے مجھ پر ایک بار درود پڑھا، حق تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجے گا۔ (المہند)

عقیدہ : ۱۸

وہ جملہ حالات جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذرا سا بھی علاقہ ہے۔ ان کا ذکر ہمارے نزدیک نہایت پسندیدہ اور اعلیٰ درجہ کا مستحب ہے۔ خواہ ذکر ولادت شریف ہو یا آپ کے بول و براز نشست و برخاست اور بیداری و خواب کا تذکرہ ہو، جیسا کہ ہمارے رسالہ براہین قاطعہ میں متعدد جگہ بصراحت مذکور اور ہمارے مشائخ کے فتویٰ میں مسطور ہے۔

(المہند ص ۳۱)

عقیدہ : ۱۹

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (اسی طرح تمام انبیاء علیہم السلام) کی نیند میں صرف آنکھیں مبارک سوتی تھیں، دل مبارک نہیں سوتا تھا۔ اسی لئے آپ کی نیند سے وضو نہیں ٹوٹتا تھا۔ (نشر الطیب ص ۲۲۷ اور ص ۱۹۴)

بخاری شریف میں ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ان عینیّ تنامان ولا ینام قلبی۔ (بخاری ج ۱، ص ۱۵۴) "میری آنکھیں سوتی ہیں، میرا دل نہیں سوتا۔" نیز بخاری شریف میں ہے۔ وکذالک الانبیاء تنام اعینھم ولا ینام قلوبھم (بخاری ج ۱ ص ۵۰۴) "اسی طرح انبیاء علیہم السلام کی آنکھیں سوتی ہیں۔ اُن کے دل نہیں سوتے۔"

اور ایک سفر میں جو نیند کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز فجر فوت ہو گئی تھی تو اس سے شبہ نہ کیا جائے کہ اگر نیند میں دل نہیں سوتا تھا تو آپؐ کو فجر کے طلوع کا علم کیوں نہیں ہوا۔ اس لئے کہ طلوع وغیرہ کا ادراک آنکھ سے متعلق ہے، دل سے اس کا تعلق نہیں اور چونکہ آنکھ پر نیند کا اثر ہوتا تھا۔ اس لئے طلوع فجر کا ادراک نہ ہو سکا۔ اس کے لئے نووی شرح مسلم ج ۱ ص ۲۵۴ اور فتح الملہم ص ۲۴۱ ، اور امداد الفتاویٰ ص پر ملاحظہ ہو۔

عقیدہ : ۲۰

انبیاء علیہم السلام کا رؤیا (خواب) بھی وحی کے حکم میں ہوتا ہے۔ بخاری شریف میں ہے:

رؤیا الانبیاء وحی۔ نبیوں کا خواب وحی ہوتا ہے۔

(بخاری۔ ج ۱، ص ۲۵)

عقیدہ : ۲۱

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پشت کی جانب سے ویسا ہی دیکھتے تھے، جیسا کہ آگے کی جانب سے دیکھتے تھے۔ (نشر الطیب ص ۲۲۸)

حضرت انسؓ روایت فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

"(نماز میں) صفوں کو سیدھا کیا کرو۔ کیونکہ میں تمہیں اپنے پیچھے سے دیکھتا ہوں۔" (بخاری شریف ج ۱ ص ۱۰۰)

عقیدہ : ۲۲

اس زمانہ میں نہایت ضروری ہے کہ چاروں اماموں میں سے کسی ایک کی تقلید کی جائے بلکہ واجب ہے۔ کیونکہ ہم نے تجربہ کیا ہے کہ ائمہ کی تقلید چھوڑنے اور اپنے نفس و ہوئی کے اتباع کا انجام الحاد و زندقہ کے گڑھے میں جا گرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ پناہ میں رکھے اور بایں وجہ ہم اور ہمارے مشائخ تمام اصول و فروع میں امام المسلمین حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مقلد ہیں۔ خدا کرے اسی پر ہماری موت ہو اور اسی زمرہ میں ہمارا حشر ہو اور اس بحث میں ہمارے مشائخ کی بہترین تصانیف دنیا میں مشہور و شائع ہو چکی ہیں۔ (المہند ص ۱۷)

عقیدہ : ۲۳

ہمارے نزدیک مستحب ہے کہ انسان جب عقائد کی درستی اور شرع کے مسائل ضروریہ کی تحصیل سے فارغ ہو جائے تو ایسے شیخ کی بیعت ہو، جو شریعت میں راسخ العقیدہ ہو۔ دنیا سے بے رغبت ہو، آخرت کا طالب ہو، نفس کی گھاٹیوں کو طے کر چکا ہو، خوگر ہو نجات دہندہ اعمال کا اور علیحدہ ہو تباہ کن افعال سے۔ خود بھی کامل ہو، دوسروں کو بھی

کامل بنا سکتا ہو۔ ایسے مرشد کے ہاتھ میں ہاتھ دیکر اپنی نظر اس کی نظر میں متصور رکھے، اور صوفیہ کے اشغال یعنی ذکر و فکر اور اس میں فنا تام کے ساتھ مشغول ہو اور اس نسبت کا اکتساب کرے جو نعمت عظمیٰ اور غنیمت کبریٰ ہے، جس کو شرع میں احسان کے ساتھ تعبیر کیا گیا ہے اور جس کو یہ نعمت میسر نہ ہو اور یہاں تک نہ پہنچ سکے، اس کو بزرگوں کے سلسلہ میں شامل ہو جانا ہی کافی ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:

"آدمی اس کے ساتھ ہے۔ جس کے ساتھ اُسے محبت ہو۔ وہ ایسے لوگ ہیں۔ جن کے پاس بیٹھنے والا محروم نہیں رہ سکتا۔"

اور بحمد اللہ ہم اور ہمارے مشائخ ان حضرات کی بیعت میں داخل اور ان کے اشغال کے شاغل اور ارشاد و تلقین کے درپے رہے ہیں۔ والحمد للہ علیٰ ذالک۔

(المہند ص ۱۷)

عقیدہ : ۲۴

مشائخ (اور بزرگوں) کی روحانیت سے استفادہ اور ان کے سینوں اور قبروں سے باطنی فیوض کا پہنچنا سو بے شک صحیح ہے۔ مگر اس طریقہ سے جو اس کے اہل اور خواص کو معلوم ہے۔ نہ اس طرز سے جو عوام میں رائج ہے۔

(المہند ص ۱۸)

عقیدہ : ۲۵

ہم اور ہمارے مشائخ اس کا یقین رکھتے ہیں کہ جو کلام بھی حق تعالیٰ سے صادر ہوا یا آئندہ ہوگا وہ یقیناً سچا اور بلاشبہ واقع کے مطابق ہے۔ اس کے کسی کلام میں کذب (جھوٹ) کا شائبہ اور خلاف کا واہمہ بھی بالکل نہیں اور جو اس کے خلاف عقیدہ رکھے یا اس کے کلام میں کذب کا وہم کرے۔ وہ کافر، ملحد و زندیق ہے کہ اس میں

ایمان کا شائبہ بھی نہیں۔ (المہند ص)

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد سید الاولین والاٰخرین وعلی الہ وصحبہ وازواجہ وذریاتہ اجمعین!

احقر العباد
سیّد عبدالشکور ترمذی
ابن مولانا مفتی سیّد عبدالکریم گمتھلیؒ
(سابق مفتی خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون)
مہتمم مدرسہ عربیہ حقانیہ ساہیوال ضلع سرگودہا
(۶ر جمادی الاخریٰ ۱۳۸۸ھ)



تصدیقات

اکابر علماء دیوبند دامت برکاتہم

۱ ـــــــ "اصابوا بما اجابوا!"

محمد طیب، مہتمم دارالعلوم دیوبند
وارد حال، لاہور
۱۵، رجب ۱۳۸۸ھ، ۹، اکتوبر ۱۹۶۸ء

○

۲ ـــــــ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ!

رسالہ "عقائد علماء دیوبند" مصنفہ عزیز محترم مولانا عبدالشکور صاحب کا کچھ ابتدائی حصہ احقر نے دیکھا۔ میں اگرچہ طبعًا اس کو پسند نہیں کرتا، کہ عقائد علمائے دیوبند کے عنوان سے کوئی کتاب لکھی جائے۔ جس سے ناواقفوں کو یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ اُن کے عقائد کچھ مخصوص ہیں۔ حالانکہ علماء دیوبند کے عقائد تمام اہل السنۃ والجماعت کے مسلمہ عقائد ہیں۔ اس لیے بلے کم و کاست ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ کتب عقائد اہل السنۃ والجماعت کو دیکھ لیجئے۔ جو عقائد ان تمام کتابوں میں صراحت کے ساتھ مذکور ہیں، علماء دیوبند اُنہیں عقائد کے زبردست حامل اور اُن کے خلاف کرنے والوں کی تردید میں پیش پیش ہیں۔

لیکن چونکہ ایک خاص طبقہ نے عقائد اہل السنت والجماعت کو صرف علماء دیوبند کی طرف منسوب کرکے ان کو بدنام کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس لئے اگر اسی نام سے اہل سُنت والجماعت کے عقائد کو پیش کیا جائے تو شکوک و شبہات میں پڑنے والوں کے

لئے نافع ہوگا۔

عزیز محترم مولانا عبدالشکور صاحب نے اسی کا اہتمام کر کے الحمدللہ ایک عوامی ضرورت کو پورا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائیں اور رسالہ کو نافع و مفید بنائیں۔

واللہ المستعان و علیہ التکلان ——— !

۲۱ — ۸/۸۸ھ بندہ محمد شفیع

دارالعلوم، کراچی ۱۴

○

۳ ——— الحمد للہ ذی العزۃ والعظمۃ والکبریاء۔ والصّلوٰۃ والسلام علی خیرتہ من خلقہ سیّدنا محمّد خاتم النبیّین سیّد الانبیاء و علی اٰلہ واصحابہ البررۃ الاتقیاء وتابعیھم باحسان واتباعھم من العلماء والفقھاء والاولیاء وعلی المسلمین والمسلمات الاموات منھم والاحیاء وبعد :

فقد سرحت النظر فی ھٰذہ الرسالۃ خطفۃ فوجدتھا صحیحۃ نفسیا علقہ قد ذکر المؤلف فیھا عقائد علمائنا ومشائخنا اخذا من المھنّد وغیرہ من مؤلفات اکابرنا من علماء دیوبند جزی اللہ خیرا مولفہ الکریم واولاہ اجرا جزیلا بفضلہ العمیم و

انا المفتقر الی رحمتہ ربہ الصمد

عبدہٗ ظفر احمد العثمانی التھانوی

غفر اللہ لہٗ ولوالدیہ وماوٰلا ولمشائخہ

واصحابہ واحبابہٖ

۴، شعبان ۱۳۸۸ھ ——— ابد الابد!

○

۴ ـــــ رسالہ کو بغور پڑھا۔ جو کچھ حضرت مفتی (محمد شفیع) صاحب (کراچی) مدظلہ نے تحریر فرمایا، میں بھی تصدیق کرتا ہوں۔

محمد یوسف بنوری

۲۴ شعبان ۱۳۸۸ھ ـــــ عفا اللہ عنہ



۵ ـــــ "ای واللہ الاجوبۃ کلہا الحق والحق احق ان یتبع"

احقر خیر محمد عفا اللہ عنہ

۲۵ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۸ھ ـــــ مہتمم مدرسہ خیر المدارس ملتان



۶ ـــــ مذکورہ سب مسائل حق ہیں!

جمیل احمد تھانوی مفتی

جامعہ اشرفیہ، مسلم ٹاؤن، لاہور



۷ ـــــ العقائد المسطورۃ کلہا حقۃ اتفق علیہا مشائخنا واللہ اعلم!

محمود عفا اللہ عنہ

مفتی قاسم العلوم ملتان، ۸۸/۶ ۲۵ھ



۸ ـــــ حضرت مولانا سید عبد الشکور صاحب ترمذی مہتمم مدرسہ حقانیہ ساہی وال ضلع سرگودھا کا رسالہ مشتمل بر عقائد اہل السنۃ والجماعت بندہ نے دیکھا۔ فجزی اللہ المؤلف عنی وعن سائر المسلمین۔ نہایت عمدہ اور مسلک اسلاف کے عین مطابق ہے۔ اس کی مندرجات

سے ہمیں اتفاق ہے۔ فقط۔

نیاز مند

محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ،

مفتی خیر المدارس، ملتان ۲۴، جمادی الاخریٰ ۱۳۸۸ھ

○

۹ ——— بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ

نائب مفتی خیر المدارس، ملتان! ۲۴، جمادی الاخریٰ ۱۳۸۸ھ

○

۱۰ ——— عبدالحق

مہتمم دارالعلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک۔

○

۱۱ ——— رسالہ کے جملہ مندرجات سے احقر کو کلی اتفاق ہے۔

محمد احمد تھانوی

مہتمم مدرسہ اشرفیہ، سکھر

○

۱۲ ——— علمائے دیوبند کے عقائد وہی اہلِ سُنت والجماعت کے عقائد ہیں۔ سرمو فرق نہیں۔ مگر بعض حاسدین نے دیوبندیوں کے عقائد کے عنوان سے علمائے دیوبند کے خلاف موقع بے موقع غلط پراپیگنڈہ اپنا شعار بنا رکھا ہے۔

خدام دارالعلوم بھی عوام کو ان حاسدین کے دام فریب سے بچانے کی غرض سے اپنے مسلک کی توضیح کرتے رہے۔ یہ رسالہ اس سلسلۃ الذہب کی ایک کڑی ہے۔

مصنّف کو اللہ تعالیٰ اپنے اس نیک عمل کی بہتر جزا دے۔

عبدالحق نافع عفی عنہ



۱۳ ——— بسم اللہ حامداً و مصلیاً۔ بندہ کا اس مؤلف۔ سے تمام امور میں اتفاق ہے۔
جزی اللہ تعالیٰ عنا المؤلف خیر الجزاء۔

اللّٰھم تقبل منا و منہ انک انت السمیع العلیم۔

(مولانا) عبداللہ (بہلوی) عفی عنہ

مہتمم مدرسہ حبیب آباد اشرف العلوم (شجاع آباد)



۱۴ ——— بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً! ۱۳۳۰ھ میں جب حضرت علامہ رشید رضا مصری دارالعلوم دیوبند میں تشریف لائے تو علماء وطلباء کے مجمع میں حضرت شیخ الہندؒ کے حکم سے حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحبؒ نے ایک عربی زبان میں مبسوط تقریر فرمائی تھی۔ اس میں فرمایا تھا کہ:

"ہم نے عقائد میں تو امام تسلیم کیا ہے۔ حضرت مولانا نانوتویؒ کو، اور فروع میں امام تسلیم کیا ہے۔ حضرت حافظ مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کو اور دونوں سے ہم کو صاف اور مبیض علم ملا تو اب معلوم ہوا کہ دیوبندیت منحصر ہے۔ ان دونوں بزرگوں کے اتباع میں۔ اب ایک کے تو اتباع کا دعویٰ کرنا اور ایک میں نقائص نکالنا، یہ کوئی دیوبندیت نہیں۔"

چنانچہ آب حیات کی توثیق حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے ہدایۃ الشیعہ میں فرمائی ہے۔

اب یہ رسالہ جوکہ حضرت مولانا قاری عبدالشکور صاحب ترمذی نے تصنیف فرمایا ہے۔ میں نے اس کو حرف بحرف سنا اور اپنے اساتذہ اور مشائخ کے اصول کے حرف بحرف مطابق پایا۔ میرا بھی یہی اعتقاد پہلے ہی سے ہے۔ اللہ تعالےٰ مصنف علامہ کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اُن کی نجات اُخروی کا ذریعہ بنائے۔ یہ رسالہ سن کر بہت ہی پسند آیا کہ اس میں حد اعتدال سے نہیں بڑھے اور افراط وتفریط سے بری رہے۔

فجزاهم الله خیر الجزاء۔ فصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقه محمدن المصطفیٰ وعلیٰ آله واصحابه واهل بیته اجمعین!

احقر محمد عفا اللہ عنہ
لائل پوری۔ انوری۔ قادری
مہتمم مدرسہ تعلیم الاسلام، سنت پورہ،
لائل پور۔
۲۰ ربیع الاول ۱۳۸۹ھ

---

۱۵ تصدیق از

حضرت مولانا شمس الحق صاحب افغانی رحمۃ اللہ علیہ
شیخ التفسیر جامعہ اسلامیہ بہاولپور

○

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ!

اما بعد! میں نے رسالہ ہٰذا کے مختلف حصص کو دیکھا، مندرجات رسالہ وہی مسائل ہیں، جن پر اہل السنۃ والجماعۃ متفق ہیں۔ جن میں علماء دیوبند بھی داخل

ہیں۔ بہرحال مضمون جن مسائل کا مجموعہ ہیں۔ وہ سب صحیح اور صواب ہیں اور موافق مسلک اکابر دیوبند ہیں۔

اللہ تعالیٰ مصنف کو جزاءِ خیر دیں کہ اس نے محنت کر کے حق کو مرتب کیا اور اہل السنت والجماعت اور ان کے خلاف گروہ میں حد فاصل قائم کیا۔ اللہ تعالیٰ اس کو قبولیت بخشیں۔

شمس الحق افغانی عفا اللہ عنہ جامعہ اسلامیہ بہاول پور
صدر شعبہ تفسیر ۱۰ رمضان المبارک ۱۳۸۸ھ

○

۱۶—

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔

اما بعد!

حضرت مولانا مفتی عبدالشکور صاحب ترمذی مدظلہم کا رسالہ "عقائد اہل السنۃ والجماعۃ" دیکھا۔ مولانا نے جو عقائد تحریر فرمائے ہیں۔ وہی میرا عقیدہ ہے جو ہم سب کے اکابر و اسلاف کا بھی چلا آرہا ہے۔

علماء دیوبند "اہلسنت والجماعت" کا ایک عظیم حصہ ہیں۔ ان کی طرف جن عقائد کی غلطی کی نسبت کی گئی تھی۔ مفتی صاحب موصوف نے "المھند" وغیرہ کی عبارات سے اس کا بہت بہتر انداز میں دفعیہ فرما دیا ہے۔ اکابر کی عبارات کے ساتھ دلائل جمع کر کے انھوں نے اسے مزید مفید وقت بنا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور جزاءِ خیر دے۔

سیّد حامد میاں، جامعہ مدنیہ، لاہور
۲۷ رجب ۱۴۰۲ھ
۲۲ مئی ۱۹۸۲ء

۱۷ــــــــــ [حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی دارالارشاد، کراچی۔]

اس کتاب میں مندرجہ عقائد صحیح ہیں۔ اہلِ سُنت والجماعۃ اور علماءِ دیوبند کے یہی عقائد ہیں۔

بندہ رشید احمد
دارالافتاء والارشاد، ناظم آباد، کراچی
۴ رجمادی الاولیٰ ۱۴۰۵ھ

۱۸ــــــــــ [مولانا محمد فرید صاحب، دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک]

اس رسالہ "عقائد علماءِ دیوبند" میں جتنے عقائد مسطور ہیں۔ وہ تمام کے تمام حق ہیں۔ قرآن وحدیث وفقہ حنفی سے موافق ہیں۔ اہل زیغ کی طرف سے علماء راسخین پر بدظن شدگان کے لئے اکسیر اور تریاق ہیں۔

محمد فرید عفی عنہ
خادم الافتاء والحدیث بدارالعلوم الحقانیہ
الحقانیہ، اکوڑہ خٹک۔

۱۹ــــــــــ [مولانا مفتی احمد سعید صاحب، سراج العلوم، سرگودھا۔]

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ! اما بعد!

برادرِ محترم حضرت مولانا سید عبدالشکور صاحب ترمذی نے ایک اہم اور نہایت ضروری کام کو پورا فرمایا۔ عقائد علماءِ دیوبند، جو درحقیقت عقائد اہلِ سنت والجماعۃ ہیں طبع کرائے اور فسادی عنصر کے منہ پر طمانچہ لگایا۔

هذا هو الحق وماذا بعد الحق الا الضلال۔

احقر مفتی احمد سعید عفی عنہ،
جامعہ عربیہ سراج العلوم سرگودہا
۲۸-۱-۸۵

---

۲۰ — [حضرت مولانا مفتی محمد وجیہ صاحب، دار العلوم الاسلامیہ ٹنڈو اللہ یار۔ سندھ۔]

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ!
صدیق محترم ومکرم جناب مولانا المفتی الحافظ القاری سید عبد الشکور ترمذی دام مجدہم کے رسالہ عقائد علماء دیوبند کو بغور دیکھا۔ تمام مسائل صحیح وحق ہیں۔ مصنف موصوف نے وقت کے اہم تقاضے کو پورا اور حال میں پیدا ہونے والی تلبیس کا ازالہ فرماکر اُمت پر احسان فرمایا اور واقعی غیر واقعی دیوبندی میں امتیاز پیدا فرمایا۔
فجزاہ اللہ احسن الجزاء عنا وعن سائر المسلمین۔

محمد وجیہ غفرلہ، دار العلوم الاسلامیہ
ٹنڈو اللہ یار، ۲۵، جمادی الاولیٰ ۱۴۰۵ھ

---

۲۱ — [حضرت مولانا علی محمد صاحب دار العلوم، کبیر والہ]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد الحمد والصلوٰۃ: رسالہ ہٰذا کا احقر نے مطالعہ کیا۔ بہت مفید پایا۔ اس میں عقائد حقہ صحیح ہیں۔ یہ عقائد بلاریب ہمارے اور ہمارے مشائخ کے ہیں۔

نفع اللہ بہما ایانا وجمیع المسلمین و وفقنا باشاعتہا وجعلہما اللہ زادًا لمؤلفہما۔

احقر الانام علی محمد عفا اللہ عنہ،
خادم الحدیث، بدار العلوم، کبیر والا، ملتان

---

۲۲ — [حضرت مولانا مفتی عبد القادر صاحب، دار العلوم، کبیر والا]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامدا و مصلیا: بندہ نے حضرت مولانا مفتی سید عبد الشکور صاحب ترمذی مدظلہم کے رسالہ "خلاصہ عقائد علماء دیوبند" کا مطالعہ کیا یہ رسالہ ہدایت مقالہ بقامت کہتر بقیمت بہتر کا مصداق ہے۔ اور عقائد صحیحہ پر مشتمل ہے۔ اور ان حضرات کے لئے دیدۂ بصیرت ہے، جو قافلہ دیوبند سے علیحدہ ہو کر شذوذ کی راہ اختیار کر رہے ہیں اور اس کے باوجود ان کو اس مقدس گروہ کے ساتھ انسلاک اور انتساب پر اصرار بھی ہے۔ تقبل اللہ ھٰذا الرسالۃ وجزی المؤلف عنا و عن المسلمین جزاء یلیق بشانہٖ۔

بندہ عبد القادر عفی عنہٗ
خادم حدیث و فقہ جامعہ دار العلوم عیدگاہ
کبیر والا، ملتان۔
۱۹، جمادی الاولیٰ ۱۴۰۵ھ

---

۲۳ ——— [حضرت مولانا محمد شریف صاحب کشمیری مدظلہٗ، جامعہ خیر المدارس۔
۲۴ ——— و ——— حضرت مولانا فیض احمد صاحب، جامعہ قاسم العلوم، ملتان]

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم!

امابعد: کتاب خلاصۂ عقائد علماء دیوبند میں مندرجہ عقائد بعینہٖ علماء اہلِ سنت والجماعت کے عقائد ہیں۔ اس سے انحراف کرنے والا اہلِ سنت والجماعت کے گروہ سے خارج ہے۔

محمد شریف غفرلہٗ
۲۰/ ربیع الثانی ۱۴۰۵ھ

بندہ فیض احمد غفرلہٗ مہتمم
مہتمم جامعہ قاسم العلوم، ملتان
۲۶ - ۴ - ۱۴۰۵ھ

---

۲۵ ——— [حضرت مولانا سیّد صادق حسین صاحب، فاضل دیوبند
جھنگ صدر۔]

عارف باللہ عالم باعمل حضرت مولانا مفتی سیّد عبدالشکور صاحب ترمذی مدظلہٗ کے رسالہ مشتمل بر عقائد اہل السنت والجماعۃ کا مطالعہ کیا ہے۔ اس میں وہ تمام عقائد بہتر انداز میں لائے گئے ہیں جو واقعی اہلِ سُنت کے عقائد ہیں۔ احقر ان تمام مندرجہ عقائد میں اپنے اسلاف کی اتباع کرنا ہی عین نجات سمجھتا ہے۔

سیّد صادق حسین غفرلہٗ
مہتمم مدرسہ علوم الشرعیہ، جھنگ، صدر
۱۹ - ۵ - ۱۴۰۵ھ

---

۲۶ — [حضرت مولانا عبدالحی صاحب مدظلہٗ، شجاع آباد، ملتان۔]

العقائد التی کتب شیخی و مکرمی السید المولانا عبد الشکور الترمذی کلہا موافقۃ لعقائد اہل السنۃ والجماعۃ وحقۃ عندی۔

الفقیر عبدالحی غفرلہ الساکن
فی قریۃ، فاروق آباد۔
قریب من بلدۃ شجاع آباد، ملتان

---

۲۷ — [حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب رائپوری جامعہ رشیدیہ ساہیوال]

ما قال الاستاذ العلام (حضرت مولانا خیر محمد جالندھری)
فہو کاف لنا۔

عبداللہ رائے پوری غفرلہٗ
۲۵ جمادی الاولیٰ - ۱۴۰۵ھ

---

۲۸ — [حضرت علامہ مولانا محمد عبدالستار صاحب تونسوی
صدر تنظیم اہل سنت والجماعۃ، ملتان۔]

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم۔

حضرت مولانا مفتی سید عبدالشکور صاحب ترمذی مدظلہٗ کے رسالہ کو ابتدا سے اختتام تک بغور پڑھا جس میں مرقومہ عقائد اہل سنت علماءِ دیوبند کتاب و سنت سے ماخوذ ہیں۔ بفضلہ تعالیٰ رسالہ ہٰذا اس پر فتن دور میں مسلک حقہ کی اشاعت اور عقائد باطلہ کے رد میں نہایت ہی مؤثر رہے گا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولانا موصوف

کو اس عظیم دینی خدمت پر جزائے کثیر عطا فرمائیں اور زیادہ سے زیادہ علمی مذہبی خدمات کی توفیق بخشیں۔ آمین۔

دعا گو

محمد عبدالستار تونسوی عفی عنہٗ
صدر تنظیم اہلِ سنت، پاکستان
دفتر مرکزیہ، نواں شہر، ملتان
۱۹، جمادی الاخریٰ ۱۴۰۵ھ۔

---

۲۹ —— [حضرت مولانا محمد شریف جالندھری، سابق مہتمم خیر المدارس ملتان]

احقر محمد شریف جالندھری مدرس و
نائب مہتمم خیر المدارس، ملتان۔

---

۳۰ —— [حضرت مولانا نذیر احمد صاحب شیخ الحدیث جامعہ امدادیہ اسلامیہ فیصل آباد۔]

مندرجات رسالہ کی صحت میں قلب سلیم والے کے لئے شک کی گنجائش ہی کہاں ہے۔

ناچیز نذیر احمد غفرلہٗ

---

۳۱ —— [حضرت مولانا محمد ادریس صاحب، بنوری ٹاؤن، کراچی۔]

العقائد کلہا صحیحۃ۔ مسلمۃ عند اسلافنا۔

احقر محمد ادریس غفرلہٗ
مدرسہ عربیہ اسلامیہ، کراچی۔

---

۳۲ — [حضرت مولانا محمد علی جالندھری امیر مجلس مرکزی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان۔]

لا شک فیہ واللہ الحق۔

---

۳۳ — [حضرت مولانا محمد ایوب بنوری، مہتمم دار العلوم پشاور]

الاجوبۃ کلہا صحیحۃ۔

محمد ایوب بنوری غفرلہٗ مہتمم دار العلوم پشاور

---

۳۴ — [حضرت مولانا فضل غنی صاحب بنوں۔]

فضل غنی عفی عنہٗ مدرس مدرسہ معراج العلوم بنوں۔

---

۳۵ — [حضرت مولانا فیض احمد صاحب، مہتمم جامعہ قاسم العلوم ملتان]

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی ہے۔ یحمل ھذہ العلم من کل خلف عدولہ ینفون عنہ تحریف الغالین وانتحال المبطلین وتاویل الجاھلین۔

پاک وہند کے خطے میں اس مبارک حدیث کا اولین مصداق اس دور میں علماء دیوبند ہیں۔ جو ایک صدی سے زیادہ عرصہ سے کتاب وسنت فقہ اسلامی اور دیگر علوم اسلامیہ کی ہمہ نوع دینی خدمات سرانجام دے رہے ہیں، عربی۔ فارسی اُردو متعدد زبانوں میں ان کی ہزاروں تصنیفات اور ہزاروں عربی و دینی مدارس متعدد اصلاحی تبلیغی سیاسی تنظیمیں وتحریکیں اور

فکری وعملی مساعی اس کا بیّن شاہد ہیں کہ یہ اکابر دینِ اسلام کے کامیاب مخلص خادم اور فکر وعمل میں اسلاف اہلِ سنت و الجماعت کے صحیح ترجمان ہیں۔

مکرم ومعظم حضرت مولانا عبد الشکور ترمذی دامت برکاتہم کا رسالہ 'عقائد علماءِ دیوبند' بھی اس سنہری سلسلہ کی ایک کڑی ہے مولانا موصوف نے بر وقت حق اور اہلِ حق کی صحیح ترجمانی فرمائی ہے۔

جزاهم الله عنا وعن سائر الاسلام۔ آمین۔

بندہ فیض احمد غفرلہٗ

مہتمم جامعہ قاسم العلوم، ملتان

۲۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۵ھ

---

۳۶ — [حضرت مولانا ابو الزاہد سرفراز خان صاحب، صفدر شیخ الحدیث، نصرت العلوم گوجرانوالہ۔]

مبسملا ومحمدلا ومصلیا ومسلما۔ اما بعد:

جوں جوں قیامت قریب آئے گی۔ ہر صاحب رائے اپنی رائے پر ناز کریگا اور اعجاب کل ذی رائی برأیه کا خوب مظاہرہ ہو گا۔ لیکن کامیابی صرف اسی میں ہے۔ لن یصلح آخر هذه الامة الابما صلح به اولها۔

ان مسائل میں سے ایک مسئلہ حیات الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور سماع صلوٰۃ وسلام عند القبور بھی ہیں۔ جس میں ۱۳۷۴ھ سے پہلے از مشرق تا غرب از شمال تا جنوب کسی فرقہ کے کسی عالم کا کوئی اختلاف نہ تھا۔ جیسا کہ فتاویٰ رشیدیہ اور امداد الفتاویٰ وغیرہ

وغیرہ سے بالکل عیاں ہے اور بحمد اللہ تعالیٰ راقم اثیم نے اپنی مفصل کتاب تسکین الصدور میں اس پر مبسوط بحث کی ہے۔ جس کی تائید وتصدیق دورِ حاضر میں پاک وہند کے مسلم اکابر علماء دیوبند نے کی ہے اور یہی علماء دیوبند کا مسلک ہے۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے۔ حضرت مولانا مفتی سید عبدالشکور صاحب ترمذی دامت برکاتہم کو جنہوں نے المہند علی المفند کو عمدہ کتابت وطباعت سے آراستہ کر کے اور آخر میں موجودہ زمانہ کے علماء دیوبند کی تصدیقات ثبت فرما کر عوام الناس کے سامنے پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ فجزاھم اللہ عنہ وعن سائر المسلمین خیر الجزاء۔ وصلی اللہ تعالیٰ وسلم علی خاتم الانبیاء والمرسلین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔

احقر ابو الزاہد محمد سرفراز خطیب جامع مسجد گکھڑ و صدر مدرس، مدرسہ نصرت العلوم
گوجرانوالہ۔ ۲۳، جمادی الاولیٰ ۱۴۰۵ھ۔

---

۲۷ — [حضرت مولانا قاضی عبداللطیف صاحب۔ جہلمی۔]

حضرت مولانا مفتی سید عبدالشکور صاحب ترمذی مدت فیوضہم نے المہند کا خلاصہ آسان اردو زبان میں لکھ کر بڑی خدمت سرانجام دی ہے اور ہندو پاک میں اہل سنت والجماعت کے عقیدہ و مسلک کے صحیح ترجمان اور جانشین علماء دیوبند کی کتاب المہند علی المفند۔ جس پر حرمین شریفین اور مصر و شام و عراق وغیرہ بلادِ اسلامیہ کے چاروں فقہ مفتیوں کی تصدیقات موجود ہیں اور جس

کی حیثیت ایک دستاویز کی ہے۔ اس کی اشاعت عمدہ طباعت کے ساتھ بھی کر دی گئی ہے۔

مفتی صاحب موصوف کا ہم سب پر احسان ہے۔

فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

فقط

خادم اہل سُنت عبداللطیف غفرلہ

۲۳، جمادی الاُخریٰ ۱۴۰۵ھ



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عقائدِ اہل السُّنۃ والجماعۃ

مُصدقہ

اکابرین علماءِ دیوبند

حسب ارشاد

یادگارِ اَسلاف حضرۃ سیّد عبدالشکور ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

یکے از متوسلین حضرت تھانویؒ وخلیفۂ ارشد

محدث العصر حضرت مولانا علامہ ظفر احمد عثمانیؒ

و

مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی محمد شفیعؒ دیوبندی

مرتبہ

مفتی سید عبدالقدوس ترمذی مدّظلھم

ناشر

ادارۂ اسلامیات۔ لاہور۔ کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد الحمد و الصلوٰۃ !اکابر اہل سنت والجماعت علماء دیوبند کی متفقہ عقائدی اور مسلکی دستاویز کتاب ''المہند'' میں جو عقائد درج ہیں وہ قرآن و سنت اور اجماع امت کے عین مطابق اور اہل سنت والجماعت کی کتب میں صدیوں سے موجود ہیں۔ ہم ذیل میں افادہ عام کے لئے ''المہند'' اور اس کے ''خلاصہ'' سے اختصار کے ساتھ بعض عقائد درج کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔(آمین)

عقیدہ نمبر۱: ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضور ﷺ کے روضہ پاک کی زیارت کرنا بہت بڑا ثواب ہے۔ بلکہ واجب کے قریب ہے۔ اگر چہ سفر کرنے اور جان مال خرچ کرنے سے نصیب ہو۔ (المہند۔ص:۱۰)

عقیدہ نمبر۲: مدینہ منورہ کو سفر کے وقت زیارت آنحضرت ﷺ کی نیت کرے اور ساتھ ہی مسجد نبوی کی اور دیگر مبارک جگہوں کی بھی نیت کرے بلکہ بہتر یہ ہے جو علامہ ابن ہمامؒ نے فرمایا ہے کہ خالص قبر مبارک کی نیت کرے اس میں حضور اکرم ﷺ کی تعظیم زیادہ ہے اور اس کی تائید آپؐ کے ارشاد سے ہو رہی ہے کہ ''جو میری زیارت کو آیا اور میری زیارت کے سوا کوئی حاجت اس کو نہ لائی ہو تو مجھ پر حق ہے کہ قیامت کے دن اس کا شفیع بنوں''۔ (المہند۔ص:۱۱)

عقیدہ نمبر۳: زمین کا وہ حصہ جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر کو چھوئے ہوئے

ہے سب سے افضل ہے یہاں تک کہ کعبہ اور عرش و کرسی سے بھی افضل ہے۔ (المھند۔ص:۱۱)

عقیدہ نمبر۴: ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک دعا میں انبیاءؑ اور اولیاء اللہ کا وسیلہ جائز ہے ان کی زندگی میں بھی اور ان کی وفات کے بعد بھی مثلاً یوں کہے کہ اے اللہ! میں بوسیلہ فلاں بزرگ دعا کی قبولیت چاہتا ہوں۔ (المہند۔ص:۱۳)

عقیدہ نمبر۵: آنحضرت ﷺ کی قبر شریف کے پاس حاضر ہو کر شفاعت کی درخواست کرنا اور یہ کہنا بھی جائز ہے کہ حضرت میری مغفرت کی شفاعت فرمائیں۔

عقیدہ نمبر۶: اگر کوئی شخص آنحضرت ﷺ کی قبر مبارک کے پاس سے صلوٰۃ و سلام پڑھے تو اس کو آپ خود بنفس نفیس سنتے ہیں اور دور سے پڑھے ہوئے صلوٰۃ و سلام کو فرشتے آپ تک پہنچاتے ہیں۔ (طحطاوی۔ص:۴۴۸)

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ فرماتے ہیں کہ "انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے سماع (سننے) میں کسی کو اختلاف نہیں"۔ (فتاویٰ رشیدیہ۔ص:۱۱۲)

حکیم الامۃ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ لکھتے ہیں" سلام سننا نزدیک سے خود اور دور سے بذریعہ ملائکہ اور سلام کا جواب دینا یہ تو دائماً (ہمیشہ) ثابت ہیں (نشر الطیب) حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔"البتہ ضرور عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام نازل ہوں گے اور میں ان کے سلام کا ضرور جواب دوں گا"۔ (الجامع الصغیر وقال صحیح)

عقیدہ نمبر۷: ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاءؑ اور شہداء اپنی قبر میں زندہ ہیں اور آپ ﷺ کی حیات دنیا کی سی ہے بلا مکلف ہونے کے اور یہ صرف روح مبارک کی زندگی نہیں ہے جو سب آدمیوں کو حاصل ہے بلکہ روح مبارک کے تعلق سے جسدِ اطہر کو بھی حیات حاصل ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔

''حضرات انبیاءؑ اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں''۔

حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں کہ ''الانبیاء احیا'' سے حضرات انبیاءؑ کے مجموع اشخاص مراد ہیں نہ صرف ارواح یعنی انبیاءؑ اپنے اجسام مبارکہ کے ساتھ زندہ ہیں۔

(تحیۃ الاسلام۔ص:۳۶)

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ (سابق مفتی دارالعلوم دیوبند) تحریر فرماتے ہیں ''خلاصہ یہ ہے کہ انبیاءؑ کی حیات بعد الموت حقیقی جسمانی مثل حیات دنیوی کے ہے۔ جمہور امت کا یہی عقیدہ ہے اور یہی عقیدہ میرا اور سب بزرگان دیوبند کا ہے۔

(ماہنامہ الصدیق ۱۳۷۸ھ)

مفتی دار العلوم دیوبند حضرت مولانا سید مہدی حسن صاحبؒ تحریر فرماتے ہیں کہ ''آنحضرتؐ اپنے مزار مبارک میں بجسدہ موجود اور حیات ہیں' آپؐ کے مزار مبارک کے پاس کھڑا ہو کر جو سلام کرتا اور درود پڑھتا ہے آپ ﷺ خود سنتے ہیں اور سلام کا جواب دیتے ہیں''۔ (ماہنامہ الصدیق مذکور)

عقیدہ نمبر ۸: بہتر یہ ہے کہ قبر شریف کی زیارت کے وقت چہرہ مبارک کی طرف منہ کر کے کھڑا ہونا چاہیے اسی پر ہمارا اور ہمارے مشائخ کا عمل ہے' اور یہی حکم دعا مانگنے کا ہے۔

عقیدہ نمبر ۹: ہمارے نزدیک آنحضرت ﷺ اور اسی طرح تمام انبیاءؑ اپنی قبروں میں زندہ ہیں' نماز پڑھتے ہیں آپ ﷺ پر امت کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں۔ اور صلوٰۃ وسلام پہنچایا جاتا ہے۔ (طبقات الشافیہ۔ص:۲۸۲' ج:۴)

صلوٰۃ وسلام پہنچنے کا مطلب یہ ہے کہ فرشتے آپ ﷺ کو اطلاع دیتے ہیں' آج کل صلوٰۃ وسلام کے پہونچنے کی جو یہ مراد بتلائی جارہی ہے کہ صلوٰۃ وسلام کا ثواب آپ ﷺ کو پہنچ جاتا ہے یہ اجماعِ امت کے خلاف ہے۔ (المہند)

عقیدہ نمبر ۱۰: ہمارے نزدیک آنحضرت ﷺ (اسی طرح تمام انبیاءؑ) وفات کے بعد بھی اپنی قبور مبارکہ میں اسی طرح حقیقۃً نبی اور رسولؑ ہیں جس طرح وفات سے پہلے ظاہری حیات مبارکہ میں تھے۔ (المہند)

عقیدہ نمبر ۱۱: ہمارا اور ہمارے مشائخ کا عقیدہ یہ ہے کہ سیدنا و مولانا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تمام مخلوق سے افضل ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ سے قرب میں کوئی شخص آپؐ کے برابر تو کیا قریب بھی نہیں ہو سکتا۔ آپؐ تمام انبیاء اور رسلؑ کے سردار اور خاتم ہیں۔ (المہند۔ ص:۲۰)

عقیدہ نمبر ۱۲: ہمارا اور ہمارے مشائخ کا عقیدہ یہ ہے کہ ہمارے سردار محمد رسول ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ اور یہ ثابت ہے قرآن و حدیث اور اجماع امت سے جو اس کا منکر ہے وہ ہمارے نزدیک کافر ہے۔

عقیدہ نمبر ۱۳: ہمارا اور ہمارے مشائخ کا مدعی نبوت و مسیحیت قادیانی کے بارے میں یہ قول ہے کہ "جب اس نے نبوت و مسیحیت کا دعویٰ کیا اور حضرت عیسیٰ مسیحؑ کے اٹھائے جانے کا منکر ہوا اور اس کا خبیث عقیدہ اور زندیق ہونا ہم پر ظاہر ہوا تو ہمارے مشائخ نے اس کے کافر ہونے کا فتویٰ دیا۔ (المہند۔ ص:۴۴)

عقیدہ ۱۴: جو شخص اس کا قائل ہو کہ نبی کریم ﷺ کو ہم پر بس اتنی ہی فضیلت ہے کہ جتنی بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے تو وہ ہمارے نزدیک دائرہ ایمان سے خارج ہے۔ (المہند)

عقیدہ نمبر ۱۵: ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کو تمام مخلوق سے زیادہ علوم عطا ہوئے ہیں، مخلوق میں سے کوئی بھی آپ ﷺ کے علمی مرتبہ تک نہیں پہنچ سکتا نہ مقرب فرشتہ اور نہ نبی اور رسول۔ اور بے شک آپ ﷺ کو اولین اور آخرین کا علم عطا ہوا لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ ﷺ کو ہر وقت ہر چیز کا علم ہو کہ اگر کسی واقعہ کا آپ ﷺ کو علم نہ ہو اور آپ ﷺ کے علاوہ کوئی دوسرا اس سے آگاہ ہو تو آپ ﷺ کے ساری مخلوق سے افضل ہونے اور

وسعت علم میں نقص آجائے۔

عقیدہ نمبر ۱۶: ہمارا پختہ عقیدہ ہے کہ جو شخص اس کا قائل ہو کہ فلاں (مثلاً شیطان) کا علم آپ ﷺ سے زیادہ ہے وہ کافر ہے۔ (المہند۔ص ۲۷)

عقیدہ نمبر ۱۷: ہمارے نزدیک حضور اکرم ﷺ پر درود شریف کی کثرت مستحب اور نہایت موجبِ ثواب ہے خواہ کوئی بھی درود شریف ہو لیکن افضل ہمارے نزدیک وہ درود شریف ہے جس کے لفظ بھی آپؐ سے منقول ہیں۔ (المہند۔ص:۲۹)

عقیدہ نمبر ۱۸: وہ تمام حالات جن کا حضور اکرم ﷺ سے ذرا سا بھی تعلق ہے ان کا ذکر ہمارے نزدیک نہایت پسندیدہ اور اعلیٰ درجہ کا مستحب ہے۔ خواہ آپ ﷺ کی ولادت مبارکہ کا ذکر ہو یا کسی اور حالت کا تذکرہ ہو۔ (المہند۔ص:۳۱)

عقیدہ نمبر ۱۹: آنحضرت ﷺ (اور اسی طرح تمام انبیاءؑ) کا نیند سے وضو نہیں ٹوٹتا تھا کیونکہ نیند میں آپ ﷺ کی صرف آنکھیں مبارک سوتی تھیں دل مبارک نہیں سوتا تھا۔ (نشر الطیب)

آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ "میری آنکھیں سوتی ہیں میرا دل نہیں سوتا"۔ (بخاری۔ج:۱)

عقیدہ نمبر ۲۰: انبیاءؑ کا خواب بھی وحی کے حکم میں ہوتا ہے۔ بخاری شریف میں ہے "رؤیا الانبیاء وحی" کہ نبیوں کا خواب وحی ہوتا ہے۔ (بخاری۔ج:۱،ص:۲۵)

عقیدہ نمبر ۲۱: آنحضرت ﷺ نماز میں پشت کی جانب سے ویسا ہی دیکھتے تھے جیسا کہ آگے کی جانب سے دیکھتے تھے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے۔ "صفوں کو سیدھا کیا کرو" کیونکہ میں تمہیں اپنے پیچھے سے دیکھتا ہوں"۔ (بخاری شریف۔ج:۱،ص:۱۰۰)

عقیدہ نمبر ۲۲: اس زمانہ میں واجب ہے کہ چاروں اماموں میں سے کسی ایک کی تقلید کی جائے۔ ہم اور ہمارے مشائخ تمام اصول وفروع میں امام المسلمین حضرت ابوحنیفہ کے مقلد ہیں۔

(المہند۔ص:۱۷)

عقیدہ نمبر ۲۳: ہمارے نزدیک مستحب ہے کہ انسان جب عقائد کی درستی اور شرع کے مسائل ضروریہ کی تحصیل سے فارغ ہو جائے تو ایسے شیخ کی بیعت ہو جو شریعت میں راسخ العقیدہ ہو خود بھی کامل ہو اور دوسروں کو بھی کامل بنا سکتا ہو۔ (المہند۔ص:۱۷)

عقیدہ نمبر ۲۴: مشائخ کی روحانیت سے استفادہ اور ان کے سینوں اور قبروں سے باطنی فیوض کا پہنچنا سو بے شک صحیح ہے مگر اس طریقہ سے جو اس کے اہل اور خواص کو معلوم ہے نہ اس طرز سے جو عوام میں رائج ہے۔ (المہند۔ص:۱۸)

عقیدہ نمبر ۲۵: ہم اور ہمارے مشائخ اس کا یقین رکھتے ہیں کہ جو کلام بھی حق تعالیٰ سے صادر ہوا یا آئندہ ہوگا وہ یقیناً سچا اور واقع کے مطابق ہے اور جو شخص اس کے خلاف عقیدہ رکھے یا اللہ تعالیٰ کے کلام میں جھوٹ کا وہم کرے وہ کافر ملحد و زندیق ہے۔ اور اس میں ایمان کا شائبہ بھی نہیں۔ (المہند)

راقم الحروف! احقر سید عبدالقدوس ترمذی

جامعہ حقانیہ ساہیوال' سرگودھا

تصدیق وتوثیق

حضرت اقدس یادگار سلف حجۃ الخلف فقیہ العصر مولانا قاری الحاج مفتی سید **عبدالشکور** صاحب ترمذی مدظلہ العالی فاضل دارالعلوم دیوبند و رئیس جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا۔

بعد الحمد و الصلوٰۃ: نظر ناھذا الخلاصة فوجد ناھا صحیحة

"بقة" موافقة لمذھب اہل السنة والجماعة اتفق علیھا

علمائنا ومشا تخنار بھمھم اللہ تعالیٰ فجزی اللہ تعالیٰ

لمرتبھا الحسن الجزاء

کتبہ الاحقر اسید عبدالشکور ترمذی الجامعة "الحقانیہ"

ساہیوال من توابع سرجودھا۔

اسمائے گرامی

اکابرینِ دیو بند تصدیق کنند گان کتاب " المهند "

شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ
مولانا میر احمد حسن امروہیؒ
مولانا مفتی عزیز الرحمان صاحبؒ
حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ
مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ
مولانا حکیم محمد حسن دیوبندیؒ
مولانا قدرت اللہ صاحب مرادآبادیؒ
مولانا حبیب الرحمن صاحب دیوبندی

مولانا غلام رسول دیوبندیؒ
مولانا محمد سہول صاحبؒ
مولانا عبدالصمد دیوبندیؒ
مولانا حکیم محمد اسحاقؒ دہلی
مولانا ریاض الدین صاحبؒ
مولانا مفتی محمد کفایت اللہ دہلویؒ
مولانا ضیاء الحق صاحبؒ دہلی
مولانا محمد قاسم صاحبؒ دہلی

مولانا عاشق الہیٰؒ میرٹھی
مولانا سراج احمد صاحبؒ میرٹھ
مولانا محمد اسحاقؒ میرٹھ
مولانا حکیم محمد مصطفےٰؒ بجنوری
مولانا حکیم محمد مسعودؒ گنگوہی
مولانا محمد یحییٰؒ سہارن پوری
مولانا کفایت اللہؒ سہارن پوری
مولانا محمد احمد صاحب نانوتویؒ

علماً دیوبند تصدیق کنند گان رسالہ عقائدِ علماء دیوبند

قاری محمد طیبؒ مہتمم دارالعلوم دیوبند
مولانا مفتی محمد شفیعؒ کراچی
مولانا ظفر احمد عثمانیؒ
مولانا محمد یوسف بنوریؒ
مولانا خیر محمد جالندھریؒ
مولانا مفتی جمیل احمد تھانویؒ
مولانا مفتی محمود صاحبؒ
مولانا مفتی عبداللہ صاحبؒ
مولانا مفتی عبدالستار صاحبؒ
شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب
مولانا محمد احمد تھانویؒ
مولانا عبدالحق نافع صاحبؒ
مولانا عبداللہ صاحب بہلویؒ
مولانا محمد صاحب انوریؒ

مولانا شمس الحق افغانیؒ
مولانا سید حامد میاںؒ
مولانا مفتی رشید احمد مدظلہم
مولانا مفتی محمد فرید صاحبؒ
مولانا مفتی احمد سعید صاحبؒ
مولانا مفتی محمد وجیہہ صاحبؒ
شیخ الحدیث مولانا علی محمد صاحبؒ
مولانا مفتی عبدالقادر صاحبؒ
مولانا محمد شریف کشمیریؒ
مولانا سید صادق حسین بخاریؒ
مولانا عبدالحیٔ صاحب مدظلہم
مولانا محمد عبداللہ رائے پوریؒ
مولانا محمد عبدالستار تونسوی مدظلہ

مولانا محمد شریف جالندھریؒ
مولانا نذیر احمد صاحب
مولانا محمد ادریس میرٹھیؒ
مولانا محمد علی جالندھریؒ
مولانا محمد ایوب بنوری مدظلہم
مولانا فضل غنی صاحبؒ
مولانا فیض احمد صاحب مدظلہم
مولانا محمد سرفراز صاحب صفدر مدظلہم
مولانا قاضی عبداللطیف صاحبؒ
مولانا مفتی ولی حسن صاحبؒ
مولانا عبدالکریم صاحب مدظلہم
مولانا سلیم اللہ صاحب مدظلہم
مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی مدظلہم